Checked
1987
RARE BOOK

۳۵۱۸

بعون صناع بدیع زمن و فضل خلاق کون و مکاں

کارنامۂ نازک خیالی و صنمخانۂ شیریں مقالی کلام سحر تاثیر حسن و عشق کی
بتصویر ناظرین منصف طبع کے لائق آفتاب داغ پر فائق ۔

1524

المسمّٰی

افکار عاشق

المعروف بہ اسم تاریخی

شاہد نظام

سنہ ۱۳۰۱ھ

CHECKED 1963
CHECKED
CHECKED 1995

نذر گذرانیدۂ حضرت بندگان آصف جاہ میر محبوب علیخاں بہادر
دام اقبالہ والیِ دکن نتیجۂ فکر مولوی منشی محمد اقبال حسین صاحب عاشق
دہلوی معتمد ریاست بیکانیر سلمہ

بمطبع رائے بھوانی شنکر دہلی باہتمام احمد علی بیگ رونق طبع یافت

کتب قابل دید ناظرین جو کتبخانہ تجارتی آنی بھوجنی پرشاد و گردھر لال دہلی دریبہ کلاں سے مل سکتی ہیں اور جنکے حقوق محفوظ ہیں

پیرنا بالغ۔ جوانوں کی رندانہ طبیعت تو سب نے دیکھی ہوگی لیکن اس پیرنا بالغ کی رنگینی طبیعت نے آجتک جتنے رند دنیا میں پیدا ہوئے اور ہونگے سبکی رنگینی کا ٹھیکہ لے لیا ہے ممکن ہے کہ کوئی بجھی ہوئی طبیعت والا پڑھے اور رقص کرنے لگے۔ قیمت بلا محصول۔ ۶ر

انشائے حیرت۔ یہ عجیب انشا ہے جو آجتک تیار نہیں ہوئی ہے یہ ناظرین ہے اسمیں تین قسم کے رقعہ ہیں۔ اول معزز باپکے پچاس خط بیٹے کے نام ہیں جتنی باتیں کہ طلبائے ہند میں قابل اصلاح ہیں سبکو باپکے شفقت بھرے خطوں میں ادا کر دیا ہے دوسرا حصہ اس انشا کا وہ ہے کہ جس میں دوستوں نے دوستونکو خط بھیجے ہیں انمیں اُن باتوں کی اصلاح ہے جو باہم برابر کے دوست (خواہ بوجہ تعصب خواہ بوجہ کم عقلی) دوستونکے ساتھہ کیا کرتے ہیں جنپر مہذب دنیا کے نوجوان تاسف کرتے ہیں تیسرے حصہ میں ماتا بھری ماں کے خطوط پیاری بیٹی کے نام ہیں انمیں عورتونکی اُن بیہودہ اور خراب عقائد و نکی اصلاح ہے جس سے ہمارے بچونکی تعلیمی بہت خراب ہے اسکے بعد متفرقات خطوط ہیں۔ قیمت بلا محصول ۸ر

مسدس حیرت۔ حصہ دوم اسمیں مسدس حالی کی تردید بڑی لیاقت سے کیگئی ہے قیمت معہ محصول ۸ر

مسدس حیرت حصہ سوم۔ اسمیں نئی بات یہ کیا اول مولانا حالی صاحب کا خطوط وصدانی میں ایک بند نقل کیا ہے اور پھر اسکی تردید کی ہے کل مسدس کا اسیطرح رد کیا گیا ہے۔ قیمت معہ محصول ۸ر

پھول والونکی سیر۔ اس کتاب میں پھول والون کے میلہ کا بیان ہے کہ اسکی ابتدا کب ہوئی اور کیا کیفیت آتی ہے اور دہلی کے باشندے جوق جوق کس ذوق وشوق میں جاتے ہیں انہیں ہر سال کتنے نئے نواب بنتے ہیں۔ ۱ر

الضاف مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا بامحاورہ اُردو زبان میں عربی زبان سے ترجمہ کیا گیا ہے یہ حقیقت میں الضاف ہے بہت ہی روشن دلیلوں سے مقلدوں اور غیر مقلدوں کے اُن متنازعہ فیہ باتوں کا فیصلہ ہے کہ جنکے سبب سے وہ ننگ اسلام ہو رہے ہیں۔ قیمت معہ محصول ۸ر

تاریخ قیصری۔ جس میں تصاویر شاہان ہفت اقلیم و رؤسا ممالک ہندوستان مع نقشجات ہند و کیفیت دربار و عمارات دہلی وغیرہ و قاعدہ نوشت و خواند اُردو انگریزی وناگری درج ہے۔ قیمت معہ محصول۔ ۱۲ر

بہاو پرکاش بخط ہندی۔ یہ کتاب اپنے اوصاف میں بے مثل و عدیل ہے اسکے مولف پنڈت بہاو مصر صاحب نے وہ ادویات امراض لا علاج اور نسخجات مجربات جو باون تولہ پاورتی کا حکم رکھتے ہیں اور عجائب غرائب حالات معالجات اقسام امراض میں کتب مستند چرک و سسرت وغیرہ سے اور نیز اُن کتب سے جو ہر فرد بشر کو دستیاب ہونی غیر ممکن ہیں انتخاب کئے ہیں اسکا ترجمہ بنظر خیر خواہی انام بدیں جہت کہ علم سنسکرت فی زمانہ معدوم ہے پنڈت سری راو کرشن چندر صاحب بھی نواسی سے کرا کر معہ مول ٹیکا تقطیع موزون پر نہایت خوشخطی سے تین جلدون میں طبع کرایا گیا ہے جسمیں سے کاغذ گندہ کا دست بدست شائقین نے خرید فرمایا سفید بھی قریب نصف کے بک چکا ہے گلابی بہت کم باقی ہے۔ قیمت معہ محصول۔

کاغذ گندہ للعہ

سفید ضخامی عہ

گلابی عہ

خلاصہ اصول دہرم شاستر۔ یہ ان لکچروں کا معہ نقشہ کے انتخاب ہے جو بابو شاما چرن صاحب منشی جگن پرشاد صاحب وکلائے آگرہ نے وقت تعلیم دئے ہیں۔ واقعی دریا کو کوزے میں بند کیا ہے۔ ۱۲ر

45187

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ دیوان موسوم بہ افکارِ عاشق

جبین فرسائی لازم ہے تو واجب عجز و زاری ہے
جھکا لے سر قلم اپنا کہ لکھنی حمدِ باری ہے
یہ وہ مضمون مشکل ہے کہ یان کاغذ کا ہی منہ فق
سیاہی روشنائی کی رخ روشن پہ طاری ہے
ازل سے تا ابد قالو بلی کہتے ہی گذرے گی
زبان وہ موج کوثر ہے کہ جسکا فیض جاری ہے
حقیقت مین اُسیکی صنعت اُسکی حمد ہے لیکن
بشر کو بھی ہے کچھ دعوی یہ شان کردگاری ہے
ریاضت عمر بھر گر ہو ریا کے ساتھ تو پھر کیا
اگر مقبول اک نکتہ ہو تو لاکھون پہ بھاری ہے
قلم سیر الوار الحمد ہو جائے گا محشر مین
کہ جسکا مشغلہ تحمید ہے مدحت نگاری ہے

ادا جب حمد کا حق ہو نہ اے عاشق سو لون ہے
زبان مین کب یہ طاقت ہے حقیقت کیا ہماری ہے

اللہ اللہ تیری شان عالی شان بحد بے پایان بمصداق کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْن مین ملائک و انسان کا طائرِ بیان ع امکان و وہم و گمان سرگردان - سبحان اللہ سبحان اللہ تیری علم و قدرت کا پایان بفحوائے خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ باصرۂ جان اور دیدۂ جنان سے - غیر نمایان - اور نعتِ حبیبِ لبیب ربّ العالمین شافع یوم الدین شفیع المذنبین فخر المرسلین خاتم النبیین صدر نشین عزّ و تمکین مین نطق زبان عجز قرین اور مدحت الکرین و ین اعنی صحابہ جل الیقین الملکرین الطاہرین

رہنمایان راہ یقین وہادیان شرع مبین طریقت تمکین وحقیقت آئین مین طبع حزین نیاز آگین امابعد ارباب کمال کا خوشہ چین سروران اقلیم سخن کا پیرو آئین عشق وعاشقی میں حریف قیس ووامق محمد اقبال حسین عاشق وکیل راج بیکانیر متعینہٴ رزیڈنٹی ریاست ہائے راجپوتانہ کہ جسنے خاروخس بیابان عشق کی بجھی بجھائی دبی دبائی آگ کی چنگاریوں کو شعلہ ہائے آتش فراق مہوشان لیلی ادا کے خار الم سے کریدکر شرر انگیز کیا - اور مضامین محمل نشین دل ودماغ سے ہُدیخوان بنکر ناقہٴ مستانہٴ شوق کو وادی لق ودق تمنا میں تیز کیا گلعذاران عنبرا شمائل پیکر تصویر خیالی کو زردیٴ رنگ اور خونابہٴ دل کے غازہ سے آب وتاب دی - اور خیابان گلشن حسن کی گلچین خزان رسیدہٴ وامق کے دامان تمنا کو اشکباری چشم حسرت تازہ سے زیب وزینت بخشی - ہجوم آلام نے اس قابل نہیں رکھا کہ بزم طرب میں آسکوں - اور وفور افکار نے اس لایق نہیں چھوڑا کہ ہنسی خوشی والوں کو اپنی روتی صورت دکھا سکوں - کیونکہ سر شوریدہ میں سودائے گیسو ہے - جبین نیاز میں درد - آنکھوں میں تپ ہجران کی سوزش ہے - لبوں پر آہ سرد - زبان پر تف ہجران کے چھالے ہیں - تیمار دار کو جو پوچھئے تو کچھ فریاد ہے کچھ نالے ہیں - گردن میں طوق زلف گرہ گیر ہے - سینہ میں داغوں کا ہجوم کثیر ہے - ہاتھوں کو شغل گریباں چاکی ہے - پاؤں کو راہ صحرائے مصیبت میں پیما کی ہے - کمر حسرت اور ارمان کے بوجھ سے خم ہے - لکھنے پڑھنے کی طاقت بہت کم ہے - نثر کا ہر فقرہٴ دلگیر اور نظم کا ہر مصرع الجھن کی تصویر - پریشانیوں کا پیکر - افکار کا محضر - آلام کا نمونہ - غموں کا چربہ - صدموں کا سانچہ - حسرت کا خاکہ - وحشت کا عکس - بیقراری مرغ دل کا رقص - ویرانہ کا رمنا - ایک گنگا - دوسرا جمنا - مگر جذبہٴ دل کب مانتا ہے - چپ رہوں تو بھویں تانتا ہے - دوستی کو دشمنی جانتا ہے - ہائے ہائے تمنائے عشق حسیناں خیالی دلیر - بلکہ آب وگل میں - جیکے پہمے ہونے کا اعتبار نہیں - بے وفا زندگی پر اختیار نہیں - کچھ عجب حال پر اختلال ہے - نہ دل برجا ہے - نہ خاطر بحال ہے -

یکسوئی سے یکسوئی ہے۔ طبیعت کیا ہے گویا چھوئی موئی ہے۔ بارے طبع پریشان کو گھیر گھونٹ کر کچھ کہنے کی ہمت بندھائی۔ تو گویا سونے کی چڑیا ہاتھ آئی سچ تو یہ ہے کہ امداد وَھُوَ اللَّطِیفُ الْخَبِیرُ نے کار لطیف کیا۔ یعنی حضرت داغؔ کے دیوان دوم و سوم بہ آفتاب داغ کی غزلوں کو از اول تا آخر مطلع سے مقطع تک اونہیں قوافی و ردیف میں ہم ردیف کیا پھر اکثر غزلون کی طرح میں بعد پورا کرنے قوافی کے آزادانہ غزلیں لکھیں اور انکے سوا جو اس عرصہ میں دیگر طرحوں پر متفرق غزلین کہنے کا اتفاق ہوا تھا وہ بھی اسی میں ردیف وار درج کر دیں۔ زبان دہلی ایک ہی سانچہ میں ڈہلی ہوئی اور مستند زمانہ ہے۔ مگر۔ مضامین کی آمد اور بندش کی ترکیب اپنے افکار اور لیاقت علمی کے موافق جداگانہ ہے۔ یہ ایک وہ طرز خیال کی گئی ہے کہ آجتک دیوانہائے فارسی و اُردو اساتذۂ متقدمین یا متاخرین میں سے کسی میں نہیں دیکھی گئی۔ قدردانان سخن۔ و جوہر شناسان فن شاعری سے استدعائے داد ہے۔ اور خطا پر اگر عیب پوشی کی آنکھ پڑ جائے تو عین صاد ہے **بقول مرزا بسم اللہ بیگ بسمل**۔

جبکہ سخن مستحقِ داد ہے
پھر نہ ملے داد تو بیداد ہے
مستحقِ داد کو جو داد دے
آپ بھی وہ مستحقِ داد ہے

غرض نقشی است کز ما یاد ماند
کہ ہستی را نمی بینم بقائے

واللہ المستعان

وعلیہ التکلان

فقط

یاسمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلوہ نگاہ میں ہے کسی بے نیاز کا
پُتلی ہماری آنکھہ کی پُتلا ہے ناز کا

احمد میں میم حرف ہے راز و نیاز کا
اے چشمِ نکتہ بین تجھے موقع ہے ناز کا

ہمکو خضر ملے نہ رہِ عشق مین کبھی
پھر کیون لقب ملا ہے مسافر نواز کا

مین وہ نہین کہ ناز تمھارا اُٹھاؤن گا
بندہ ہون اے بتو کسی بندہ نواز کا

سُن لیجے گوشِ دل سے کہ جھگڑے چکے کہین
قصّہ ہو مختصر مری عُمرِ دراز کا

دل مین سما گئین جو حقیقت نمائیان
ہمنے کیا ہے قطع علاقہ مجاز کا

دامن پھٹے تو خیر گریبان نہ چاک ہو
اے جوششِ جنون یہی پردہ ہے راز کا

سینہ صدائے نغمۂ یاحق سے گونج اُٹھا
تارِ نفس نہین ہے یہ ہے تار ساز کا

ہم رہبرِ طریقت و محوِ جمال ہین
رستہ ہوا ہے صاف نشیب و فراز کا

عشقِ بتان حرام ہے حورون کا غم حلال
واعظ مجھے سبب تو بتا امتیاز کا

ایک آگ سی ہے پانی کے اندر لگی ہوئی
ادنے کرشمہ دلکی ہے سوز و گداز کا

دوزخ مین بھی وہ دامنِ زاہد نہ خشک ہو
چھینٹا پڑا ہے جبہ یہان حرص و آز کا

ساقی پلا وہ مے کہ بجھے پیاس حشر کی
فتوا ملا ہوا ہے ازل سے جواز کا

ہے آرزو یہی کہ آلہی بروزِ حشر
سایہ ہمارے سر پہ ہو شاہ حجاز کا

اللہ رے عشق تیری کرشمہ طرازیان
محمود غزنوی سا ہو بندہ ایاز کا

(مقطع)

عاشق جھکائے رکھیو جبینِ نیاز کو
رتبہ بلند ہے سرِ عجز و نیاز کا

(زائد از طرح دیوان)

سیکھا ہے ہمنے عشق سے شیوہ نیاز کا
پایا ہے تمنے حسن سے انداز ناز کا

خنجر کو دیکھکر سرِ تسلیم جھک گیا
پایا ہے جان پہ کھیل کے رستہ نماز کا

کچھ شک اگر ہو عرصۂ محشر سے ناپ لو
دامن دراز ہے مرے عجزِ و نیاز کا

کیسی کمر کہان ہے دہان بات ہے کوئی
یہ بھی ڈھکوسلا ہے کسی عشق باز کا

بخشا ہے رنگ گل کو نوا عندلیب کو
تونے دیا صبا کو اثر اہتزاز کا

یارب یہ کون وادئ غربت مین مر گیا
آئی صبا چڑھانے جو دونا نیاز کا

ٹھکرا رہے ہو قبر مری جان بوجھ کر
توبہ کرو یہ کونسا موقع ہے ناز کا

سچ ہے کہ جانے والے کا مشکل ہے روکنا
پیچھا نہ کر سکا کوئی عمرِ دراز کا

جسپر ہزار مہر تصدق ہون رشک سے
اللہ رے داغ میری جبین نیاز کا

بیدار ہو کہ رات بہت کم ہے زیست کی
اے بخت خفتہ وقت ہے عجز و نیاز کا

اللہ ہی بچائے دل ایسے غنیم سے
لشکر ہے جسکے ساتھ بڑا کبر و ناز کا

پھونچے جہان رسول ملائک نجا سکے
پل مین سفر کیا رہِ دور و دراز کا

(مقطع)

عاشق جو ہمنے آہ بھری ہجرِ یار مین
اُڑ جائے گا دھوان فلک حُقّہ باز کا

احمد اللہ کا محبوب ہوا خوب ہوا
رنگ مین رنگ ملا خوب ہوا خوب ہوا

چشم باطن ہمین مرغوب ہوے خوب ہوئے
دل حق بین ہمین مطلوب ہوا خوب ہوا

پردہ حائل نہ رہا طالب و مطلوب مین کچھ
قربت حق کا یہ اسلوب ہوا خوب ہوا

فخر آدم بھی ہوا فخرِ دو عالم بھی ہوا
تجھ سا محبوب جو مرغوب ہوا خوب ہوا

سرمۂ حسنِ خداداد جو یوسف کو ملا
نور بینائی یعقوبؑ ہوا خوب ہوا

بیقراروں سے تمہارے نہ کبھی ہو سکتا
صبر پیدا اپنے ایوبؑ ہوا خوب ہوا

مین نہ پیدا ہوا پہلے یہ کرم حق نے کیا
تیری امت ہی مین منسوب ہوا خوب ہوا

کلمہ حشر مین پڑھتا ہوا اوٹھا **عاشق**
ساری خلقت مین نہ محجوب ہوا خوب ہوا

زائد از طرح

فرض ہے عبد کا معبود کو یکتا جانے
سجدۂ غیر جو معیوب ہوا خوب ہوا

ہوتی عبرت نہ ملائک کو انانیت سے
حق سے شیطان جو معتوب ہوا خوب ہوا

تو ہی تو دل مین سمایا ہے خدایا میرے
ماسوا تیرے جو مسلوب ہوا خوب ہوا

ہر بن مو سے نکلتی ہے صدا صل علی
قبرِ **عاشق** پہ یہ مکتوب ہوا خوب ہوا

عشق مین بس یہ ہنر پیدا کیا
کچھ نہ رکھا جس قدر پیدا کیا

ضعف نے موے کمر پیدا کیا
تھا کہان ہمنے مگر پیدا کیا

جو نمک زخمون پہ چھڑکے رات دن
چارہ گر وہ ڈھونڈ کر پیدا کیا

جستجوے خانۂ دلدار مین
خود کو کھو کر دل مین گھر پیدا کیا

جب چلے دنیا سے خالی ہاتھ تھے
یون تو ہم نے عمر بھر پیدا کیا

ساتھ دیتا ہے گر بھی آہ مین
دل نے اچھا نوحہ گر پیدا کیا

ان بتون کے ناز اوٹھانے کے لئے
عاشقون کو بے جگر پیدا کیا

کوہکن بھی کہہ اوٹھا اوستاد ہو
عاشقی مین وہ ہنر پیدا کیا

روئین ہم پھر دشمنون کی جان کو
ربط اوسنے پھر ادھر پیدا کیا

وہ بھی دشمن کے لئے ہین بیقرار
عشق نے اولٹا اثر پیدا کیا

کیون نہ ڈوبے چارہ گر جب بحر خون
نبض میری چھیڑ کر پیدا کیا

آپ کے موئے میان کو دیکھ کر
ہم نے بھی تارِ نظر پیدا کیا

ربط اون سے حضرت **عاشق** بھلا
آپ نے کیا دیکھ کر پیدا کیا

زائد از طرح

آہ نے اتنا اثر پیدا کیا
سر پہ اک چرخ دگر پیدا کیا

یا الٰہی موت کو کیون دے دیا
جو کیا اور جس قدر پیدا کیا

تم ستاتے ہو یہ خالق نے میرے
کچھ نہین تھا مین مگر پیدا کیا

سرورِ کونین کا اللہ نے
نور سب سے بیشتر پیدا کیا

جور کا شکوہ ہے کیا۔ خود ڈھونڈکر
ہم نے شوخ فتنہ گر پیدا کیا

دردِ دل کی چارہ جوئی خوب کی
اوہوا اولٹا دردِ سر پیدا کیا

کچھ پتہ امید کا ملتا نہین
کیا عدم مین اسنے گھر پیدا کیا

عاشقون کی آہ بے تاثیر کو
بے گل و برگ و ثمر پیدا کیا

ان بتون کی کیا جدا خلقت ہے جو
بے دہان و بے کمر پیدا کیا

دل بھی قاصد کے گیا ہمراہ وہان
راہبر نے راہبر پیدا کیا

کشتۂ تیغِ ادا نے شوق سے
شمع کی مانند سر پیدا کیا

(مقطع)

ہو گئی تشہیرِ عاشق اپنی بھی
نام قاتل نے اگر پیدا کیا

بھاری ہین بارِ غم سے بہت دوشِ نقشِ پا
کس سے گلہ کرین لبِ خاموشِ نقشِ پا

کیا موجۂ صبا کا ہو جو ہم آغوشِ نقشِ پا
ہے نازک و لطیف تن و توشِ نقشِ پا

گھٹ جائے قدر لعل و گہر کی جہان مین
بنجائے دل گر اپنا دُرِ گوشِ نقشِ پا

دل مین جو تھی زمین پہ وہ آبرو نہین
کیا مفت خاک دھول ہوا جوشِ نقشِ پا

نالے کئے تو دھول اوڑی راہِ نقش مین
آہین بھرین تو اوڑنے لگے ہوشِ نقشِ پا

سر میرا فخر سے ہو فلک پر گر آپ کا
مانندِ چتر سر پہ ہو سرپوشِ نقشِ پا

غلمان و حور جیسے مٹے ہین وہ عکس نور
نام خدا ہے کیا ہی تن و توشِ نقشِ پا

تونے گر آگے آنکھ سے اتنا کیا سبک
میت مری اوٹھا کے چلے دوشِ نقشِ پا

روتا ہون اوسکے نقش قدم کے خیال مین
جب سوچتا ہون شکل فراموشِ نقشِ پا

کچھ بھی کرین نہ ناز بھرا اپنے شباب پر
حورین کبھی جو دیکھین ترا جوشِ نقشِ پا

افتادگانِ خاک کے لینے لگے قدم
جھکنے لگے ہین اب تو سر و دوشِ نقشِ پا

بادِ صبا کے ناز اوٹھاتا ہے راہ مین
اسواسطے ہوا ہے گران دوشِ نقشِ پا

جائے نو ہین وہ باغ مین لیکن یہ خوف ہے
ایسا نہو نسیم بھرے گوشِ نقشِ پا

وہ نقشِ پا زمین پہ ہین تصویرِ چشم حور
دل کیونکہ ہو نہ عاشق و مدہوشِ نقشِ پا

پوچھون اگر مین یار تیری کجروی کا حال
کچھ بول ہی اوٹھین لبِ خاموشِ نقشِ پا

(مقطع)

آیا ہے ہمکو یاد شباب پری وشان

عاشق خدا دکھاوے نہ اب جوشِ نقشِ پا

بھرتے تو ہین وہ خاک سے آغوش نقش پا
گالی نہ دے اوٹھے لبِ خاموشِ نقشِ پا
ایسی ہوا چلی کہ اوڑے ہوشِ نقشِ پا
کچھ بولتے نہین لبِ خاموشِ نقشِ پا
میرا نہ حال دیکھ سکے اور نہ سُن سکے
آنکھین ہوئی ہین کور تو کر گوشِ نقشِ پا
تم کیا چلے گئے کہ تڑپتا ہے خاک پر
جز خاک کچھ نہین ہے خور و نوشِ نقشِ پا
جاتے ہین گھر وہ غیر کے یہ بولتے نہین
کیا سی دیئے گئے لبِ خاموشِ نقشِ پا
نقش قدم تمہارا سُننے میرا حال کیون
قسمت سے میرے پھوٹ گئے گوشِ نقشِ پا
باد صبا کے ہاتھ سے برباد ہونے کو
اچھا نہین ہے حد سے سوا جوشِ نقشِ پا
ہمنے بھی ہوش کوچۂ جانان مین کھو دیئے
دیکھے جو جا کے صورت بیہوشِ نقشِ پا
ایک آہ سے تری بھی اوڑادونگا خاک مین
اے دامن صبا نہ ہو روپوشِ نقشِ پا
اسواسطے کہ حال نہ میرا کہین سنے
موج صبا نے کاٹ دیئے گوشِ نقشِ پا
لذت مین بیخودی کے پڑے ہین وہ دم بخود
اوٹھینگے کیا اوٹھائے سے مدہوشِ نقشِ پا
کوئی شریکِ وقتِ مصیبت نہین مگر
یارب ہماری خاک ہو ہمدوشِ نقشِ پا
ڈرتا ہون مین کہ آگ نہ لگجائے آہ سے
پردے تو کھول ڈالین ذرا گوشِ نقشِ پا
جانے کا بزمِ غیر مین دیتے ہین سب پتا
ظالم نہ ہو تو وعدہ فراموشِ نقشِ پا
اے جان تم زمین پہ رکھتے ہو پانون کیون
ہوتی ہے خاک راہ ہم آغوشِ نقشِ پا
خورشید حشر کیا ہے ہمارے رسول کا
کافی ہے ہمکو سایۂ آغوشِ نقشِ پا
پائے رسول پاک کا سر پر ہو جسکے نقش
اصلا نہو سکے گا سبک دوشِ نقشِ پا

عاشق سبک خرام ہو مثل بوئے گل

پھر سہل سے رہو گئے ہم آغوش نقش پا

کر سکے گا خنجرِ فولاد کیا
سخت جان پر آپ کی بیداد کیا
ہجر مین کیون نغمہ سنجی عندلیب
نوحۂ غم کی مبارکباد کیا
سخت جان ہو تو بھی مجھ سا کو ہکن
کر سکے گا دشنۂ فولاد کیا
اونکو کیونکر ہو مرے مرنے کا غم
جانِ شیرین کو غمِ فرہاد کیا
کثرتِ عشاق بیخانہ مین کیون
خاکِ عاشق سے بھرے بنیاد کیا
آرزوئین دل کی ساری مر گئین
اب یہ بستی ہو سکے آباد کیا
دیکھتے ہی اوسکو بیخود ہو گئے
وہ بھی حیران ہین کرین ارشاد کیا
اوسکی چتون پر ہے بسمل اک جہان
ہو عیان بیدادگر کی داد کیا
جب توقع ہی نہین زاری ہو کیون
جب سماعت ہی نہین فریاد کیا
ہین قفس مین ہم تو دونون ایک ہین
یہ چمن کیا خانۂ صیاد کیا
یاد رکھنے کو جو کہتا ہون تو وہ
کہتے ہین تم کیا تمھاری یاد کیا
جینے جی جو مر گیا ہو آپ پر
مرگ پر اوسکی مبارکباد کیا

فصلِ گل آتی ہے آئے یا نہ آئے
وہ نہین تو دل ہو **عاشق** شاد کیا

زاید از طرح

دادگر ہی جب نہین فریاد کیا
شکوۂ جورِ ستم ایجاد کیا
وہ کرے گا زلف سے آزاد کیا
دائمی قیدی کو ہو میعاد کیا
بھول کر بھی یاد جو کرنا نہ ہو
اوسکی اپنے دل سے بھولی یاد کیا

پاے بندِ عشقِ زلفِ یار ہین
پھر ہمین اندیشۂ صیاد کیا
یاد دلوایا جو اقرارِ وصال
ہنس کے بولے پہلی باتین یاد کیا
ہو رہے ہین غیر کے گھر رت جگے
پھر گئی اولٹی مری فریاد کیا
پھر کے کیون آتی ہے آہِ نارسا
گھر رقیبون کا ہوا برباد کیا
بے اثر ہین جب تو سب ہین رائگان
نالہ کیا آہ و فغان فریاد کیا
جل گیا ہے آتشِ ہجران سے خون
فصد کھولے گا مری فصاد کیا
جب کہ دامن خارِ غم سے چاک ہے
پھر جنون سے خواہشِ امداد کیا
جھوٹے وعدون پر ترے اے بیوفا
ہو دل ناشاد اپنا شاد کیا
اوڑ گیا تن کے قفس سے صیدِ جان
ہاتھ ملنے سے ہے اب صیاد کیا
توڑتا ہے دم مرے سینہ مین کیون
تجھپہ اے دل پڑ گئی اُفتاد کیا
ان بتون کا دل پسیجے کس طرح
مین بھلا کیا اور مری فریاد کیا
مُدعی میرے مقابل خاک ہو
اوسکی ہستی کیا ہے اور بنیاد کیا

Checked
1987

شورِ یا لیلی کیا عاشق نے جب
قیس بولا نجد مین اوستاد کیا

مجکو تم چاہو غلط ہے یہ تماشا کیسا
خود مین عاشق ہون مرا چاہنے والا کیسا
وہ نہ آیا یہ گیا پڑ گیا رونا کیسا
کھو دیا دل بھی مرا تو نے تمنا کیسا
غیر سے آنکھ لڑی پھر وہ ہمارا کیسا
سرِ محفل ہے یہ پُتلی کا تماشا کیسا
قم کے کہنے سے نہ اوٹھا تری ٹھوکر سے جیا
ابن مریم کو مسیحائی کا دعوے کیسا
اک پریزاد کی زلفون کے بنے دیوانے
ہمنے گھر بیٹھے لیا مول یہ سودا کیسا

اے جنون شوق ہو کیون بادیہ پیمائی کا
گھر ہی ویرانہ سے افزون ہے تو صحرا کیسا
چشم میگون سے ترے مست ہے عالم ساقی
پھر خبر کسکو کہ ہے نشۂ صہبا کیسا
خواب مین دل جو تو روتا ہے ڈبوئیگا جہان
سوتے دیدون سے بہاتا ہے یہ دریا کیسا
کر دیا فرط تصور نے مجھے آئینہ
میری صورت سے ملا ہے ترا نقشا کیسا
پھنس گئے حضرت ناصح بھی کہین کیا شبکو
خیر تو ہے سر بازار یہ چرچا کیسا
کیا مری موت تمھین تھے جو ہوئے ہو بدنام
لیتے ہین سوگ نشین نام تمھارا کیسا
بھکتے بھکتائے ہون رنج شب تنہائی غم
ایک بیچارہ غم حوصلہ فرسا کیسا
مین کبھی بوسہ جو مانگون تو تم انکار کرو
غیر کمبخت کا کر دیتے ہو چاہا کیسا
کاش دل سوز نہوتا صفت پروانہ
شمع رویون نے جلایا مجھے کیسا کیسا
تیر پہلو مین چبھو کر مجھے کہتا ہے وہ شوخ
ہم بھی دیکھین کہ ہے پتھر سا کلیجا کیسا
شیخ اوس بزم مین جاتے تو تماشا بنتے
ہم سے کیا پوچھتے ہین شب تھا تماشا کیسا
جسکی فردائے قیامت سے بھی فردا ہو سوا
دل مایوس سمجھ لے کہ ہے وعدا کیسا
اونکی پرسش پہ عزادارون نے میرے یہ کہا
صف ماتم ہے یہان سیر و تماشا کیسا
شوق گلگشت ہے تو گنج شہیدان مین چلو
ہم تڑپنے کا دکھاتے ہین تماشا کیسا
دل اگر مال ہے میرا تو تمھارا بھی تو ہے
ایک ہین دونو تو پھر اپنا پرایا کیسا

زلزلہ کیون طپش دل سے نہ آئے **عاشق**
ہاتھ رکھ دیکھئے ہلتا ہے کلیجا کیسا

زاید از طرح

چاہمگر خون گلو رنگ نکالا کیسا
یار کا خنجر بیداد ہے چمکا کیسا

شوق دیدار مین آنکھون کا جھپکنا کیسا
سو گیا پہلو تو کروٹ کا بدلنا کیسا

پی گیا رشکِ عدو خونِ تمنا کیسا
کھا گیا خنجرِ غم ہائے کلیجا کیسا

قتل کے بعد وہ بولے یہ تماشا کیسا
پوچھو تو کہتے ہین تو پوچھنے والا کیسا

نیمجانون کو تڑپتے ہوئے دیکھا تو کہا
آج مقتل مین ہوا واہ تماشا کیسا

بعد کشتن یہ نئی چھیڑ نکالی اوسنے
پوچھتا ہے کہ ہوا حال تمھارا کیسا

ہاتھا پائی سے شب وصل وہ یہ کہتے ہین
بھاڑ مین جائے ترا پیار لپٹنا کیسا

ٹھہر اے جوشِ جنون موسمِ گل آنے دے
چاک دامن کا ابھی سے ہے تقاضا کیسا

کیا پسِ مرگ بھی ہے خواہش دیدار مجھے
پانو حسرت نے کفن سے ہے نکالا کیسا

مجھ سے کہتا ہے کہ مین بھی ہون اسیرِ گیسو
بخیہ گر نے یہ نیا رشتہ نکالا کیسا

سرد مہری سے تری جم گئے آنکھون مین سرشک
ہم تو رونے ہی کو رو بیٹھے ہین رونا کیسا

ہان ذرا مین تو سنون کسکو کہا کون مرے
روز کا تم نے نکالا ہے یہ غمزا کیسا

مین تری آنکھ مین رہتا ہون تو چھپتا کیون ہے
تو مرے دل مین سمایا ہے تو پردا کیسا

تھا مسلمان مسلمان پہ دوزخ ہے حرام
اپنے **عاشق** کو تو تم نے جلایا کیسا

یہ کیا تربیتِ غیر سے شعور آیا
غرور والے سے ملکر تمھین غرور آیا

جب آتے غیر کو دیکھا اوسے غرور آیا
کہ میرے ساتھ رہا ایک دور دور آیا

زبان پر ترے سو بار ذکرِ حور آیا
بیان خُلد پہ واعظ تجھے غرور آیا

پلائی ہے مے توحید آج ساقی نے
خمار جسکا نہین وہ ہمین سرور آیا

نہ رکھیو جلوۂ دیدار سے مجھے محروم
الٰہی خیر کہ نزدیک کوہِ طور آیا

تمام عمر رہے عشق مین بتون کے تپان
کبھی قرار بھی اسے جانِ ناصبور آیا
کسی کے حسن نے چٹکی سی لی کلیجے مین
کبھی جو خواب مین مجکو خیالِ حور آیا
سحر جو خواب مین اُس مستِ ناز کو دیکھا
بغیر بادہ پیئے آنکھ مین سرور آیا
عدو کے گھر کا بتایا نصیب نے رستہ
وہ اپنے گھر سے نکل کر جو تھوڑی دور آیا
بھرا جہان مین اکثر - حسین بہت دیکھے
نظر مجھے نہ کوئی تجھسا رشکِ حور آیا
کسی کے زلف کے دیوانے کب سمجھتے ہین
فتورِ دانشِ ناصح مین کچھ ضرور آیا
رقیب رشک سے جلتے ہین ہون کہین فی النار
کہ دیکھکر مجھے کہتے ہین ناصبور آیا
لڑا کے آنکھ بتون سے نشہ مین چور رہو
حواسِ خمسہ مین کیا شیخ کے فتور آیا
جگر بہا غم فرقت کے جوش سے اے چشم
کہ ہر سرشک کے ہمراہ خون ضرور آیا
وہ مے نصیب ہے ہمکو نصیب ہے اے شیخ
خمار آیا نہ جس مین کبھی سرور آیا
ٹُہر کہین دل مضطر کہ ہے شبِ وعدہ
نہ آئے وہ تو پیامِ اجل ضرور آیا
کبھی ٹھکا نہ رہِ شوقِ وصل مین اوسکے
گیا خیال بہت ہو کے دور دور آیا
سما گیا ہے نگاہون مین میرے نورِ قدم
جدھر اوٹھائے نظر جلوہ سازِ طور آیا
سوا اجل کے نہ تھا کوئی ایسے وقت شریک
اگر خیال ترا مرتے دم ضرور آیا
بلا سے قتل ہون نازش ہے اُنکے کہنے پر
ہماری مشق ستم کو یہ بے قصور آیا
ہمیشہ یاد رہین سرد مہریان تیری
شبِ فراق مین لرزہ ہمین ضرور آیا
سیاہ مستی مین ساقی کو کچھ نہ کہہ بیٹھون
الٰہی خیر مجھے بے طرح سرور آیا
جو میکدے کی طرف سے نکل گیا زاہد
تو رند بولے وہ شیدائے ذکرِ حور آیا

ہزار شکر جما رنگ خون عاشق کا

کہ جسکے قتل سے چہرے پہ اُنکے نور آیا

لئے جو ہاتھ مین خنجر وہ پر غرور آیا
تو تشنگان شہادت کو کیا سرور آیا
کسی کی زلف کے سودے مین یہ ہوا سودا
جنون پکارا تو مینے کہا حضور آیا
اُدھر گیا تو ہزارون ہی فتنے ساتھ گئے
ادھر جب آیا تو ہنگامۂ نشور آیا
جو خاکساری سے گزرا ہوا وہ خاک بسر
اُسے فلک نے مٹایا جسے غرور آیا
وہ جب کسی کو بلاتا ہے فرطِ شوق سے مین
جواب دیتا ہون آیا اجی حضور آیا

نگاہِ مہر ہو **عاشق** پہ یا شفیعِ اُمم
کمال عجز سے ہے بر درِ حضور آیا

کچھ جان کے دینے سے تو حاصل نہین ہوتا
مر جاؤن تمھین چھوڑکے یہ دل نہین ہوتا
تم اسپہ نہ روٹھو کہ مین بسمل نہین ہوتا
ہان قتل مین اغیار کے شامل نہین ہوتا
بے اُسکے مزا بزم کا حاصل نہین ہوتا
جان تن مین تو پہلو مین مرے دل نہین ہوتا
اک تو کہ مُجھے بھول گیا ہائے رے غفلت
اک مین کہ تری یاد سے غافل نہین ہوتا
انکار جفاؤن سے تو پہلے ہی تھا اُسکو
اب میری وفاؤن کا بھی قائل نہین ہوتا
آئینہ ہو یا ماہ ہو یا مہرِ مُنوّر
کوئی تری صورت سے مقابل نہین ہوتا
ان دونو مین آپس کا غضب میل ہوا ہے
لڑتی ہی نہین آنکھ اگر دل نہین ہوتا
لی جان ہزارون کی تو لاکھون کا پیا خون
پر سیر کبھی خنجرِ قاتل نہین ہوتا
عاشق اُسے کہئے کہ جو اللہ سے اپنے
جز تیرے کسی چیز کا سائل نہین ہوتا
مین رہروِ الفت ہون مرا کام ہے چلنا
تھکتا ہون غمِ دوری منزل نہین ہوتا
جینا بھی نہین چاہتا فرقت مین تمھاری
مرنے پہ بھی کمبخت مرا دل نہین ہوتا

کمبخت اک امید پہ جیتے ہی رہے ہم
مرنا شبِ ہجران مین تو مشکل نہین ہوتا

تنہا نہ نکل دل سے مجھے ہوتی ہے خجالت
ٹکڑہ کوئی پیکان کا جو شامل نہین ہوتا

محشر مین بھی رخسار سے پردہ نہ اُٹھایا
ایسا بھی کوئی صاحبِ محمل نہین ہوتا

آج آنکھ لڑاتے نہین غیرون سے مریجان
پُتلی کا تماشا سرِ محفل نہین ہوتا

مین سر سے ترے کوچۂ گیسو مین چلون گا
ایسا تو کوئی رہروِ منزل نہین ہوتا

فرقت مین ترے کم نہین تصویر سے مین بھی
وہان جان نہین ہوتی تو یان دل نہین ہوتا

ایمان ہون سنبھالے ہوئے الفت مین بتون کے
مین یادِ خدا سے کبھی غافل نہین ہوتا

یہ رشک ہے اغیار نہ چاہین تمھین ورنہ
کیا آپ پہ مرنے کو مرا دل نہین ہوتا

بوسہ نہ ملا وصل مین بھی وائے مقدر
مُجھ سا کوئی تشنہ لبِ ساحل نہین ہوتا

وہ میرے جلانے کو ملا کرتے ہین اُس سے
جو پاس بٹھانے کے بھی قابل نہین ہوتا

فرقت مین نکل جانے کو ہے جان بھی تیار
سچ ہے کوئی ساتھی دمِ مشکل نہین ہوتا

معشوق پہ آہون کا اثر ہو بھی تو کیا ہو
عاشق تیرے پہلو مین کبھی دل نہین ہوتا

زاید از طرح

پتھر ہے جو دل یار پہ مائل نہین ہوتا
مٹی ہے وہ معشوق جو خوشدل نہین ہوتا

اللہ رے مرا رشک کہ مرتا ہون اُسی پر
جسپر کوئی کم حوصلہ مائل نہین ہوتا

وہ قُلزُمِ رحمت ہے کہ دریائے معاصی
معلوم ہی جسکا کہین ساحل نہین ہوتا

تم تیغ لگاؤ تو تڑپنا مرا دیکھو
بے وار کئے کوئی بھی بسمل نہین ہوتا

پروانہ کو محفل مین وہ آنے نہین دیتے
کہتے ہین کہ کچھ جلنے سے حاصل نہین ہوتا

دق کرتا ہے پتھر مری چھاتی کا وہ بنکر
افسوس عدو کو مرض سل نہین ہوتا
کم سن ہوا بھی دعوئے خوبی نکرو تم
جب تک نہ بڑھے ماہ بھی کامل نہین ہوتا
احباب سے کرتے نہین ہم یار کا شکوہ
قاتل اُسے کہتے ہین جو قاتل نہین ہوتا
میری نظر بد سے بچاتے ہین وہ رخ کو
کاجل کا نشان کرتے ہین گر تل نہین ہوتا

جمتا ہی نہین رنگ حنا ہاتھ پر اُسکے
عاشق کا لہو اُس مین جو شامل نہین ہوتا

مین ہون وہ آئینہ تجھے تجھسا دکھا دیا
ربط نیاز و ناز سے نقشہ ملا دیا
پہلے کہا یہ بھول کے لے مُدعا دیا
بوسہ یہ پھر یہ بولے کیسکو ہے کیا دیا
دُکھ کم تھا ہجر کا جو غم جانگزا دیا
سب کچھ تو خیر رشک بُرا غیر کا دیا
سر ہم نے زیر خنجر قاتل جُھکا کے آج
دعوئے مدعی سر مقتل اُڑا دیا
کیا خوب تمنے اس دُر غلطان کی قدر کی
جون اشک سرمہ آنکھ سے دل کو گرا دیا
منظر سے کس نے جھانک لیا ہے کہ ہمنشین
چلمن کیطرح مجکو زمین پر گرا دیا
احسان مانتا ہون مین پیکان یار کا
زخم دل جریح مین ٹانکا لگا دیا
ناصح کہین بتاوے کہ کسکا مکان تھا دل
مٹی کا کیا گھروندہ تھا جو تو نے ڈھا دیا
یہان تک بسے ہین دل مین کہ ویران کر دیا
توبہ بتون نے خانۂ کعبہ کو ڈھا دیا
سجدے کئے نشان کف پائے یار پر
تقدیر کے نوشتہ کو ہمنے مٹا دیا
قسمت سے نامہ بر بھی عدو سے گیا ہے مل
میرے بیان مین اُسکا بھی فقرہ ملا دیا
گلدستہ قبر پر جو چڑھایا نسیم نے
سینہ کو میرے رشک گلستان بنا دیا
بندہ بتو بنایا ہے مجکو تو یہ کہو
مجکو میرے خدا کے سوا تمنے کیا دیا

ہم کیون ڈرین رقیب سے دبنے کا ذکر کیا
کچھ آپ کا لیا ہے نہ کچھ آپ کا دیا
اُن سے ہوا وصال تو مین یہ سمجھ گیا
اللہ نے نصیب مجھے دوسرا دیا
کُنجِ لحد مین کوچۂ جانان کی سیر کی
فرشِ زمین نے عالمِ بالا دکھا دیا

رہتا مر گیا جو ہجر مین **عاشق** وہ جی اُٹھا
لب اُسکے لب سے یار نے آکر ملا دیا

سم نے یہ ہاتھ سے مجھے اُسکے مزا دیا
شربت کا گھونٹ تھا کہ کسی نے پلا دیا
روز ازل مین ہمکو دل مبتلا دیا
کیا بندہ پروری ہے کہ بندہ بنا دیا
تربت پہ کیون چڑھانے چلا بے وفا دیا
ظالم ہمارے زخم جگر کا بنا دیا
شب کو اُٹھا کے بزم سے دشمن کے سامنے
مین تم پہ مٹ چکا تھا مجھے کیون مٹا دیا
لکھا جبین پہ نامِ عدو ہمنے اے فلک
بد قسمتی سے حرفِ غلط کو مٹا دیا
اُس زلف و رُخ کی یاد مین دودِ فغان نے شب
جگرّ سے گرد اہ کے ہالہ بنا دیا
کوچہ مین اُسکے بیٹھے تھے شوقِ وصال مین
کیا ہم غبار تھے جو صبا یون اُڑا دیا
احوالِ غیر پوچھ کے ہوتے ہو کیون خفا
کیا سچ مین جھوٹ اپنی طرف سے ملا دیا
دم بھر رہے ہین غیر کا کیا ہونٹ چاٹ کر
ان کڑوی کڑوی باتون نے اُنکو مزا دیا
بلبل کی آہِ سرد نسیمِ سحر ہوئی
صیاد دیکھ لیجو قفس اب اُڑا دیا
بالون کی کھال کھینچے کوئی خدا کرے
جوڑے نے کھُل کے آپکا چہرہ چھپا دیا
ہمکو پئے ملال عدو کو پئے وصال
صانع نے جیسا چاہا تھا جسکو بنا دیا
جلوہ سے اُسکے نقش بدیوار ہو گئے
قُفل ایسا بیخودی نے دہن پر لگا دیا
اُس پردہ دار کا مرے دم تک سنگہار تھا
اللہ رے سوگ پھولون مین زیور بڑھا دیا

قاتل کی تیغِ ناز کی اللہ رے چھیڑ چھاڑ
رونے مین میرے زخمِ جگر کو ہنسا دیا
پہلے تو تمکو طرزِ جفا یاد ہی نہ تھی
یہ چال یہ چلن کہو کس نے بتا دیا
بوسہ نہ دو تو دل مین جگہہ دو کہین مُجھے
کچھ تو کہون جو پوچھے کوئی تجھکو کیا دیا

عاشق کے روبرو جو ملے عید غیر سے
اس دل جلے کو اور بھی تمنے جلا دیا

زائد از طرح

نقشِ وفا کو یار نے دل سے مٹا دیا
کیا جانیئے رقیب نے پھر کیا پڑھا دیا
شامِ وصال شام سے مین بے خبر رہا
جاگا تھا بختِ خفتہ پہ مجھکو سُلا دیا
حُسن اُنکو ہمکو حُسن پرستی عطا ہوئی
تقدیر نے ہراک کو جو چاہا دلا دیا
بوسے لئے ہین خواب مین لبہائے یار کے
گُپ چپ کی اس مٹھائی نے کیا کچھ مزا دیا
وحشت مین خاک اتنی اُڑائی کہ ہمنشین
ہمنے زمین کو چرخِ برین پر چڑھا دیا
ہم عمر بھر کہا کئے اور تو سُنا کیا
کچھ بھی جوابِ وصل نہ اسے بیوفا دیا
محروم ہمنے غیر کو یون دید سے کیا
تارِ نگاہ عارضِ جانان پہ چھا دیا
حاصل ہوا نہ یار کا دیدار وقتِ مرگ
کہنے کو سب یہ کہتے ہین شربت پلا دیا
ہے خونِ دل شراب تو زخمِ جگر کباب
جو کچھ دیا نصیب نے سب کچھ بھلا دیا
مجھسے ضرور پوچھ لیا لوگے یا نہین
گردون نے گر کسی کو غمِ جانگزا دیا
مقطع اول
پوچھا کسی نے **عاشقِ** خستہ کا حال جب
جنگل مین اُس نے خاک کو لیکر اُڑا دیا

عاشق کی زندگی مین تو کچھ قدر ہی نکی
اب کہہ رہے ہین ہائے یہ کسکو مٹا دیا

مین وہ بسمل ہون فلک خون سے افشان ہوتا
گر نہ زخمون کو مرے پاس نمکدان ہوتا

کون جز آہ شریکِ شبِ ہجران ہوتا
گھر نہ تھا در نہ تھا پھر کاہیکو دربان ہوتا

گر مرے پاس دلِ سوختہ سامان ہوتا
تیر قاتل کے سوا کوئی نہ مہمان ہوتا

مجھکو باور نہ ترا وعدۂ پنہان ہوتا
کاش جو دل مین ہے چہرہ سے نمایان ہوتا

جی مین ہے اُس بتِ کافر کو مین دلوا دیتا
کسی دُکان پہ بکتا اگر ایمان ہوتا

عمر بھر کرتے رہے ہمسے تو پیمان شکنی
کچھ تو غیرت اُنھین ہوتی اگر ایمان ہوتا

گر نہ ہوتا یہ حریفِ دلِ صد چاک تو پھر
شانہ کب زلفِ پریشان سے پریشان ہوتا

تیری زلفون کے تصور مین اگر نیند آتی
وحشتِ دل کی قسم خواب پریشان ہوتا

اک تیرے تیرِ نظر نے مین اُڑائے دو تو
دل گیا تھا تو مرے پہلو مین ارمان ہوتا

خاک ہے میری اگر جام بناتا ساقی
بوسہ لینا لبِ دلدار کا آسان ہوتا

خاکساری کے سبب حق نے دیا ہے رتبہ
یہ نہ ہوتی تو بشر کاہیکو انسان ہوتا

پاک کر دیتی اگر یہ سروتن کا قصہ
میری گردن پہ تیری تیغ کا احسان ہوتا

دخترِ رز بھی ہے اور ابر بھی ہے باغ بھی ہے
بُت وہ اس دور مین آتا تو مسلمان ہوتا

دستِ وحشت اُسے دو جھٹکون مین ٹکڑے کرتا
دامنِ دشت اگر میرا گریبان ہوتا

ہائے وہ بھی تو گیا ساتھ ہی دل کے مجھسے
کچھ خلش ہوتے کھٹک ہوتی جو پیکان ہوتا

چارہ گر سُنکے ترا ذکر ہوا خود ہی مریض
کس نے دیکھا ترے بیمار کا درمان ہوتا

وحشتِ دل اگر اُسکو بھی اُڑا لیجاتی
باغِ عالم ترے کوچہ کا بیابان ہوتا

بیکسی ہم سے کسی کی نہین دیکھی جاتی
کوئی پرسان بھی ترا اے شبِ ہجران ہوتا

تیمہ مرنے کی تمنا نے بچایا شبِ ہجر
موت آتی تو مین شرمندۂ احسان ہوتا

میرا دامن ترے دامن سے لپٹتا کیا کیا
عید ملتے تو بغلگیر گریبان ہوتا

غیرتِ حور نہ مرتا کبھی تجھپر **عاشق**
تیری صورت کا جو دیکھا کوئی انسان ہوتا

زائد از طرح

سایہ انداز اگر گیسوئے پیچان ہوتا
جو گیا بھیس ترا اے شبِ ہجران ہوتا

حلقۂ زلف اگر سلسلہ جنبان ہوتا
پھر یہ دامن نظر آتا نہ گریبان ہوتا

اجل آجاتی ہمین یا کوئی مہمان ہوتا
جو کہ ہونا تھا سو اے گردشِ دوران ہوتا

گر مین دریوزہ گرِ کوچۂ جانان ہوتا
وہی دربان جو بے مہر ہے دربان ہوتا

صحنِ گلشن مین کبھی وہ جو خرامان ہوتا
پا بہ گِل شرم سے شمشادِ گلستان ہوتا

گر نگاہون مین نہ تیرا رُخِ تابان ہوتا
خانۂ گور سے بدتر ہمین زندان ہوتا

گر خلافِ ادبِ عشق نہوتی یہ بات
تو مرے دستِ جنون مین ترا دامان ہوتا

آپ دیتے جو مجھے اپنے دوپٹے کا کفن
مین کبھی حُلّۂ جنّت کا نہ خواہان ہوتا

سچ تو یہ ہے کہ رقیبون نے اُنھین لوٹ لیا
خواب مین لیتے اگر بوسۂ جانان ہوتا

امتحان کا تھا مزا میرے او ستم قاتل
سرِ عدو کا بھی تہِ خنجرِ بُرّان ہوتا

ہائے ارمان نکالون تو نکالون کیونکر
دل جو پہلو سے گیا تیر کا پیکان ہوتا

زندگی کی کوئی تدبیر نہین بن پڑتی
موت ہی کاش علاجِ شبِ ہجران ہوتا

دشمنِ دعویِ یکتائی بغل مین نکلا
دیکھکر آئینہ کیونکر نہ وہ حیران ہوتا

ہمکو ملبوسِ ہوس نے ہی ڈبویا **عاشق**
تر نہ ہوتا کبھی دامن جو نہ دامان ہوتا

زائد از طرح

مین اگر اوس درِ دولت کا نگہبان ہوتا
سرِ بلقیس کی سوگند سلیمانؑ ہوتا
شبِ ہجران کا اگر چاکِ گریبان ہوتا
مہرِ رخشندۂ امید نمایان ہوتا
تل کی جا رخ پہ جو میرا دلِ سوزان ہوتا
بالیقین جانئے مین نقطۂ قرآن ہوتا
بے گناہون سے بغلگیر ہے خنجر اُنکا
عید ہوتی مجھے گر غیر بھی قربان ہوتا
قتل کے بعد یہ احسان بھی کرتا قاتل
کچھ تبسم سے بھی اپنے نمک افشان ہوتا
شکر ہے مجھسے نہ اُلجھا کبھی ناصح ورنہ
آستین ہوتی نہ دامن نہ گریبان ہوتا
خانۂ غیر تھا کیا چیز فلک پھنک جاتا
تو مَنَۃ ذگار اگر نالۂ سوزان ہوتا
بیکسی یاس سے فریاد نکرتی کیا کیا
گر گذر اُنکا سوئے گورِ غریبان ہوتا
مدت العمر سے بیچارہ یہی ہے اک درد
کون مونس تھا شبِ ہجر جو مہمان ہوتا
ہین وہ سودائی کہ لڑکون کا تماشا بنتے
گھر بناتے بھی تو بازیچۂ طفلان ہوتا

قطعہ

خون کے چھینٹے دمِ ذبح اُڑے کیون عاشق
لطف جب تھا کہ درِ یار نہ افشان ہوتا
اُنکے جانبازون کی تفصیل جو لکھتا عاشق
محضرِ خونِ دو عالم مرا دیوان ہوتا

قتل کے اضطراب نے مارا
اُنکی خوئے خراب نے مارا
آنکھ جھپکی تو غیر آئے نظر
ایسے بیہودہ خواب نے مارا
ہم کہے جائین وہ خموش رہین
سخنِ لاجواب نے مارا
بے وفا تجھسے لگ گئی افسوس
نظرِ انتخاب نے مارا
وصل کی شب سنے نہ وہ اُٹھتے
پاس کے اجتناب نے مارا

جستجوئے حرم مین دیر ملا
ہمکو فکرِ ثواب نے مارا
روز جھگڑا ہے ایک بوسہ پر
حُجتِ ناصواب نے مارا
مین نے دشمن کو کچھ کہا صاحب
بے سبب کے عتاب نے مارا
طلبِ بوسہ پر لگائی تیغ تو
ھاتھ حاضر جواب نے مارا
لطف بیحد ہے جسکا جور اُسکے
ستمِ بے حساب نے مارا
فُرقتِ یار مین عجب چھایا
میری آنکھون پہ خواب نے مارا
روز فرقت کی سختیان ہے ہے
طپشِ آفتاب نے مارا
ہے مجھے انتظارِ آمدِ یار
موت کے اضطراب نے مارا

کیا اُٹھے حشر مین وہ اے عاشق
جسکو شرم و حجاب نے مارا

زائد از طرح

حُسن کی آب و تاب نے مارا
اُنکے اُٹھتے شباب نے مارا
پیرِ مُغ کے عتاب نے مارا
آرزوئے شراب نے مارا
آپ کہئے مین کس کا کشتہ ہون
چرخ نے یا جناب نے مارا
ایسے پھندون سے خاک دل نکلے
زلف کی پیچ و تاب نے مارا
شیخ جی مُنہ بنا کے بیٹھے ہو
آپ کے اجتناب نے مارا
کیسے طوفان اُٹھائے ہین اسنے
میری چشمِ پُرآب نے مارا
غیر سے بیجا بیان یہان شرم
ایسے اُلٹے حجاب نے مارا
چارہ گر کب بھرا وہ زخم جسے
پرتوِ ماہتاب نے مارا

بوسے دیتے ہین گر تو گنتی کیا
ہمین فکرِ حساب نے مارا
ہو خطا غیر کی خفا مجھپر
شکوۂ ناصواب نے مارا
نہ زمین وہ ہے اور نہ وہ دنیا
چرخ کے انقلاب نے مارا

جب وہ عاشق کہین تو کیون نہ مرون
مجھکو پاسِ خطاب نے مارا

بتخانہ کو ہمنے کبھی ویران نہین دیکھا
دیکھے تو بہت شیخ کو مہمان نہین دیکھا
کب غمکدۂ جان کو ویران نہین دیکھا
غم سا کوئی منحوس بھی مہمان نہین دیکھا
دشمن نے عذابِ شبِ ہجران نہین دیکھا
مرنے کا تماشا کبھی ہان ہان نہین دیکھا
ہان غیر کے گھر جاتے پریشان نہین دیکھا
یہان آتے مگر خوش تمھین ایجان نہین دیکھا
کیون چاک پہ دامن کے میرے ہنستی ہے بلبل
ثابت کبھی گل کا بھی گریبان نہین دیکھا
تو غیر کا ہے تو بھی تو بھرتے ہین ترا دم
سچ بات ہے ہمسا کوئی نادان نہین دیکھا
بازار مین ہم کہتے ہین لے کوئی خریدے
ناچیز ہے وہ دل کوئی خواہان نہین دیکھا
مجھ جیسے خطاوار و گنہگار کا صاحب
جز فضلِ خدا کوئی بھی خواہان نہین دیکھا
خاکِ رہِ دلدار بنے پیرہنِ تن
وحشت مین کسی نے مجھے عریان نہین دیکھا
لاکھون کو کیا خنجرِ انداز سے بسمل
لیکن کبھی قاتل کو پشیمان نہین دیکھا
تمنے جو بر آتی ہوئی امید نہ پائی
ہمنے بھی نکلتے ہوئے ارمان نہین دیکھا
فردوس کی خوبی پہ بہت ناز ہے شاید
زاہد نے کبھی کوچۂ جانان نہین دیکھا
ہے اپنی جفاؤن پہ انھین ناز وہان بھی
ہمنے انھین محشر مین پشیمان نہین دیکھا
آتا ہی نہین رحم کسی طرح سے ظالم
تجھسا تو ستمگار مری جان نہین دیکھا

بادل کے گرجنے سے عبث خوف ہے اتنا
کیا تُنے کسی اور کو نالان نہین دیکھا
ہین تیرے پریشان ہی آسودہ کہ ہمنے
گیسوئے پریشان کو پریشان نہین دیکھا
غیرون سے جو کی ہونگی تو کی ہونگی وفائین
ہمنے تو کوئی آپکا احسان نہین دیکھا
کب اُنکی نگہ دل شکنی کو نہین آئی
کب دل سے گذرتے ہوئے پیکان نہین دیکھا
اترائے ہوئے پھرتے ہین محشر مین بہت کچھ
حورون نے ابھی جلوۂ جانان نہین دیکھا
کرتی ہے بہت ناز مرے بخت کا چکر
تونے ابھی اے گردش دوران نہین دیکھا
فرقت مین جو دل کو مرے آشفتہ سری ہے
اتنا ترے گیسو کو پریشان نہین دیکھا
آئینہ کی خلقت ہی مری جان ہے ایسی
کچھ آپ کے رُخ سے اُسے حیران نہین دیکھا
کیا جانے وہ امید کسے کہتے ہین جس نے
حسرت نہین دیکھی کوئی ارمان نہین دیکھا
کون الفتِ رخ مین نہ ہوا چاکِ گریبان
کسکو غمِ گیسو مین پریشان نہین دیکھا
وعدے تو کئے لاکھ ہوا ایک نہ پورا
سچا کوئی اقرار ترا ہان نہین دیکھا
فرقت مین یہ کہتا ہے دلِ زار کسی کا
طوفان ابھی اے دیدۂ گریان نہین دیکھا
امید بر آتی نہ سُنی ہم نے کسی کی
الفت مین نکلتے ہوے ارمان نہین دیکھا

یہ ضد ہے کہ **عاشق** نہ لکھا ہو کہین ایسین
اُسنے کسی شاعر کا بھی دیوان نہین دیکھا

زائد از طرح

دنیا مین وہ کیا ہے جو مری جان نہین دیکھا
پر دل سے نکلتا ہوا ارمان نہین دیکھا
جز تیرے خدا کوئی نگہبان نہین دیکھا
اس بندۂ ناچیز کا خواہان نہین دیکھا
کب آہِ شرر بار کو سوزان نہین دیکھا
کب نالۂ سوزان کو فروزان نہین دیکھا
ہم جنبشِ مژگان ہی کو پہچان گئے ہین
کیا تیر کے پیکان کو پرافشان نہین دیکھا
زندون کو تو مرتے ہوئے دیکھا ہے جہان مین
زندہ کسی کشتہ کو ترے ہان نہین دیکھا

در بند تھا روزن بھی کئے بند قفس کے
ایسا کوئی زندان کوئی دربان نہین دیکھا
مجھسا کوئی آلودۂ عصیان نہین یا رب
تجھسا کوئی بخشندۂ عصیان نہین دیکھا

اوراق پریشان پہ جسے ناز نہین کچھ
عاشق سا کوئی ہمنے سخندان نہین دیکھا

روز دینے لگے آزار یہ کیا
اور سمجھنے ہو اِسے پیار یہ کیا
جرم الفت کی ہے تعذیر یہ کیون
ہمسے رہتے ہن وہ بیزار یہ کیا
خواب مین بوسۂ لب پر چونکے
بیخودی مین ہو خبردار یہ کیا
کیا قیامت ہے ـ تیری آنکھون کا
کوئی بچتا نہین بیمار یہ کیا
ضعف سے اُنکے کمر بنجاتا
میرے نزدیک ہے دشوار یہ کیا
ناتوانی ہوئی ہمدرد مری
درد کہتا ہے کہ سرکار یہ کیا
جنسِ دل ایسی تو بیکار نہین
پھر نہین کوئی خریدار یہ کیا
حشر کے روز جفاؤن کا جواب
دیکھئے دیتے ہین اغیار یہ کیا
ہوگیا اُنکا یہ اندازِ سخن
کچھ کہو کہتے ہین ہر بار یہ کیا
گھٹتا جاتا ہے تنِ زار یہ کیون
بڑھتا جاتا ہے جو آزار یہ کیا
تم تو غارتگرِ دل ہو صاحب
پھر تمھین کہتے ہین دلدار یہ کیا

جو سخن فہم نہین اے **عاشق**
سمجھین وہ آپ کے اشعار یہ کیا

زائد از طرح

جان لینے پہ ہو تیّار یہ کیا
بوسہ دیتے ہوئے انکار یہ کیا

در گذر غیر کے الزامون پر
ہمکو ٹھہراؤ خطاوار یہ کیا
نفی و اثبات کے معنی کیا ہین
اُنکا انکار ہے اقرار یہ کیا
تیغِ ابرو نے سِسکتا چھوڑا
تو کہا اور بھی ہے وار یہ کیا
داد دیجے کہ نہ دیجے لیکن
سُنئے کہتا ہے گنہگار یہ کیا
بے خطا ہون یہ خطاوار سہی
قتل کے وقت ہے تکرار یہ کیا
الفتِ غیر نہین گر تمکو
پھر ہے دشنام کی بھرمار یہ کیا
کچھ تو تشخیص کرو چارہ گرو
ہوگیا جان کو آزار یہ کیا

آہ کی مین نے تو بولے ہے ہے
جی اُٹھا عاشقِ بیمار یہ کیا

بزم سے تیرے بتاؤن کیا جو دل بر لیچلا
نالہ لب پر داغ دل پر دست بر سر لیچلا
بعد کشتن نعش وہ مقتل مین کیونکر لیچلا
کچھ تو دیکھے گا تماشہ جو ٹھکر لیچلا
نالۂ دل جوش مین دل کو بھی باہر لیچلا
کیا غضب ہے لوٹ کر اللہ کا گھر لیچلا
بے خبر پاکر جو بر سے دل کو دلبر لیچلا
ہمکو اور اللہ دیگا کیا مقدّر لیچلا
تیر کا پیکان جو میرے دل کے اندر رہ گیا
بدگمان بولا اِدھر آگیا چُراکر لیچلا
خون رُلاتے ہو ہمین پر دیکھلینا ایکدن
کشتیِ گردون بہاکر دیدۂ تر لیچلا
پھر وہی صحرانوردی کوچہ گردی پھر وہی
پھر ہمین بیٹھے بٹھائے شوق دلبر لیچلا
کیا تجھے سودائے سنگِ آستانِ یار ہے
سر کو میرے کیون دلِ مضطر سوئے در لیچلا
کچھ نہ پوچھو ہمنشینو ہائے مجھسا ناتوان
سر پہ شرمِ معصیت کا بار کیونکر لیچلا
نیکیون کا ہر کوئی محضر لئے جاتا ہے ساتھ
عاشقِ بیچارہ پر عصیان کا دفتر لیچلا

کسقدر شوقِ شہادت نے کیا مضطر مجھے
نذر کرنے کے لئے قاتل کے خنجر لیچلا

صورتِ خالِ رُخِ تابان ہے مُہرِ راستی
مین سُویدا پر ترے الفت کا محضر لیچلا

جوشِ سودا مین چلے ہین جانبِ دشتِ جنون
ہم گئے اُس سمت کو جس سمت رہبر لیچلا

اہلِ محشر سے نہو مجھکو خجالت اس لئے
نامۂ اعمال کو اپنے چھپا کر لیچلا

شرط میرے قتل کی گر غیر سے کی ہو تو ہو
کچھ تو ہے قاتل جو میرا نام لکھکر لیچلا

باغِ دنیا مین نہ تھے جز داغِ حسرت گُل کہین
اِنکا گلدستہ بنا کر روزِ محشر لیچلا

سُنکے زاری مضطرب لیلی بھی محمل مین ہوئی
ساربان جب قیس کے ناقہ برابر لیچلا

دیکھکر صیاد کو آتے ۔ بہت تڑپا تھا صید
یہ سُنی فریاد ۔ اُلٹی نوچکر پر لیچلا

ہائے قسمت سے ملا بھی نامہ بر وہ رازدار
جو مرا نامہ رقیبون کو سُنا کر لیچلا

ایک نے چھوڑا تو لیکر دوسرا چنپت ہوا
شوخیون سے دل بچا تو نازِ مضطر لیچلا

شوقِ مضطر کا بھلا ہو یہ لئے جاتا ہے اُن
کیا تماشا ہے کہ اک مضطر کو مضطر لیچلا

بیکسی و یاس و حسرت رشکِ اعدا شوقِ دید
ایسے صدمے عاشقِ ناشاد اکثر لیچلا

اس توقع پر کہ دوزخ ایک چھینٹے سے ہو سرد
بحرِ عصیان مین ڈبو کر دامنِ تر لیچلا

جان لین عاشق مجھے عاشق خدا کے نام کا
نقش مین اللہ کا لکھکر ہون دل پر لیچلا

زائد از طرح

عاشقِ مہجور داغِ ہجرِ دلبر لیچلا
دل سے جو کچھ بچ رہا تھا وہ جگر پر لیچلا

چشمِ غارتگر سے تیری کیا بچا تھا اے صنم
اک دلِ پر آرزو وہ بھی چُرا کر لیچلا

رہگیا صیاد بھی بس دیکھتا کا دیکھتا
صید وہ تڑپا قفس کو بھی اُڑا کر لیچلا

آج مشتاقِ شہادت کو مسرت کیون نہ ہو
وہ کمر مین باندھکر مقتل مین خنجر لیچلا

رحمتِ حق پر نظر ہے اور شفاعت کی سپر

دفتر عصیان کو عاشق پیش داور لیچلا

مین کیا جیون کہ دل سا وفا دار مر گیا
سب بجھ گئی ہوس کہ بڑا یار مر گیا
گلشن مین آج پھول ہین کسکے یہ کیا ہوا
کنج قفس مین صید گرفتار مر گیا
وہ لطف چھیڑ چھاڑ کا جاتا رہا تمام
غم کیون نہ ہو رقیب دل آزار مر گیا
رحمت برس رہی ہے یہ غفّاریان تری
اچھا ہوا کہ مجھسا گنہگار مر گیا
اچھا تو کیا ہوا اگر اچھا ہے چارہ گر
مرہم لگاتے ہی جو دل افگار مر گیا
افسوس جھیل جھیل کے فرقت کی سختیان
ناچار مر گیا دل بیمار مر گیا
بیچارہ غش ہے جلوۂ روئے نگار پر
کہتا ہی کون یان ہیکا خریدار مر گیا
دو گھونٹ ہی پلا دو کہین شربتِ وصال
سُن لو گے ورنہ تشنۂ دیدار مر گیا
جلنے دو پہلی باتون کو جو دل مین ہو کہو
اقرار اُٹھ گیا ہے کہ انکار مر گیا

عاشق کو یاد کر کے وہ کہتے ہین غیر سے
تھا سُننے والا جو مرے اشعار مر گیا

زائد از طرح

اچھا ہوا کہ آپ کا بیمار مر گیا
مرتے ہی اُسکے عشق کا آزار مر گیا
یو برملا عدو سے ہین نظّارہ بازیان
کیا پانی آنکھ کا بُتِ عیّار مر گیا
گریاں نوحہ گر ہے تو حسرت ہے ماتمی
کوئی غریب کیا پسِ دیوار مر گیا
حیرت سے وہ بھی نقش بدیوار بنگئے
جب یہ سُنا کہ عاشقِ بیمار مر گیا
دنیا کو لوگ کہتے ہین مہمان سرائے خام
پانی ہے کچھ مگر تہِ دیوار مر گیا
مین مر گیا تو زندۂ جاوید ہو گیا
اور مجھکو جانتے ہین یہ اغیار مر گیا
جی سُنسنایا جاتا ہے اللہ رے نازکی
کہتے ہین بات بات پہ ہر بار مر گیا
سودے کا مول کون لگائیگے کہ دل نہین
اے زلفِ یار تیرا خریدار مر گیا

دیکھا جو اُنکو غرق پسینہ مین قُربِ غیر
پانی مین ڈوبکر دلِ بیمار مر گیا

شب کو کہان تھے آپ کہ مرجھا گئے ہین پھول
دیکھو تو میرے دل کی طرح ہار مر گیا

اے حسرتو یہ مرثیہ خوانی ہے کس لئے
ارمان مر گیا کہ دلِ زار مر گیا

آنکھین ہین لال لال تو چہرہ اُداس ہے
کیا آپ کا بھی کوئی طلبگار مر گیا

عاشق امیدِ وصل و غمِ ہجر یار مین
سو بار زندہ ہو گیا سو بار مر گیا

گیا جو بیٹھ نہ وہ کوئے یار سے اُٹھا
جو اُٹھا وصل کے قول و قرار سے اُٹھا

وہ غم ہین اور ہزارون جو اُٹھ سکین لیکن
نہ داغِ ہجر دلِ روزگار سے اُٹھا

بنا ہے رشکِ ارم سینہ اپنا داغون سے
جو بیٹھا جا کے نہ میرے مزار سے اُٹھا

صدائے قُم جو سُنون آپکی تو جی اُٹھون
مین حشر مین بھی نہ اس انتظار سے اُٹھا

کھلے جو داغ تو اندوہ کا غبار اُڑا
یہ ابر آمدِ فصلِ بہار سے اُٹھا

بھلا چھپائے سے چھٹتا ہے رُخ سے خون میرا
یہ رنگ وہ ہے نہ اُس گلعذار سے اُٹھا

کرو نہ قدر تم اسپر بھی ہے ستم کیسا
وہ ناز اُٹھایا۔ نہین جو ہزار سے اُٹھا

یہ خاکساری کا رتبہ ہے پھٹ گیا وہ فلک
بگولہ جو کہ ہمارے غبار سے اُٹھا

خدا کے رحم نے بخشے گُنہ کیا ہلکا
یہ بار جبکہ نہ مجھ شرمسار سے اُٹھا

پہنچ کے کعبہ مین گھستا رہا جبینِ نیاز
نہ سر مرادِ درِ پروردگار سے اُٹھا

صدائے درد مری قبرِ قیس مین پہنچی
تو زار زار وہ روتا مزار سے اُٹھا

وہ ساتھ غیر کو لایا تو رشک سے لاشہ
مثالِ برق تڑپ کر مزار سے اُٹھا

گیا جو بیٹھ وہ پہلوئے غیر مین شب کو
قرار میرے دلِ بیقرار سے اُٹھا

یہ بات کیا ہے کہ دل کو پکڑ کے بیٹھ گیا
جو بنکے دردِ سرِ بزمِ یار سے اُٹھا
اُٹھائے لاکھ غم و درد لیک رشکِ عدو
نہ تیرے وصل کے امیدوار سے اُٹھا

خدا نے بخشدیا تو جنازۂ عاشق
یہ سمجھو دُھوم سے اور افتخار سے اُٹھا

زائد از طرح

دھوان ہمارے دلِ سوگوار سے اُٹھا
نہ سمجھو ابر ہے یہ کوہسار سے اُٹھا
گیا جو بیٹھ نہ وہ کوئے یار سے اُٹھا
اُٹھا کے ہاتھ مگر جانِ زار سے اُٹھا
حباب وار پھرے جیسے چرخ اور زمین
وہ جوشِ اشک مری چشمِ زار سے اُٹھا
وہ آیا تجھکو مبارک ہو اے دلِ مُضطر
غبار دیکھ رہِ شہسوار سے اُٹھا
ترے وصال کے جبتک کیا نہ رشک نے خاک
نہ داغِ ہجر دلِ داغدار سے اُٹھا
مین شب کو خواب مین پہلوئے یار مین بیٹھا
تو غیر وہان سے بڑے اضطرار سے اُٹھا
اگر وصال ہوا تو رہا فراق کا غم
ذرا نہ لطف دمِ مستعار سے اُٹھا
پڑا رہا ہون پابوسیون کی حسرت مین
ہمارا دل نہ تری رہگذار سے اُٹھا

ہماری خاک اُڑا دی فلک نے اے عاشق
غبار گردشِ لیل و نہار سے اُٹھا

آزارِ عشق طالبِ دیدار ہی رہا
یون چارہ چارہ گر کو بھی دُشوار ہی رہا
ہرگز نہ سیدھے منہہ سے کبھی بات اُسنے کی
تھا پاسِ غیر مجھسے جو بیزار ہی رہا
ساقی خدا سے ڈر کہ سبھونکو چھکا دیا
باقی فقط مین ایک گنہگار ہی رہا
سیدھا کیا زمانے کو اخلاق نے مرے
برگشتہ ہائے مجھسے مگر یار ہی رہا

ظلم و ستم مین آپ وفادار خوب ہین
ایفا سے دور وصل کا اقرار ہی رہا

تیرے سوا کسی کو نہ چاہا تری قسم
دل بیخودی کے شوق مین ہشیار ہی رہا

اُس چشمِ مست ناز پہ قربان رہا مدام
اچھا ہوا بھی گر تو مین بیمار ہی رہا

صیاد کو پسند ہے آوازِ دردناک
اے دل تو اب قفس مین گرفتار ہی رہا

پہنائے ہار پھولون کے غیرون نے رات دن
میرے گلے کا ہار یہ آزار ہی رہا

دیکھا کئے حبیبؐ کا جلوہ چہار سو
پیشِ نظر مدام وہ دیدار ہی رہا

عاشق کو کیا غرض ہے جفا کیجے یا وفا
ہے وہ وفا شعار وفادار ہی رہا

زائد از طرح

بے ساغر و شراب جو سرشار ہی رہا
اُسکی نظر مین جلوۂ دلدار ہی رہا

روزِ جزا بھی مین تو وفادار ہی رہا
قاتل کا نام پوچھا تو اِنکار ہی رہا

زلفون سے تیرے عشق ہے یہانتک کہ خواب مین
مین دیکھتا ہمیشہ شبِ تار ہی رہا

ہے ہے وہ بعدِ قتل نہ ٹھکرائین نعش کو
تعذیر کا مین اب بھی سزاوار ہی رہا

تڑپا کیا مین پانؤ پہ قاتل کے شوق سے
پابوسیون کا مرکے بھی آزار ہی رہا

گر قتل بھی کیا تو مجھے تیغِ غیر سے
تیری ستمگری سے گرانبار ہی رہا

کتنا وفورِ شوق شہادت تھا وقتِ قتل
اک اور وار کا مین طلبگار ہی رہا

طالب ہوا نہ حور کا اغوائے شیخ پر
ثابت قدم یہ عاشق دلدار ہی رہا

دشمنِ جان حشر مین بھی اک جہان ہوجائیگا
گر اشارہ میری جانب کو وہان ہوجائیگا

دیکھے خط بھیجا تھا قاصد کو یہ لکھا دیکھئے
کیا خبر تھی اُنپہ عاشق رازدان ہوجائیگا

تمنے گر ابروئے پُرخم کا اشارہ کردیا
دیکھ لینا خون کا دریا روان ہوجائیگا

ہے یہی گردش زمانے کی تو اک دن دیکھنا
خانۂ اعدا حسینون کا مکان ہوجائیگا

خونِ ناحق کا مین دعوی کرکے کیا پھل پاؤن گا
خون بہا کا مدّعی سارا جہان ہوجائیگا

اک نہ اک آفت سے دنیا مین رہیگا سامنا
وہ خفا ہونگے جو گردون مہربان ہوجائیگا

انتہا ظلم و ستم کی پوچھتے ہو کیا ابھی
حشر مین جو حال ہوگا سب بیان ہوجائیگا

زخمِ دل کو چھیڑتے کیون ہو خدنگِ ناز سے
دل کا پھوڑا ہے ہنسی مین خون فشان ہوجائیگا

تو جو آئیگی شبِ فرقت مین ہے میرا بھلا
تیرا کیا نقصان مرگِ ناگہان ہوجائیگا

آپ ڈھونڈین گے اوسے جسطرح عاشق آپکو
جب رقیبِ روسیہ بے خانمان ہوجائیگا

زاید از طرح

عکسِ نقشِ پائے حضرت حرزِ جان ہوجائیگا
محو دل سے داغِ عشقِ مہوشان ہوجائیگا

سنگِ در پر جبکہ سجدہ کا نشان ہوجائیگا
میری بے جرمی کا شاہد یہ وہان ہوجائیگا

جب مقدّر میرا سیدھا آسمان ہوجائیگا
خود بخود گھر پر بتِ نامہربان ہوجائیگا

غیر کا مہمان جو اپنا میہمان ہوجائیگا
پاسبان اُنکا ہمارا پاسبان ہوجائیگا

دوبدو جب اُسکا میرا امتحان ہوجائیگا
غیر پر وہ مہربان نامہربان ہوجائے گا

بے اجل مرنا مرا کیا رائگان ہوجائے گا
کیا عجب جینا عوض مین جاودان ہوجائیگا

بے نشانی کا ہماری گر بیان ہوجائے گا
پھر مکانِ غیر اک ہو کا مکان ہوجائیگا

میرے نالون سے مکدّر ہے ابھی سے آسمان
خاک ہوجائیگا آہون سے دھُوان ہوجائیگا

کسکو ہم بہرِ شہادت لائین اپنا جانکر
اُنکو جو دیکھے گا اُنکا ہمزبان ہوجائیگا

ہمازدان سے راز میرا پوچھتے ہین پوچھ لین
خود حجاب راز حائل درمیان ہوجائیگا

واسق و فرہاد و مجنون کی کہانی اور ہے
میرا افسانہ سُنے جو قصّہ خوان ہو جائیگا

میری چشم زار و لاغر پر نہ ہنس نازک بدن
ناتوانی کے اثر سے ناتوان ہو جائیگا

میرا دل رشکِ عدو دو نو بھٹکتے پھرتے ہین
یہ وہان ہو آئیگا اور وہ یہان ہو جائیگا

ہے وہ طفلی مین ہی جب غارتگر دین و خرد
کیا قیامت ہو گی جسدم نوجوان ہو جائیگا

ہمنفس ناصح جو آتا ہے تو آنے دے کہین
میرے نالے سُنکے یہ بھی نوحہ خوان ہو جائیگا

لب چپک کر بند ہونگے ہو سکیگی کچھ نہ بات
جو کہ اُس شیرین زبان کا ہمزبان ہو جائیگا

میرے پہلو سے نکل آئے دل کہ اندیشہ ہے یہ
دیکھکر تجھکو وہ مجھسے بدگمان ہو جائیگا

لوٹنی ہے لوٹ لے اس سبزہ رنگی کی بہار
خط کے آجانے سے پھر گلشن خزان ہو جائیگا

عشق ہے عاشق کسی کے ابروئے خمدار کا
تیر سیدھا بھی جو آئیگا کمان ہو جائیگا

اے کاش رقیبون کی طرح نام نکلتا
عاشق مرے ہونے سے نہین کام نکلتا

گر میری طرح غیر بھی بدنام نکلتا
تسکین مجھے ہو جاتی مرا کام نکلتا

قاصد کے دہن سے نہین پیغام نکلتا
بے اپنے گئے ہائے نہین کام نکلتا

مستی کے بہانہ سے لپٹ جاتے ہم اُسکو
میخانہ سے دیتا جو وہ دُشنام نکلتا

گر عکس کفِ پائے حنائی کا نہ پڑتا
تو رنگِ شفق ایسا نہ ہر شام نکلتا

چکر مین بھی پابند جنون ہون یہ غضب ہے
رستہ تو کوئی گردشِ ایام نکلتا

کیا آتے جو ہمراہ رقیبون کے وہ آتے
گر کام نکلتا بھی تو کیا کام نکلتا

معشوقون کو تھوڑی سی وفا بھی اگر آتی
عُشاق کا آغاز مین انجام نکلتا

پھر خاک مین ملجاتی جم و جام کی شہرت
بنکر میری مٹی کا اگر جام نکلتا

آتا جو ترا تیر مرے خانۂ دل مین
کیا عید مناتا ہوا آرام نکلتا
آنکھون مین نہ ہوتا جو تری زلف کا نقشہ
دن کیون شبِ ہجران کا سیہ فام نکلتا
دشمن کی خطاؤن پہ بھی شاباش ہے ہر دم
پر میری وفاؤن پہ ہے الزام نکلتا
آسان بھی شبِ ہجر مین مشکل سا ہے مشکل
مشکل ہے بڑی یہ کہ نہین کام نکلتا

دشنام ہی دیتے وہ کہین بھول کے **عاشق**
ہم خوش تھے ترے نام پہ انعام نکلتا

زاید از طرح

گر شام کو وہ ماہ لبِ بام نکلتا
خورشیدِ قیامت بھی سرِ شام نکلتا
مین وہ ہون اگر ہجر مئے ناب مین روتا
خونابہ ہر اشک سے اک جام نکلتا
قاصد کے تھکے پاؤن دل وحشی کے ہاتھون
ہر وقت ہے پیغام پہ پیغام نکلتا
بوسہ ہو بلائین ہون کوئی پیار ہو پیچھے
جو قرض مری طرف ہو یا وام نکلتا
کھلتی ہے شفق چرخ پہ خونِ شُہدا سے
وہ تیغ بکف ہے جو سرِ شام نکلتا
وہ پھینکتے تھے قرعہ مرا غیر کے شامل
کیا خوب تھا یا رب جو مرا نام نکلتا
مشہور زمانہ مین تھین رہزنِ دین ہو
مین چور نہین تھا کہ مرا نام نکلتا

عاشق مرے زخمون کا تماشا نظر آتا
گر تیر میرے پہلو سے گلفام نکلتا

بمست جب اغیار کو دیکھا اُسے دیکھا
ان جیسے خریدار کو دیکھا اُسے دیکھا
جب ہمنے خطِ یار کو دیکھا اُسے دیکھا
تحریرِ پر انوار کو دیکھا اُسے دیکھا
بے دیکھے کہان حضرتِ موسی کو غشی تھی
ہان طور پہ دیدار کو دیکھا اُسے دیکھا

ہمزاد کے پھر دیکھنے کی کیا ہو تمنّا
جب سایۂ دیوار کو دیکھا اُسے دیکھا
مشہور جہان یار کی ہے کبک خرامی
جب کبک کی رفتار کو دیکھا اُسے دیکھا
گر غیر کی فطرت سے ہوئے ہم نہین واقف
طرزِ بُتِ عیّار کو دیکھا اُسے دیکھا
دیکھا نہین کیون سورۂ اخلاص کو ہمنے
جب مصحفِ رُخسار کو دیکھا اُسے دیکھا
بجلی کی طرح وار لگا کر ہوا غائب
اُس شوخ کی تلوار کو دیکھا اُسے دیکھا
وہ یاس سے افسردہ ہوئی میری تمنّا
اک برسون کے بیمار کو دیکھا اُسے دیکھا
گر تیغ دو دم اُسکی نہ دیکھی تو ہوا کیا
جب لوٹتے دو چار کو دیکھا اُسے دیکھا

عاشق کو نہ دیکھا ہو تو دیوان ہی کو دیکھو
گلدستۂ اشعار کو دیکھا اُسے دیکھا

زاید از طرح

جسنے کہ شبِ تار کو دیکھا اُسے دیکھا
اُس کاکلِ خمدار کو دیکھا اُسے دیکھا
جب پرتوِ انوار کو دیکھا اُسے دیکھا
اور احمدؐ مختار کو دیکھا اُسے دیکھا
قاتل کو نہ دیکھا تو ہے دیکھے کے برابر
گر خنجرِ خونخوار کو دیکھا اُسے دیکھا
ہر جزو مین ظاہر ہے وہ ہر کُل مین نمایان
جب صُنعتِ غفّار کو دیکھا اُسے دیکھا
اے شیخ قیامت کی ہے تو دید کا طالب
گر قامتِ دلدار کو دیکھا اُسے دیکھا

زاہد تجھے کیون جلوۂ ساقی کا ہے ارمان
گر عاشقِ سرشار کو دیکھا اُسے دیکھا

خاک ہو جائیگا اُس کوچہ مین جو جائے گا
ہو کے پامال پر اکسیر ہی ہو جائے گا
خوش عقیدت سے درِ کعبہ پہ جو جائے گا
کام دشوار ہو کیسا ہی وہ ہو جائے گا

منہ کی کھائے گا عدو خون ہی رو جائے گا
مین تو تیرا ہون اگر تو مرا ہو جائے گا
جان کے جانے کا جب وقت کہ ہو جائیگا
ہمدمِ جان ہے دل اسکو نہ لو جائے گا
بخت جاگے گا مرا آپ جو میرے ہونگے
بخت بیدار عدو رشک سے سو جائے گا
میری زاری تو وہ زاری ہے کہ انسان ہے کیا
قبر پر ابر بھی آئے گا تو رو جائے گا
وہ مری نعش کو یہ کہہ کے نہین ٹھکراتے
فتنہ جاگے گا جو ہشیار یہ ہو جائے گا
اے اجل ہجر مین آچک کہ سُنا ہے ہمنے
چین پائیگا تہِ خاک جو سو جائے گا
ہو مقابل نہ مرے دیدۂ خونبار کے دیکھ
آبرو مفت مین اے ابر تو کھو جائے گا
چارہ گر جانے دے کیون فکرِ مداوا ہے تجھے
مرنا جینا ہے جو تقدیر مین ہو جائے گا
کوئی آیا نہین آیا تو عیادت کو یہ اشک
قلزمِ غم مین تجھے اور ڈبو جائے گا
غمکدہ کہئے جو دنیا کو تو زیبا ہے فلک
آتے رویا ہے ہر اک جاتے بھی رو جائیگا
خوش ہون گر قتل کرے ہاتھ سے اپنے قاتل
نام اپنا صفِ عشاق مین ہو جائے گا
خاک ہو جائیگا اور خاک بھی اُڑ جائیگی
مٹ ہی جائے گا ترے کوچہ مین جو جائے گا
دلِ بسمل کی تڑپ کیا کہون اللہ اللہ
خود تو جائیگا مگر جان کو بھی کھو جائے گا
دل خریدار ہے جس سودے کا سودا ہے بڑا
گر نہ سودا ہوا سودائی تو ہو جائے گا

چشمِ خونبار کو ہے اپنے تمنا عاشق
پانو مہندی کے کوئی خون مین دھو جائیگا

زائد از طرح

کون ہے وہ کہ تری بزم مین جو جائے گا
رشک ہے مجھکو کہ مجھسا ہی وہ ہو جائیگا
دل کو آبِ دمِ خنجر مین ڈبو جائے گا
قائل احسانِ لبِ تشنہ یہ ہو جائے گا

رشک سے مرتے ہو مر جاؤ یہ عاشق سے کہا
غیر ہمراہ مرے جائے گا تو جائے گا

غمِ فراق مین دم وادرس نہین چلتا
نکالدون اسے سینہ سے بس نہین چلتا

ہمارے کہنے پہ فریادرس نہین چلتا
عدو کو چال بتائین یہ بس نہین چلتا

الم نے گھونٹ دیا ہے نفس نہین چلتا
اجل پہ غیر پہ گردون پہ بس نہین چلتا

ہجومِ یاس مین دل کہہ رہا ہے گھبرا کر
کہ تجھ پہ زور مرا اے ہوس نہین چلتا

پھڑک رہا ہون کہ اُڑ جاؤن لیکے پنجرے کو
وہ ناتوان ہون کہ مجھسے قفس نہین چلتا

جہان مین سکّہ و داغِ جگر بجز عشاق
وہ بے رواج ہے لاکھون برس نہین چلتا

امید دید کو ہمراہ لیگئی حسرت
وہ پاس آئے کہ جس دم نفس نہین چلتا

جنابِ شیخ ہین مفلس پئین کہان سے مے
وہ من چلے ہین میان کا فرس نہین چلتا

ہوا ہون خانۂ صیاد سے بہت مایوس
وہ عندلیب ہون مین بے قفس نہین چلتا

تمہاری شوخی نہ ٹھکرائے جب تلک اسکو
شہیدِ ناز کا ہرگز فرس نہین چلتا

بنائین کیونکہ ہم اُسکو پھر اپنا اے **عاشق**
جب اپنے دل ہی پہ کچھ اپنا بس نہین چلتا

زائد از طرح

وہ ایک کام بھی بے بُہوس نہین چلتا
غضب مین جان ہے دونو پہ بس نہین چلتا

جو نامہ بر نے کہا چلئے وہ بلاتے ہین
تو بولے ناز سے کہدے ترس نہین چلتا

حسین بنتے ہین کیون حسنِ چند روزہ پر
تمام عمر جوانی کا کَس نہین چلتا

نہ نامہ بر ہی پھرا اور نہ دن پھرے میرے
اُدھر سے کوئی بھی فریادرس نہین چلتا

کہا جو مینے کہ بندہ کا گھر قریب آیا
تو منہ بنا کے کہا مجھسے بس نہین چلتا

کسی طرح نہین کرتے قبول وہ مجھکو
وہ عذر ہون کہ کبھی پیش و پس نہین چلتا

کیا وہ ضعف نے **عاشق** اسیر پنجۂ غم
کہ چاک جیب و گریبان پہ بس نہین چلتا

میکدہ بے تیرے ساقی درہم و برہم ہوا
بادہ خوارون کے شکستہ دل ہوئے وہ غم ہوا

شور و غل اُٹھا جہان سب درہم و برہم ہوا
کون رو بیٹھا ہے دل کو جسکا اتنا غم ہوا

آج خود قاتل شہید ناز دشمن ہو گیا
اسلئے مقتل مین ہنگامہ جو تھا برہم ہوا

کیا صدائے نالۂ عاشق ہے زیب گوشِ گل
عندلیبانِ چمن کا آج نغمہ کم ہوا

شکر ہے کچھ تو ہماری آہ نے تاثیر کی
التفاتِ یار دشمن پر جو تھا کچھ کم ہوا

یادِ دندان مین بہا جو اشک وہ گوہر بنا
اور گلِ تر پر گرا تو قطرۂ شبنم ہوا

مر گیا جب مین تو بیرحمی یہ انکی ہائے ہائے
کہتے ہین اچھا ہوا کچھ دردِ سر تو کم ہوا

غیر کے مرنے پہ وہ رونے لگے ہم ہنس دیئے
خلق حیران ہے کہ شادی مرگ کا ماتم ہوا

جرعہ جرعہ وصل مین تھا غیرتِ ماء الحیات
ہجر مین ساقی کے اک قطرہ پیا تو سم ہوا

خون میرا رنگ لایا ہے گلِ رخسار پر
عالمِ خوبی پہ اُنکے مبتلا عالم ہوا

تھا تلاشِ یار مین **عاشق** پتا ملتا کہان
وصلِ جانان ہو گیا خود ایسا محوِ غم ہوا

زاید از طرح

خنجرِ ابرو کو شوقِ کشتنِ عالم ہوا
بُلہوس کیا جان دیگا بارِ غم سے خم ہوا

میری بالین پر بھی دشمن سے وہی اخلاص ہے
سورۂ اخلاص اُنکی میرے حق مین دم ہوا

مین یہانتک ہو گیا ہون خوگرِ رنج و الم
کم ہوا آزار تو اُسکا بھی مجھکو غم ہوا

غیر کی نخوت سے انکو جسقدر نفرت ہوئی
خُلق اُتنا ہی بڑھا جتنا تکبّر کم ہوا

ساغر و پیمانہ و خم کی ہے آوازِ شکست
کون میخانہ مین آیا جس سے یہ اُودھم ہوا

مُنہ چڑھا ہے غیر یہانتک نتھ کا موتی بنگیا
دم بھرو تم دشمنون کا ناک مین گو دم ہوا

کتنے پیچ و تاب کھائے گردشِ افلاک نے
پر کبھی سیدھا نہ اُسکا گیسوئے پرخم ہوا

جم گیا ہے خونِ دل جو سرد مہری سے تری
لو مبارک ہو ہمارے زخم کا مرہم ہوا

اک نہ اک مہمان بیمار رہتا ہے ہجرِ یار مین
دردِ دل گر کم ہوا تو نالۂ پیہم ہوا

ہو گیا جو محرمِ اسرارِ ذاتِ لم یزل
وہ ہوائے نفسِ امّارہ سے نامحرم ہوا

تم دلِ عاشق مین ہو شہرت تمھاری کیون نہو
اے بتو یہ آئینہ اب رشکِ جامِ جم ہوا

نہ ہوا اچھا دلِ بیمار میرا
الٰہی ساتھ دے آزار میرا

بڑھے گا ہمنشین آزار میرا
دلِ نادان رہا گر یار میرا

تمھاری جان ہے دل ہے تمھارا
نہ وہ ہرگز نہ یہ زنہار میرا

جگر کو چیر لیتا ہون یہ کہکر
کہ نالہ جائے گا بیکار میرا

نزاکت اُنکی کہتی ہے سرِ بام
اُٹھا سکتا ہے کوئی بار میرا

دلایا یاد جب اُنکو تو بولے
کہ ہے اقرار بھی انکار میرا

تمھارے نقشِ پا کے گرد ہے چاند
کہ ہے دیکھا ہوا دیدار میرا

جفائین کرکے یہ تاکید کیسی
کہ محشر مین نہ ہو اظہار میرا

عدو کیا ہو مقابل میرے عاشق

نہین وہ جھیل سکتا وار میرا

زاید از طرح

دوا سے بڑھ گیا آزار میرا
قضا پر منحصر ہے کار میرا
نہ دل میرا نہ وہ دلدار میرا
مرا غمخوار ہے آزار میرا
اُڑا کر چٹکیون مین کہتے ہین وہ
جگر تک جائے گا سوفار میرا
کہانی میرے غم کی بڑھ گئی ہے
سُنے گا کون یہ طومار میرا
شب ہجران کی اللہ رے درازی
بڑھا ہے سایۂ دیوار میرا
خدا کی شان اُن سے کی سفارش
عدو بھی ہوگیا غمخوار میرا
وہ ماتھا پائی مین بولے شب وصل
کہ دیکھو ٹوٹتا ہے ہار میرا
پڑا ہون کب سے گرداب الم مین
الٰہی کیجو بیڑا پار میرا
کوئی ہمدرد ملجائے تو عاشق
جتائے اُسکو حال زار میرا

وہ مجھسے کہتے ہین **عاشق** شب وصل
کہ تم اس مُنہ سے لوگے پیار میرا

قدردانی کا مزا جاتا رہا
شعرخوانی کا مزا جاتا رہا
بات کے کرتے ہی عقدہ کُھل گیا
بے دہانی کا مزا جاتا رہا
تن سے قاتل نے کیا کیون سر الگ
نیمجانی کا مزا جاتا رہا
کیون خموشی کی لگائی منہ پہ مہر
گُل فِشانی کا مزا جاتا رہا
جان لی کیون رفتہ رفتہ دیکے دُکھ
ناگہانی کا مزا جاتا رہا
غیر کو وہ گالیان دینے لگے
دُرفشانی کا مزا جاتا رہا

آگیا مہمان سرا میں رشکِ غیر
میہمانی کا مزا جاتا رہا
نامسلمان ہوگیا ہے اب وہ بُت
آناکانی کا مزا جاتا رہا
بات کرتے اُنکو غصہ آگیا
خوش بیانی کا مزا جاتا رہا
اُن پہ مرکر دل نے کھویا لطف کو
زندگانی کا مزا جاتا رہا
ہائے وہ در اور رقیبِ سنگدل
پاسبانی کا مزا جاتا رہا
سر اُڑا کر کیوں سبک ہمکو کیا
سرگرانی کا مزا جاتا رہا
بام پر وہ جھانکتے ہیں غیر کو
لن ترانی کا مزا جاتا رہا
میری تربت تو بنائی ہی نہ تھی
بےنشانی کا مزا جاتا رہا
حلقۂ عشّاق جب ہمرہ نہیں
نوحہ خوانی کا مزا جاتا رہا
صحبتیں پہلی سی وہ عاشق کہاں
نکتہ دانی کا مزا جاتا رہا

بھرم رکھہ چلبلی چِتون کسی کا
کہ عارض سے ہٹے دامن کسی کا
مٹا کر آپ ہی لو پوچھتے ہیں
کبھی دیکھا تھا یاں مدفن کسی کا
دلِ ناداں ہے جیسا دوست اپنا
نہ ہوا ایسا کوئی دشمن کسی کا
یہ سب خانہ خرابی عشق کی ہے
کہ صحرا بنگیا مسکن کسی کا
قیامت دل پکڑ کر بیٹھ جائے
وہ ہے اُٹھتا ہوا جوبن کسی کا
اُڑا دیتا ہے کیا کیا خاک میری
جھٹکنا ہاتھ سے دامن کسی کا
قیامت پر قیامت ہو رہی ہے
سُنا ایسا بھی ہے شیون کسی کا
نگہہ کی سامنے بجلی سی کوندی
جو یاد آیا رُخِ روشن کسی کا

مٹانے کے نشان بھی مٹ گئے ہین
کہین ملتا نہین مدفن کسی کا

غرض رکھے نہ جُز خالق کسی سے
تو پھر کیون ہو کوئی دشمن کسی کا

ہوا بینا ہمارا دیدۂ زخم
نظر مین تھا رُخِ روشن کسی کا

برہمن بن گئے کیون حضرتِ دل
ہوا کیا خواب مین درشن کسی کا

مہکتی آئی ہے کیون آہِ عاشق
اُجاڑ آئی ہے کیا گلشن کسی کا

زائد از طرح

ہوا ہے غمزہ تیر افگن کسی کا
کلیجا چھید دے چلمن کسی کا

شبِ وصلت کی اُف رے ہاتھا پائی
گریبان ہے نہ ہے دامن کسی کا

نہین اچھی یہ شوخی ہر گھڑی کی
نہ کھونا رُعب اے چتون کسی کا

رہائی دامِ کاکُل سے نہ ہو گی
کہان جاتا ہے اب جوبن کسی کا

مرے لاشہ سے کہتے ہین کہ اُٹھو
مزا دیتا ہے یہ بچپن کسی کا

ہماری سختیان جو دیکھ پائین
کلیجا ہو گیا آہن کسی کا

نہ میرا ہے نہ وہ غیرون کا عاشق
ہوا بھی ہے بتِ پرفن کسی کا

فلک نے دیکھ لیا زور میرے نالون کا
تباہ حال ہوا وہان کے رہنے والون کا

بنایا خاک سے غازہ پری جمالون نے
بڑھا ہے مرتبہ وہ تیرے پائمالون کا

گمان غلط ہے ستارے ہین بیشمار کہان
فلک پہ عکس ہے یہ میرے دل کے چھالون کا

ہزارون گالیان دیتے ہین وہ سرِ محفل
جواب خوب ملا وصل کے سوالون کا

فراق ہو جنھین ہو ہمکو وصل ہے ہردم
کہ خال ہے دلِ سوزندہ اُنکے گالون کا

ہجومِ شوق سے وہ جوش ہے خیالونمین
کہ روبرو ہے مرقع پری جمالون کا

نہین ہین عارض پرنور پر تری زلفین
خُدا کی شان کہ گورون مین گھر ہے کالون کا

ہین چاک چاک گریبان و دل فگار بہت
نہ پوچھو حال تم اپنے شکستہ حالون کا

ہمین ہے جلوۂ باقی کی آرزو عاشق
نصیبِ غیر ہو غمزہ پری جمالون کا

زایداز طرح

اگر نظارہ ہے منظور خستہ حالون کا
تو آؤ کھولدین جُوڑا تمھارے بالون کا

نہ گور ہے نہ کفن اُن شکستہ حالون کا
یہ حال ہے ترے کوچہ کے رہنے والون کا

تری گلی مرے رونے سے ہوگئی ندّی
کئی برس سے مین پُل باندھتا ہون نالون کا

کہان تھا گردِ مہ و مہر ہمنشین ہالہ
پڑا ہے عکس یہ گوشِ صنم کے بالون کا

نہ قیس مین مرے وحشت نہ کوہکن مین یہ شوق
کرو نہ ذکر مرے آگے دیکھے بھالون کا

تو سہر نہ گوندہ کہ شاگرد ہونے والا ہے
مرا نصیب ترے لمبے لمبے بالون کا

مزارِ حضرتِ خواجہ پہ جھومتا آیا
کوئی ولی ہے کہ پنکھا ہے پھولوالون کا

خزان کے دن گئے آئی بہار اے عاشق
دماغ عرش پہ ہے سارے نونہالون کا

غزل ہائے غیر طرح دیوان ردیف الف

وہ مرتبہ ہے پیمبر کے آستانے کا
کہ فخر شاہون کو ہے جبہہ سہر جھکانے کا

مین منتظر ہون شبِ غم قضا کے آنے کا
نوید دل کو کہ ہے وقت جان جانے کا

ہوئی ہے گردشِ دوران سے خاک تک برباد
چھٹے گا وقت فنا واسطہ زمانے کا

ہمارے خون بہانے کا خون بہا یہ ملا
ہوا ہے شوق اُنھین پھر حنا لگانے کا

اُنھین ہے قصۂ اغیار سے غرض ہر دم
نتیجہ کیا ہے مری داستان سنانے کا

اِدھر ہے تاک مین صیاد اُدھر کمین مین ہے برق
پتا ملے گا نہ بلبل کے آشیانے کا

وہ بھول جاتے ہین تو یاد خود دلاتا ہون
ہوا ہون جب سے مین خوگر ستم اُٹھانے کا

مجال کیا تری گیسو سے یہ کبھی اُلجھے
ہے انفعال سے صد چاک سینہ شانے کا

نہ وہ جگر ہے نہ دل ہے نہ وہ طبیعت ہے
عدو مین حوصلہ کب ہے ستم اُٹھانے کا

ہمارے دلکو ہے زلفون مین یادِ خالِ صنم
اسیرِ دام ہے محتاج ایک دانے کا

نہ تم کہین نہ دعا دین لگائین اک ٹھوکر
نیا طریق نکالا ہے یہ جلانے کا

یہ کچھ ہے گورِ غریبان پہ بیکسی کا ہجوم
کہ حسرتون نے دیا کام شامیانے کا

ابھی جوان ہو **عاشق** مرون مرون نکرو
قضا کو یہ بھی کوئی وقت ہے بلانے کا

دیگر غیر طرح

قتل کرنے مین مرے قاتل کو ہے تاخیر کیا
سوچتا ہے ظلم نو ایجاد کی تدبیر کیا

ایک عالم مین ہے غل شورِ قیامت ہے بپا
ہل گئی ہے زلف کے دیوانے کی زنجیر کیا

سر دھری سے تمھاری خاک مین مل گئے میان
نالۂ سوزان ہمارا اب کرے تاثیر کیا

سوزِ ہجران نے جلایا غم نے کشتہ کر دیا
وہ بنائین گے ہماری خاک کی اکسیر کیا

قصہ طولانی ہے جان لب پر ہے کہدینا ہی
کیا کہون قاصد زبانی اور کرون تحریر کیا

اک نظر دیکھا جدھر گویا مسخر کر لیا
آنکھ مین اُنکے بھرا ہے سرمۂ تسخیر کیا

ایک سے ہے ایک بڑھکر غارتِ دل کیجے لئے
ناز کیا انداز کیا تصویر کیا تقریر کیا

دل کو شوقِ زخم اور ہے زخم مشتاق نمک
چارہ گر سے پھر شفا کی ہو سکے تدبیر کیا

ہم نہ ہونگے مانی و بہزاد کے قائل کبھی
جبکہ گویائی نہین تصویر مین تصویر کیا

دور ساغر چل رہا ہے محفلِ اعدا مین آج
دیکھین دکھلاتی ہے اب یہ گردشِ تقدیر کیا

ایک مدت سے تھا خود آوارہ و بدنام وہ
نعشِ عاشق کے لئے پھر حاجتِ تشہیر کیا

غیر طرح دیوان

جذبِ دل آہستہ آہستہ اثر کر جائے گا
تیرِ مژگان رفتہ رفتہ دل مین گھر کر جائے گا

چارۂ ریشِ درون کیا چارہ گر کر جائے گا
بخیۂ زخمِ جگر تارِ نظر کر جائے گا

نالۂ گردون شکن جس دم اثر کر جائے گا
چرخ آہون سے ہمارے الحذر کر جائے گا

آگیا مہمان سرا مین جو سفر کر جائے گا
مثل سایہ ڈھلتے پھرتے ہی بسر کر جائیگا

ماہیِ بے آب کی مانند تڑپے گی سدا
خون ہمارا تیغِ قاتل پر اثر کر جائے گا

سو قدم تک جائیگا خونِ شہیدان ساتھ ساتھ
جب سوئے کوئے غریبان وہ گذر کر جائے گا

مجھسے کہتا ہے کہ چلتے چلتے بھولا مدعا
کیا خبر تھی چال ہمپر نامہ بر کر جائے گا

یاد گیسو ہے شبِ ہجران مین وہ طولِ امل
قصۂ عمرِ روان کو مختصر کر جائے گا

جب ہو تقدیر سیدھی خضر کی منت عبث
اور بھی گم گشتہ ہمکو راہبر کر جائے گا

دستِ وحشت کو میرے دامن سے الفت ہو گئی
تار تار ایک اک جدا اسے بخیہ گر کر جائے گا

دل جگر دونون ہین حاضر لو مبارک ہو ہمین
آج انکے سر سے کچھ صدقہ اتر کر جائے گا

ساقی کوثر کا گر دستِ کرم ہے فیض پر
ابرِ رحمت تشنہ لب کے لب کو تر کر جائے گا

میری قسمت کا یہ لکھا کیا خبر تھی قیس بھی
عشق کی جاگیر میرے نام پر کر جائے گا
اُسکے جوہر سے ہزارون مہر پائین گے نمود
میرا داغِ دل اثر شمشیر پر کر جائے گا
کیا خبر تھی اے دلِ نادان کہ شہرہ عشق کا
ہمکو یون آوارہ گرد و در بدر کر جائے گا
غیر سب کہنے ہی کے عاشق ہین قاتل دیکھنا
نام مقتل مین یہی تفتہ جگر کر جائے گا
دل جگر دونون ہدف سوفار بنکر جائینگے
تیرِ قاتل جبکہ پہلو سے گذر کر جائے گا
بیکسی سے کہہ رہی یاس و حسرت ہائے ہائے
تیرے کوچہ مین جو آئے گا وہ مر کر جائے گا

مین زمانے مین ہون عاشق دہلیِ ملکِ سخن
غیر آئے گر مقابل تو بچھڑ کر جائے گا

غیر طرح دیوان

گیسوئے یار نے سب مشکِ ختن لوٹ لیا
گلِ رُخسار کی نزہت نے چمن لوٹ لیا
لبِ خاموش نے انداز سخن لوٹ لیا
دہنِ یار نے غنچہ کا دہن لوٹ لیا
گر گئے جتنے ستارے تھے شرارے بنکر
میری فریاد نے شب چرخِ کہن لوٹ لیا
حسرت و یاس نے ڈھانکا تھا تنِ عریان کو
مجھکو کیون قبر مین اے دُزدِ کفن لوٹ لیا
ہاتھ کیون میرے گریبان کو لگایا تمنے
رشک سے آنکے حورون نے کفن لوٹ لیا
دی جوانی نے تری اسکو بدے پیری مین
تیری رفتار نے گردون کا چلن لوٹ لیا
ہائے افسوس نگہدان رہا غیر کے ہاتھ
زخمِ دل کہتے ہین اے تیر فگن لوٹ لیا
رنگِ عارض نے ترے لوٹ لیا لالے کو
چشمِ پرخون نے مری لعلِ یمن لوٹ لیا
بیکسی یاس سے کہتی ہے شبِ فرقت مین
اے ہجومِ غم اندوہ و محن لوٹ لیا
کبھی حیرت مین رہیگا تو کبھی سکتہ مین
تو نے آئینہ کو دکھلا کے پھبن لوٹ لیا

سرو - قد سے ترے شرمندہ - تبسم سے گل
تیرے جوبن نے صنم رنگِ چمن لوٹ لیا
دل ہزارون کے جو ڈستی ہے بکلنجاتی ہے
گرۂ زلف نے کیا سانپ کا من لوٹ لیا

سچ تو یہ ہے کہ تیرے ہین جہان کے شاعر
بزمِ **عاشق** مین گئے لطفِ سخن لوٹ لیا

اُسنے تیور چڑھا کے دیکھ لیا
تیغ کو آزما کے دیکھ لیا
کوئی گاہک نہین خدائی مین
دل کا سودا بنا کے دیکھ لیا
میرے گھر تھے نہ غیر کے گھر تھے
شب اُنھین آزما کے دیکھ لیا
تیرے جلوہ کے ہین نشان ہر سو
ہر طرف ہمنے جا کے دیکھ لیا
غیر سے ربط اُنکا کم نہ ہوا
لاکھہ قسمین دلا کے دیکھ لیا
زہر حق مین مرے ہوا اکسیر
تمنے اتھون پلا کے دیکھ لیا
یہ تماشا کوئی تماشا ہے
آنکھ اُٹھا صف لُٹا کے دیکھ لیا
ہجر مین موت بھی نہین کمبخت
بخت کو آزما کے دیکھ لیا
رخِ روشن نے دل مین کام کیا
جلوہ چاہا جلا کے دیکھ لیا
شیخ جی کی دھری رہی شیخی
ایک چلّو پلا کے دیکھ لیا
میرا حالِ نزار جھوٹا تھا
اب تو خود تمنے آ کے دیکھ لیا
پڑ گئی کیسی بزم مین ہلچل
پاس اُن کو بٹھا کے دیکھ لیا
رقصِ بسمل ہے موجِ دودِ فغان
دل جلے کو بجھا کے دیکھ لیا
اور بیدرد ہو گیا بیدرد
درد دل بھی جتا کے دیکھ لیا
غیر بیدرد بے وفا ہین دوست
آزما آزما کے دیکھ لیا

اپنا ثانی وہ آپ ہی نکلے
آئینہ بھی دکھا کے دیکھ لیا

امتحان اور بھی رہا ظالم
جتنا چاہا ستا کے دیکھ لیا

وہ نہ آئے تو کیون یہ آنی تھی
شب قضا کو بلا کے دیکھ لیا

وقت بد کا کوئی شریک نہین
موت کو بھی بُلا کے دیکھ لیا

گر پڑی برق سی اُدھر کہ جدھر
اُسنے چتون اُٹھا کے دیکھ لیا

جلوہ وہ جو کبھی نہ دیکھا تھا
نقشِ ہستی مٹا کے دیکھ لیا

آپ بھی دردمند ہو ہی گئے
دلِ **عاشق** دُکھا کے دیکھ لیا

دل ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو گیا
دوسرا معشوق میرا ہو گیا

بڑھ گیا یہ آرزو کا سلسلہ
نخلِ غم نخلِ تمنا ہو گیا

اب ہمارا آپ کا ہے تذکرہ
ذکرِ مجنون اور لیلا ہو گیا

وصل مین چھیڑا تو بولے ناز سے
خیر ہے صاحب تمھین کیا ہو گیا

قتل کر ڈالا نگاہ ناز سے
دشمنِ جانی مسیحا ہو گیا

میرے مرنے کی خبر سُنکر کہا
مر گیا بیمار اچھا ہو گیا

کون یوسف آگیا بازار مین
سب خریدارون کو سودا ہو گیا

ہمنے پلکون سے چھپایا یار کو
آنکھ جھپکی بند پردا ہو گیا

وہ مرے دشمن ہوے دشمن کے دوست
عاشق اس دنیا مین کیا کیا ہو گیا

ردیف باے موحدہ بموجب طرح دیوان

ہجر کی شب مین ہے ساقی سفرِ جامِ شراب
صبح محشر ہے اگر ہو سحرِ جامِ شراب

لب بلب ہو کے جو لیتا ہے کسیکے بوسے
رشک کہتا ہے کہ توڑون کمرِ جامِ شراب

لڑکھڑاتا ہوا آتا ہے جو گرتا پڑتا
کیا ہوا شیخ کے گھر مین گذرِ جامِ شراب

دل تھا ایک قطرۂ خون مے کے عوض پینے کو
وہ بھی غم پی گیا اے دادگرِ جامِ شراب

نرگس مست سے اُسکی ہین وہ بیخود میکش
کوئی لیتا نہین اُٹھکر خبرِ جامِ شراب

ہوگا گر عکس فگن موئے میانِ ساقی
بال پڑ جائے گا تجھمین جگرِ جامِ شراب

بہکی بہکی سی جو کرتا ہے یہ باتین زاہد
ہوگیا اُسکو بھی شاید اثرِ جامِ شراب

شیخ کا دامن تر چوس ہی لیتا ہے اسے
خشک کیونکر نہو پھر چشمِ ترِ جامِ شراب

ہاتھ سے ساقیِ کوثر کے پئین مے **عاشق**
کہ خمار آکے نہو دردِ سرِ جامِ شراب

زائد از طرح

وصل کی رات ہوا یہ اثرِ جامِ شراب
اُنکو میری تھی نہ مجھکو خبرِ جامِ شراب

تھوڑی سی وار کے سر پر سے چھڑک دیتے ہین
چشمِ میگون کو نہ ہو۔ تا نظرِ جامِ شراب

میکشون کی نہین تھمتی ہے جو ہچکی دمِ مرگ
ہوتا ہے جان کے ہمرہ سفرِ جامِ شراب

تاک مین رہتی ہے مُدت سے مگر اے زاہد
چشمِ میگون نے نہ پایا شجرِ جامِ شراب

خُلد سے آیا جو اُڑکر یہ تری محفل مین
کیا نکل آئے ہین کچھ بال و پرِ جامِ شراب

چشمِ مخمور نے ساقی کے کیا شام سے مست
ہوگی کسطرح سے **عاشق** سحرِ جامِ شراب

کب شام کا فراقِ صنم مین نشان ہے اب
جب شام ہی نہین تو سحر پھر کہان ہے اب

کیا خوب راز دار نے کین رازداریان
راز نہان ہے اور جہان کی زبان ہے اب
بھولا جہان نوحۂ فرہاد و قیس کو
ہر نوحہ خوان ہے اور ہمارا بیان ہے اب
یہ ناتوانیون کی ہین زور آزمائیان
سرگرمِ نالہ ہونے کی طاقت کہان ہے اب
پہلو مین دل نہین تو پھر اُسکا نشان کہان
جان کو پئے تلاش سرِ لامکان ہے اب
سنکر عدو کا نالہ یہ کہکر چلے گئے
دیتا ہے بانگ مرغ کہ وقتِ اذان ہے اب
تاخیر قتل مین ہو تو سر پھوڑتا پھرے
مشتاق تیغ ناز کو سر تک گران ہے اب
دل آپ ہی تو لے کے ملایا ہے خاک مین
اور مجھسے پوچھتے ہین وہ مضطر کہان ہے اب
وہ تیرے آستان کے سبب مرتبہ بڑھا
یہان کی زمین زمین نہین آسمان ہے اب
سوچے تھے پاسبان ہی کو اپنا بنائین گے
قسمت سے جو عدو تھا وہی پاسبان ہے اب
ہون تنگیٔ زمانہ سے دل تنگ اِس قدر
ارمان کے دل مین رہنے کی وسعت کہان ہے اب
آزارِ عشق تھا سو وہ آزارِ جان ہوا
جان مرگِ ناگہان کے لئے ارمغان ہے اب
اے سروِ نوبہار ترے رُخ کے سامنے
رنگِ چمن پریدۂ بادِ خزان ہے اب
قاتل ہے بعد قتل تڑپنے کا منتظر
یہ امتحان کے بعد نیا امتحان ہے اب
اگلا سا رنگ روپ نہین ربط غیر سے
وہ ناز وہ کرشمہ وہ جوبن کہان ہے اب
دم بازیان کسی کی دمِ تیغ ہو گئین
خم زلف خم بخم کا خمِ آسمان ہے اب

سوتا نہین ہے رات کو تا خواب مین نہ آئے
عاشق سے اسقدر وہ صنم بدگمان ہے اب

زائد از طرح

کل تم جو لیکے آئے تھے وہ دل کہان ہے اب
باقی ستم اُٹھانے کو اک تن مین جان ہے اب

شبہائے تار ہجر مین کتنی تلاش کی
گم گشتہ آسمان سے سحر کا نشان ہے اب
اقرارِ وصل ایک سے انکار ایک سے
کیا اور اس زبان کے سوا بھی زبان ہے اب
اے عشق تازہ کار ذرا جھیل سختیان
جوبن شباب پر ہے وہ بت نوجوان ہے اب

عاشق دعا تمھاری ہوئی مستجاب کیا
نامہربان جو تم پہ تھا وہ مہربان ہے اب

ردیف تائے فوقانی

چاہنے والے ملین گے تمھین انسان بہت
مجھسا پاؤگے نہ جب آئین گے ارمان بہت
دیکھکر یار کو کھوے گئے ایسے کہ نہ تھے
ہم کو دعوے تھا کہ ہم رکھتے ہین اوسان بہت
وعدۂ قتل عدو پر بھی ہمین قتل کیا
عذر اُسپر یہ کہ ہے طبع مین نسیان بہت
خلشِ جنبشِ مژگان کو دلاتا ہے یاد
دل مین چبھنے کو ترے تیر کا پیکان بہت
حائل زلف ہے کوئی کوئی عاشق رخ پر
شیخ جی رند بنے گبر مسلمان بہت
غیر کے سامنے بسمل کو تڑپنے نہ دیا
تیرے خنجر کا ہے تھوڑا سا بھی احسان بہت
وہ تو مجھپر ہی اُٹھاتے رہے بہتان کتنے
خوش نصیبی سے ہوا غیر پشیمان بہت
غم و اندوہ و الم حسرت و ارمان حرمان
تیرے کوچہ سے لگا لائے ہین مہمان بہت
سخت جانی نے مری سیکڑون خنجر توڑے
قتل کرنے کو سمجھتے تھے وہ آسان بہت
سب ادائین ہین تری فتنۂ محشر ظالم
کیا کہون کونسی دلکش ہے تری آن بہت
چونک پڑتے ہین تصوّر سے کسیکے ہر دم
پاس میرے ہین مگر غیر کا ہے دھیان بہت
جھوٹی قسمون کی عوض غیر سے لینگے ہم بھی
سَستا بکنے لگا بازار مین ایمان بہت
جز کفن اور نہ احباب کرین کچھ تکلیف
اس سفر کے لئے کیا چاہئے سامان بہت

بے عمل کے لیئے سو وعظ کے دفتر تھوڑے
ہے عمل کے لیئے ایک آیتِ قرآن بہت

دل پریشان ہے پریشانی کا باعث **عاشق**
بال زلفون کے کہین دیکھے پریشان بہت

زائداز طرح

عرضِ مطلب پہ یہ فرمایا نہ کھا کان بہت
مُنہ لگایا بھی نہین کرتا ہے حیران بہت
ناتوانی سے مری ہو نہ ہراسان بہت
ستم و جور اُٹھانے کو ابھی جان بہت
قصد جانے کا ہے تو جاییئے اے حضرتِ دل
گرم پہلو مرا کرنے کو ہین ارمان بہت
منزلِ اوّلِ الفت مین نہ تھکنا اے دل
ایسے ایسے ابھی طے کرنے ہین میدان بہت

کوچۂ یار مین کل دیکھے ہین **عاشق** ہمنے
کافرِ عشق بہت اور مسلمان بہت

ردیف دال مہملہ

دم تو کیا ہے تو نے ہمارا نسیم بند
پر زلفِ عنبرین کی نہ کیجو شمیم بند
ہو بتکدہ تو ہونے دو اُسکو ندیم بند
دروازۂ بہشت نہ رکھے کریم بند
عاشق نہ بھولنا قدّ و زلفؔ و دہنؔ کی یاد
ہو جیتے جی نہ دردِ ا لم میم بند
آزادگانِ کوچۂ دلدار کے لئے
دیکھا نہین ہے بابِ بہشتِ نعیم بند
لعل لبِ حسینؑ کی اور آبرو بڑھی
جب کر چکے فُرات کا پانی لئیم بند
ایما ہے آدھی رات کے آنیکا نامہ بر
ہے نیم باز نامہ کسی کا تو نیم بند
یہ کسکے نیم جلوہ سے حیرت عیان ہوئی
غش کھا کے ہو گئی جو زبانِ کلیم بند
محشر مین عاصیون کے ہون نعرے بلند جب
ہَل مِن مَزِید کی ہو صدا یا کریم بند

اللہ رے شوق دید کہ گنج لحد مین بھی
رہتی ہین نیم وا مری آنکھین تو نیم بند

وہ نشترِ نگہ نہین خون جسکا بند ہو
نبضین گئین ہین چھوٹ بندھے کیا حکیم بند

رکھتے ہین دل مین لشکرِ ارمان و آرزو
کرتے ہین ہم حصار مین فوجِ غنیم بند

عاشق کو بوسے ملتے تھے سرکارِ حسن سے
کیجے وظیفہ اب نہ ہمارا قدیم بند

زائد از طرح

ہوتا نہین کلام سے ہرگز کلیم بند
کیا کر سکے گا کوئی شریک و سہیم بند

مانندِ رنگ و بو ہین ترے دم کے ساتھ ساتھ
رہتے ہین کوئی تیری گلی کے مقیم بند

ہو امتحان ہمارا بہم زیرِ تیغِ ناز
اس آرزو سے اُنکے ہوئے سب ندیم بند

طوفانِ غیر آنے نپائے شبِ وصال
ایسا لگائیو میری عقلِ سلیم بند

عاشق کو معصیت کا نہین خوف واعظو
ہوتا نہین غفور کا فیضِ عمیم بند

ردیف رائے مہملہ

بگڑتے ہی وہ آتے ہین کبھی آتے نہین بنکر
مگر ہم کہتے ہین سج دھج سے آئے آفرین بنکر

فلک پر مہر و مہ شکلِ نشانِ پائے حضرت ہین
قدمبوسی کو جنکے آسمان آیا زمین بنکر

نہین آسان ہمدم عشق ان پردہ نشینون کا
حجاب غم مین رہتی ہے فغان پردہ نشین بنکر

وفائے غیر کا بھی امتحان بھولے سے لے لیجے
تمہارے ظلم سہنے کے لئے آئے ہمین بنکر

اُٹھائین غیر کا بارِ محبت یون سبک ہوکر
مگر میرے لئے بیٹھے ہین گھر مین نازنین بنکر

زبان سے شعر کیا نکلے کہ دل مین دردِ فرقت ہے
یہ وہ لقمہ ہے رہجاتا ہے بس نالہ وہین بنکر

ہوئی ہے گردشِ دوران سے یہ حالت زمانے کی
کہین بگڑے سنورتے ہین بگڑتے ہین کہین بنکر
قدم دشمن کے گرمین جانتایان تک نہ پہنچین گے
تو رہتا کوچۂ دلدار کی بیشک زمین بنکر
ترے پیکان کو اسے قاتل دعائین دیتے رہتے ہین
ہمارے دلمین بیٹھا ہے نگاہ شرمگین بنکر
ہماری آستین ہر وقت وقفِ دیدۂ تر ہے
گریبان ہاتھ پر رہتا ہے ہر دم آستین بنکر
رسائی میرے طالع کی نہو کیون رشک کے قابل
کہ پہنچا بازوئے جانان پہ جوشن کا نگین بنکر
برابر زاہدون رندون کو دنیا پھانس لیتی ہے
کسی جا اہل دین بنکر کہین شکل حسین بنکر
خطِ تقدیر کا مطلب کھُلا ہے عشقبازون پر
کہین نقشِ زمین بنکر کہین چینِ جبین بنکر

زمانہ بھی یکایک کب بگڑتا ہے بنے کے بعد
مری جان جلد **عاشق** سے بگڑتے ہو تمھین بنکر

زائد از طرح

کیا برباد پہلو کو بھی دل نے ہمنشین بنکر
اُجاڑا ورنہ یون کس نے مکان کو خود مکین بنکر
نگہ پر بار چڑھجاتی ہے گویا سرمگین ہوکر
کسیکی زلف ڈُس جاتی ہے مارِ آستین بنکر
منایا تھا جسے مُدت مین ہمنے جان دیدے کر
وہی خنجر بکف بیٹھا ہے کیسا خشمگین بنکر
دلِ مضطر نکلنے کو ہے پھر دودِ فغان ہوکر
کلیجا منہ کو پھر آتا ہے آہِ آتشین بنکر
بُرائی مین بُرائی ہے بھلائی مین بھلائی ہے
کوئی کیا خاک لیجائے گا یہان سے نکتہ چین بنکر
ہوئی دل بستگی ہمدم یہانتک خاکساری سے
گئے ہم جس جگہ بس رہ گئے وہان کی زمین بنکر

کوئی **عاشق** سے پوچھے کس لئے دھونی رمائی ہے
اجی حضرت سلامت کسکے بیٹھے جانشین بنکر

دل پھر آباد ہوا خانۂ ویران ہوکر
ہوچکا دورِ عدو گردشِ دوران ہوکر

گلِ رخسار پہ جان دون ابھی قربان ہو کر
کیون پھرے تیرِ مژہ مجھسے پریشان ہو کر
شیخ جی بگڑے ہو کیون صاحبِ ایمان ہو کر
مجکو کیا غم ہے اگر کُنجِ لحد ہے تاریک
عاشقون کے دل مضطر کا نہ پوچھو عالم
بیکسی یاس سے کیا کیا نہ کرے گی فریاد
قطع سو بار ہوا تو بھی نہ گھٹنے پایا
بوسۂ زلف کی ہے لعلِ لبِ خال کی ہے
خوب غیرت ہے کہ وہ مجھسے خفا ہو بیٹھے
دونون رُخسارون پہ رہتی ہین جو دو نو زلفین
ہنستے ہین مجھپہ مرے زخمِ جگر بھی کیا کچھ
تم تو تم درد تمھارا ہے ہمین جان سے عزیز
اُسنے چٹکی سے جو چھوڑا تو عدو پر پہونچا
آہ وافغان کی اُڑی خاک نکل کر دل سے
غیر کی دست درازی نے کیا اُسکو خجل
ہے تمنا یہی میری کہ رسولِ اکرم
برچھیان مارو جگر مین کہ رہے لطفِ خلش
مین نہ کہتا تھا کہ ہو جاینگے لاکھون ٹکڑے
کوچۂ یار مین پرسش ہی نہین حضرتِ دل

خار کی طرح جو کھٹکا کرد مژگان ہو کر
دل نہ ہو میرے جگر مین رہے مہمان ہو کر
بُت پرستی کا شعار اور مسلمان ہو کر
زخم چمکے گا چراغِ تہِ دامان ہو کر
شانہ زلفون سے نکلتا ہے پریشان ہو کر
تم نکلجاؤ گے جب گورِ غریبان ہو کر
دامنِ دشت رہا میرا گریبان ہو کر
ٹکڑے ٹکڑے ہوئی حسرت بھی پریشان ہو کر
صحبتِ غیر کے طعنہ سے پشیمان ہو کر
پہرہ دینے لگے کالے ترے دربان ہو کر
خندہ زن ہوتا ہے جب چاک گریبان ہو کر
ایسے پھر درد کا کیا ہوئے گا درمان ہو کر
دلِ بسمل بھی ترے تیر کا پیکان ہو کر
رہے آسودہ غم و درد ہی پنہان ہو کر
اب وہ ہوتا ہے گلوگیر گریبان ہو کر
ہو گذر وھان بھی تہِ سایۂ دامان ہو کر
تھم گئی ہائے یہ کیون جنبشِ مژگان ہو کر
کیا کیا دامنِ گل میرا گریبان ہو کر
ٹھوکرین کھا کے ابھی آیا ہے ارمان ہو کر

ان [illegible] وابستگئ شوق [illegible]

شاق احباب کے دل پر بھی ہوئی عمرِ دراز
کہ ٹھہرتا نہین اتنا کوئی مہمان ہوکر

جوشِ گریہ نے ہمین کچھ تو تسلی بخشی
مٹ گئے دل کے بہت داغ نمایان ہوکر

پی لیا آبِ بقا تو نے کہ کٹتی ہی نہین
آئی ظلمات سے کیا اے شبِ ہجران ہوکر

سحر آمیز مضامین مرے سُنکر بولے
لیگیا لوٹ کے دل کون غزلخوان ہوکر

مَن گئے رقّتِ وزاری کے مضامین سُنکر
مُدعا اپنا نکل آیا غزلخوان ہوکر

زلف کافر ہے خدا جانے کرے کیا **عاشق**
کفر پھیلایا ہے عارض نے مسلمان ہوکر

زاید از طرح

مرنا چاہا تو کہا دیدہ نے گریان ہوکر
کام دشوار ہوا جاتا ہے آسان ہوکر

اُنکے پھرتے ہی پھرا سارا زمانہ مجھسے
ہائے سایہ بھی چلا اب تو گریزان ہوکر

آئے ایسے کہ نہ آئے جو وہ آتے ہی گئے
رہ گیا ہائے شبِ وصل کا سامان ہوکر

چارہ گر کے لئے سکتہ کی کرون کا تدبیر
صورتِ زخم وہ رہجائیگا حیران ہوکر

زخمِ دل کھلتے ہین اور زخمِ جگر ہنستے ہین
لذتین پاتے ہین دونون نمک افشان ہوکر

تیرے خنجر سے مرے دل کا بڑھا ہے یہ ربط
عید کو خوب گلے ملتے ہین شادان ہوکر

بیت ابرو جو کیا کرتے ہو **عاشق** موزون
مصرعۂ زلف کو بڑھ آئے دبستان ہوکر

پچتائے خود وہ تیر کے پیکان کو چھوڑ کر
جسطرح کوئی دور کے مہمان کو چھوڑ کر

دامن کا ساتھ چولی سے اچھا ہے اے جنون
جائے گا پھر کہان یہ گریبان کو چھوڑ کر

دل کو ہے شوقِ زخم نہ جائیگا یہ کہین
تیرِ نظر کو خنجرِ مژگان کو چھوڑ کر

کرتا ہے تیرہ بار سے زلفون کو گر سبک
صدقے ہین دیکھ لو شب ہجران کو چھوڑ کر

ہے خوشگوار ایسی تیرے پیرہن کی بو
ہم سونگھتے ہین سنبل و ریحان کو چھوڑ کر

لذّت نمک کی بھولے نہ کیون زخمی نگہ
وہ ستم چھڑک رہے ہین نمکدان کو چھوڑ کر

تڑپا کیا ہے نزع مین پر تم چلے گئے
بیمار زار زار و پریشان کو چھوڑ کر

روزن کئے فلک مین گرا ہے آہ رخنہ گر
جاتی کہان ہے تو دل دربان کو چھوڑ کر

پھنس جائیگا اندھیرے اُجالے مین دل کہین
تنہا نہ جائیو تو کبھی جان کو چھوڑ کر

اب غیر کے مزاج سے بگڑ رہے ہین خود
حیران ہوئے ہین مجھسے وہ حیران کو چھوڑ کر

دھبّا رہے نہ ایک بھی باقی گناہ کا
ابر کرم نہ جا مرے عصیان کو چھوڑ کر

عاشق اندھیری گور مین آیا نہ کوئی کام
واپس سب آئے کلبِ علی خان کو چھوڑ کر

زاید از طرح

اے دل نہ جا تو تیر کے پیکان کو چھوڑ کر
گھر سے بھی کوئی جاتا ہے مہمان کو چھوڑ کر

تم گر نہ جاؤ شامِ غریبان کو چھوڑ کر
کیون جائے پھر سحر مرے ارمان کو چھوڑ کر

ہم چاہتے ہین چاہنے والا اگر ملے
جھانکین نہ چاہ چاہِ زنخدان کو چھوڑ کر

دلمین چھپی رہی ترے تیر مژہ کی نوک
سوزن نہ جائے بخیۂ دامان کو چھوڑ کر

جز تیرے کون ہے دلِ ویران کا آشنا
اے بیکسی نہ جا غمِ ہجران کو چھوڑ کر

اک وار بھی عدو سے تو جھیلا گیا نہین
بھاگا ہے نوک دُم ابھی میدان کو چھوڑ کر

عشق بتان کو چھوڑ کے عشقِ خدا کرو
ایمان نجائے عاشق یزدان کو چھوڑ کر

دل کیونکہ ہو اوس زلفِ گرہ گیر سے باہر
عاشق نہین ہوتا خطِ تقدیر سے باہر

اللہ رے شوخی تیری اللہ رے کرشمہ
تصویر چلی پیکر تصویر سے باہر

طے ہوتی نہین منزل مقصود کسی طور
ہے وسعت رہ طاقت رہگیر سے باہر

تصویر سے بھی تیرے اُٹھایا نہ اُٹھے گا
رہتا ہے ترا ناز جو تصویر سے باہر

آغوش مین تم آؤ تو پہلو سے یہ نکلے
ارمان کو نکالو کسی تدبیر سے باہر

کیا شان ہے اللہ تری شان کے قربان
تقریر سے بیرون ہے تو تحریر سے باہر

فریاد ہو زاری ہو بکا ہو کہ فغان ہو
ہے کوئی صدا نالۂ شبگیر سے باہر

اس ضبط کو دیکھو کہ گیا جان سے ولیکن
فریاد نہ نکلے دلِ دلگیر سے باہر

دل چیر کے پھینکا مگر ارمان وہی ہے
کمبخت نہ نکلا کسی تدبیر سے باہر

اک وار لگا اور بھی قاتل ترے قربان
آتی ہے صدا یہ دلِ نخچیر سے باہر

قاتل سے کوئی پوچھے کہ بسمل کی ہین آنکھین
یا نکلے ہین جوہر تری شمشیر سے باہر

قاتل یہ مرے سینۂ سوزان کا اثر ہے
نکلے ہین جو شعلے دہن تیر سے باہر

زلفون مین ہے دل کیجے ذرا شانہ سنبھلکر
کیون کرتے ہو دیوانے کو زنجیر سے باہر

تاثیرِ دم ذبح یہ کی شوق نے میرے
شمشیر کا دم آج ہے شمشیر سے باہر

عاشق کبھی ارمان نہ نکلین گے تمھارے
ہے مہر شعار بتِ بے پیر سے باہر

زاید از طرح

شب آئے وہ لینے ہمین توقیر سے باہر
جب غیر نکالے گئے تحقیر سے باہر

ہر جزو مین وہ خالق کل جلوہ نما ہے
ذرات نہین مہر کی تنویر سے باہر

اس عشق نے تسبیح کو زُنّار بنایا
دانے ہوے سب تارِ گلوگیر سے باہر

جو بات مین کرتا ہون وہ پوری نہین ہوتی
تدبیر سے زاہد ہے تو تقدیر سے باہر

تم آ کے مری جان لپٹ جاؤ گلے سے
حسرت ہو دلِ عاشق دلگیر سے باہر

تن مین یہان جان نہین نکلین پھر آہین کیونکر
بند آنکھین ہین لڑین اُن سے نگاہین کیونکر
ہائے کس ناز سے کہتے ہین وہ مجھسے ہر دم
اپنی صورت کو تو دیکھو تمھین چاہین کیونکر
چاہین وہ غیر کو پھر ضبط کہانتک اے دل
ڈھنگ بنھنے کا نہین کوئی نبھائین کیونکر
وہ عیادت کو جب آتے ہین تو یہ کہتے ہین
ناتوانی مین نکلتی ہین یہ آہین کیونکر
خون پیاتے ہین گلے ملتے ہین خنجر سے ترے
ہون جو مشتاقِ شہادت وہ نہ چاہین کیونکر
بات جو ہے وہ کبھی چال سے خالی ہی نہین
ٹیڑھی سیدھی اُنھین آئی ہین یہ راہین کیونکر
نظر اُس شوخ کی پڑتے ہی چھپا دیتی ہے
برق دیکھین تو ملاتی ہے نگاہین کیونکر
صدقے ہو جاؤن مین اس ضبط نما غیرت کے
وصل کی رات وہ بے بس ہین کراہین کیونکر
پوچھنا چاہئے یہ حضرتِ الیاس سے آج
منزلِ عشق کی طے ہوتی ہین راہین کیونکر
اپنے ہی سر کی لئے پھرتے ہین جب زیرِ بغل
چھوڑدین پھر سرِ اعدا پہ کُلاہین کیونکر
چشمِ انجم مین چبھوتے ہین شبِ ہجر یہ تیر
چرخ کے پار نہونگی مری آہین کیونکر

عاشق اپنا ہی ہمدم ہے یہی ہے دمساز
دل ہمین چاہے تو پھر اسکو نہ چاہین کیونکر

زاید از طرح

نہین تاثیرِ فغان مین تو وہ چاہین کیونکر
رشکِ اغیار ہو شامل تو نبھائین کیونکر
ذبح کرکے وہ اسیرانِ قفس کو بولے
آج ٹھنڈے ہین یہ مردار کراہین کیونکر

مشورہ دل سے ہے عاشق اُسے چاہین کہ نہین
رشکِ دشمن سے نباہین نہ نباہین کیونکر

غزلہائے غیر طرح دیوان ردیف ا

نہین تاثیر فغان مین تو وہ آئین کیونکر
پاس الفت نہین پھر پاس بلائین کیونکر

ہائے ہم حال دل زار سنائین کیونکر
ذکر اعدا نہین وہ کان لگائین کیونکر

ہاتھ سن ہوتے ہین ہاتھ اونکو لگائین کیونکر
پاؤن اُٹھتے ہی نہین ناز اوٹھائین کیونکر

غم ہجران سے کہو جان بچائین کیونکر
وہ عدو کے ہوئے پھر راہ پہ لائین کیونکر

نالہ و آہ و فغان ضبط سے باہر ہین مگر
ناتوانی سے لبون تک نہین لائین کیونکر

اُسکے کوچہ مین کوئی جاکے پھرا ہے نہ صحیح
آپ ہی کہئے کہ وان جائین تو آئین کیونکر

اپنی صورت سے غم و درد عیان ہے صاحب
یہ مُجسّم تو نہین تمکو دکھائین کیونکر

خاک وحشت نے مری ایسی اُڑائی ہے کہ اب
خاک ملتی ہی نہین خاک اُڑائین کیونکر

داغ دل مہر سے تابندہ فزون ہے عاشق
شمع محفل تو نہین یہ وہ بجھائین کیونکر

ایضاً غیر طرح دیوان

سر پھوڑتا ہے سنگ درِ گلعذار پر
چلتا نہین ہے زور دل بیقرار پر

ہے بعدِ مرگ بھی مری تُربت بہار پر
لالا کے پھول اُسنے چڑھائے مزار پر

مایوسی نوحہ گر نہو کیون جانِ زار پر
روتی ہے بیکسی بھی دلِ غمگسار پر

بسمل کے دل سے آتی ہے آوازِ مرحبا
زخم آفرین جو کہتے ہین قاتل کے وار پر

دو ہی قدم چلے تھے کہ بس ہو گیا وصال
اس ضعف نے لگائے ہمارے ہزار پر

تاثیر بعدِ مرگ یہ دل کی کشش نے کی
جمگھٹ پری وشون کا ہے میرے مزار پر

پابندِ عشق کو نہین آزادیان پسند
زنجیر پا ہوا دہن زنجیر یار پر

پایا ہے خاکساری سے اسنے بہت عروج
رشک آئے کیون نہ چرخ کو میرے غبار پر

مشتاقِ دید زندہ نہو جائے بھر کہین
آتے نہین وہ اس لئے میرے مزار پر
دامانِ دشت چاک ہے وحشت کے ہاتھ سے
کھائے ہین خار آبلہ پائی نے خار پر
وعدون نے آپکے کبھی دیکھا وفا کا منہہ
ہوا اعتبار ہمکو اسی اعتبار پر
نیچا دکھائے طائر مرغ خیال کو
ملجائین میری آہ کو گر مستعار پر
لایا ہے رنگ خون یہ تیرے شہید کا
موجین بھی لوٹ پوٹ ہین خنجر کی دھار پر

عاشق یہ بے وفا ہے نہین اسکا اعتبار
اصلا نہ بھولے کوئی دم مستعار پر

ہین بہت نادان جو نازش کرتے ہین تدبیر پر
کون غالب کر سکا تدبیر کو تقدیر پر
اسقدر تو ہے بھروسہ نالۂ شبگیر پر
جا کے اک محشر بپا کردیگا چرخ پیر پر
آزمائے غیر پر بھی بعد میرے قتل کے
باڑ دونی چڑھ گئی قاتل تری شمشیر پر
وصل ہے میرے گلو کے فصل پر جب خنجر
شوقِ دل تڑپے نہ کیون قاتل تری تاخیر پر
عارضِ جاناں کی تابش سے خجل ہو کر فلک
دیکھ زردی آگئی ہے مہر کی تنویر پر
اے مہوس جائے زر بنجائے لعل بے بہا
ڈالدے اک قطرۂ خون گرم اکسیر پر
ناتوان ہین اور عدم ہے دور ہے کیا کرون
راہ طے ہوتی ہے ہمدم طاقتِ رہگیر پر
کرتے ہین پروانے اُنپر بھی فدا جانِ عزیز
شمع کے شعلے نظر پڑتے ہین جو گلگیر پر
تیر چنگی سے جدھر چھوڑو پہونچتا ہے وہین
شست رہتی ہے بندھی دلکی ہمارے تیر پر
دیکھکر اُسکو سنبھالون تو سنبھلتا ہی نہین
ہائے بنجاتی ہے کچھ ایسی دلِ دلگیر پر
اسقدر لذت نمک کی انکو ہے اے چارہ گر
زخمِ دل ہنستے ہین مرہم کی ترے تاثیر پر

یہ معمر ہو کے دھوکے دے رہا ہے رات دن
کون **عاشق** پھر بھروسہ رکھے چرخ پیر پر

وہ ہوئے چین بر جبین تقصیر پر
یا لکھا ہے خط خطِ تقدیر پر

رشک آیا نالۂ شبگیر پر
چرخ چکراتا پھرا تاثیر پر
عکس اُتارے مُنہ سے کیا بہزاد کا
بُت ہوا مانی تری تصویر پر
دیکھکر دنبالۂ چشمِ بتان
جا پڑا دل اپنا سو سو تیر پر
منفعل کیجو نہ اے آہِ سحر
ہے قضا پھر خندہ زن تاثیر پر
رنگ لایا ہے شہیدِ ناز یہ
ہین کہان جوہر تری شمشیر پر
یا جگہ پہلو مین دو یا جان لو
کوئی تو احسان دل دلگیر پر
ایک چٹکی لے ہماری خاک کی
کیون مُہوّس جان دے اکسیر پر
چرخ کے چکر سے گھبراتے ہین کب
ہین جو صابر گردشِ تقدیر پر
کٹتے ہین اللہ اکبر شوق مین
سر ہزارون اک تری تکبیر پر

آپکا عاشق ہے خود پابندِ عشق
منحصر کیا طوق اور زنجیر پر

دل ہوا جسپان دہانِ تیر پر
آفرین کرتے ہین وہ نخچیر پر
غمزہ خود عاشق تری تقریر پر
ناز خود مفتون تری تصویر پر
لوٹتی جاتی ہین آگے تیر کے
حسرتین بڑھ بڑھ کے دو دو تیر پر
جان شیرین اپنی کھوئی کوہکن
بس چلا کچھ بھی نہ جوئے شیر پر
کین دو باتین جس سے دل پھانسا وہین
کیا سمجھایا جال ہے تقریر پر
غیر جیتا ہے تو ساری مٹ گئی
تھی جو نازش آہ کی تاثیر پر
ہائے بیجرمی بھی ٹھہری ہے خطا
قتل کرتے ہین اسی تقصیر پر
دل جگر دونون مرے چپان ہوئے
پر لگائے ہین تمھارے تیر پر
کیا قیامت کو بھلا دوگے جواب
ظلم لاکھون اک دلِ دلگیر پر
زخمہائے دل مبارک لذتین
سم لگایا اُسنے نوکِ تیر پر

دم مین اب گرتے ہین ساتون آسمان
وہ گئی ہے آہ چرخ پیر پر

غیر کو تم وہ تمھین چاہے غضب
رحم کیجے عاشق دلگیر پر

ناز اُن کو حسن کی جاگیر پر
ہمکو نازش ہے دلِ دلگیر پر

وہ ہین نازان بُرّشِ شمشیر پر
سر ہے حاضر جاہ کی تقصیر پر

آستین کے ساتھ دم بھی چڑھ گیا
جان دی ہمنے تری تکبیر پر

اسکو نیچہ ہی نہ سمجھا ہو وہ بُت
تیز کرتا ہے چھُری نخچیر پر

عکسِ خط ہے یہ گلوئے صید کا
خط نہین ہے آبکی شمشیر پر

دل تو کیا ہے تیر بھی جلا اُٹھے
جب لگائے تیر کو وہ تیر پر

پیر کا وعدہ بُتِ بے پیر کا
ہمنشین رکھّا گیا کس پیر پر

تیری چشمِ سرمہ سا نے کیا کہون
خاک ڈالی سرمۂ تسخیر پر

اُسکی گردن مین ہے میرے پانو مین
سلسلہ موقوف ہے زنجیر پر

سیکڑون ہوتے ہین بسمل خود بخود
صید مرتے ہین صدائے تیر پر

خط عارض پر نگاہین جا جمین
حاشیہ لکھا گیا تفسیر پر

عاشقِ افسردہ دل ہے منفعل
نامۂ اعمال کی تحریر پر

ہو جو عاشق حور کی تصویر پر
کیا بھروسہ ایسے ویسے پیر پر

مُعترف ہوتا رہون تقصیر پر
دین نئی تعذیر وہ تعذیر پر

غیر کی کتنی ہوئی کیونکر لکھون
اُنگلیان کٹتی ہون جب تحریر پر

لخت دل رہتے ہین مژگان پر سدا
ہمنے یون رکھا ہے اسکو تیر پر

مانگ کر بوسہ اشارہ وصل کا
کہتے ہین تقصیر کی تقصیر پر

زلف لپٹی دل کو دل لپٹا اُسے
یہ نئی زنجیر ہے زنجیر پر

لعل نکلین گے دہانِ تیر سے
قطرۂ خون ہے ہمارا تیر پر

تیرہ قسمت ہون پڑی جب بازو مین
زنگ اُسی دم آگیا زنجیر پر

جناب

اے بتو شہرت تمہارے حُسن کی
منحصر عاشق کی ہے تشہیر پر

دل نہین عاشق فقط شمشیر پر
بلکہ خنجر پر تبر پر تیر پر

مستعد ہوتے ہین وہ تعذیر پر
ناز کی قبضہ نہ کر شمشیر پر

حسرتین آتی ہین ٹھکرائے ہوئے
لوٹتی ہے بیکسی تاثیر پر

سانتے ہین ہاتھ کب وہ خون مین
سان رکھتے ہین مگر شمشیر پر

یہ جگر اللہ اکبر دیکھنا
سر جھکا دیتے ہین ہم تکبیر پر

غیر کا پھونکا نہ اسنے گھر کبھی
جل گیا دل آہ کی تاثیر پر

کھل گیا ہے دیکھ رنگ عشق و حُسن
میری صورت پر تری تصویر پر

دل سے خود کہدیگا یہ مطلب کی بات
فیصلہ رکھو زبانِ تیر پر

خون سے میرے ہوئی رونق تری
دیکھ غازہ پھر گیا تصویر پر

اسقدر شوق شہادت بڑھ گیا
رکھتے ہین ہم خود گلا شمشیر پر

وصل کے مضمون ہین عاشق ایسے شوخ
ناز کرتا ہے قلم تحریر پر

ردیف میم

کرتے ہین کسقدر تری رحمت پہ ناز ہم
خوفِ عذابِ حشر سے ہین بے نیاز ہم

کاغذ رہا نہ کوئی بھی سادہ جہان مین
کرتے نہین فسانۂ غم کو دراز ہم

بے پردہ چھیڑتے ہو جو غیرون کے سامنے
کیا بن گئے ہین محفلِ دشمن کے ساز ہم

زاہد کو ناز اپنی عبادت پہ ہو مگر
امیدوارِ فضل ہین اُسے کارساز ہم

ستر یان جھکا تو وان سے اُٹھا پردۂ دوئی
وصلِ خدا مین پڑھتے ہین ایسی نماز ہم

آبِ حیات تیرا مبارک تجھی کو خضر
کوثر کی مے ملے تو کرین کیون نہ ناز ہم

سچ کہتے ہین کہ اسکی حقیقت ہی کچھ نہین
سب دیکھے بھالے بیٹھے ہین عشقِ مجاز ہم

آپ آئین رات بھر رہین مہمان ہمارے گھر
اندیشہ کچھ نہ کیجئے ہین پاکباز ہم

ہین پردہ دار پردہ نشین کھل بھی جائیے
اوچھے نہین زبان پہ لائین جو راز ہم

اے غیر آزمانا ہے تو مر کے آزما
کس دھوم سے دلاتے ہین تیری نیاز ہم

عاشق ہے با اثر وہ مرا سجدۂ نیاز
دیکھین جو بُت کہین کہ پڑھینگے نماز ہم

زائد از طرح

زاہد کی طرح کرتے نہین مکر و آز ہم
محراب مین بھوؤن کی پڑھینگے نماز ہم

اے دل نہ آئینگے کبھی غیرون کی چال مین
دیکھے ہوئے بہت ہین نشیب و فراز ہم

لو بد شعاریون سے ہوئے غیر بد شعار
ہم پاکباز تھے کہ رہے پاکباز ہم

افشا نہ کر دے بیخودیِ شوق مین کہین
اے دل بس اب چھپائینگے تجھسے بھی راز ہم

سودہ کہین تو ایک سنا دیتے ہین کبھی
مدت مین **عاشق** اتنے ہوئے ہین مجاز ہم

غیر طرح دیوان

تابشِ حسن سے روشن ہین در و بام تمام
خلق شایق ہے تری صبح سے تا شام تمام

مجھپہ وہ ڈالتے ہین غیر کے الزام تمام
کام جو اُسکے رہین لکھے ہین مرے نام تمام

کچھ تو دو مجکو نہ دو بھول کے انعام تمام
ایک دو مجکو بھی گر غیر کو دشنام تمام

جلوہ دکھلا دے انھین تا کہ ہو کام تمام
ہے تماشائی تری خلق تہ بام تمام

گردش چشم سے ہے گردش ایام تمام
زلف و عارض سے خجل ہے سحر و شام تمام

ہمہ سو دیکھتے کیا ہو کہ ہوا کام تمام
ظاہر آغاز مین ہے عشق کا انجام تمام

رہگزر سے ہے تری شور قیامت پیدا
کام فتنون کا ترے ساتھ ہی ہر گام تمام

کبھی شوخی کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی ناز
انکو اک کھیل ہے اور خلق کا ہے کام تمام

ساتھ جاتا ہے چلا شوق تکلم میرا
نامہ بر کہہ نہ سکیگا مرے پیغام تمام

ایک دلارام یہ آیا ہے دل اپنا جب سے
دل گیا ہاتھ سے دل سے مرے آرام تمام

بزم مین آج نہ آئیگا وہ محفل آرا
شمع محفل جو ہوئی گھل کے سر شام تمام

سینہ تو نیم نگاہی سے ہوا ہے زخمی
غنچۂ دل تری مژگان سے ہے گلفام تمام

جنس دل دیکے تقاضا جو کیا اُنسے کبھی
کہتے ہین دم مین چکا دینگے ترے دام تمام

غیر بدمست نہین بزم مین تیری آیا
چور کیون شیشے ہین پھر ٹوٹے ہین کیون جام تمام

جب سے ہین شیفتۂ زلف صنم ہون واعظ
مجھسے پڑھتے ہی رہے مفتئ اسلام تمام

دانۂ خال سیہ ہے تہ زلف شبگون
مرغ دل پھنسکے نہ کیونکر ہو تہ دام تمام

ہائے اُس بزم مین اک دور نہ مجھ تک آیا
کیا ترے دور مین ہین بہر عدو جام تمام

شہرۂ حسن تمھارا ہے جہان مین ہر سو
تمکو کیا کام کہ ہوتا ہے یہ گمنام تمام

آسمان اپنا ہے پھر غیر ہے بالکل اپنا
وہ بت اپنا ہو تو ہو جاینگے یہ رام تمام

خط لکھا ہے خط توام مین بامید وصال
آج **عاشق** نے یہ کی صنعت ایہام تمام

ردیف نون

میرے ہوش جتنے تھے آئے گئے ہین
وہ بہتان مجھپر لگائے گئے ہین

گذر اپنا ہوتا ہے کیونکر الٰہی
جب اُس بزم مین سب پرائے گئے ہین

کلیجا بھی دیکھا کہ دل کو جگر کو
ترے تیر سے ہم ہلائے گئے ہین

تری تیغ رستہ ہے ملکِ عدم کا
اسی راہ سے لوگ آئے گئے ہین

غمِ ہجر کیون کھائے جاتا ہے یا ربّ
ہزارون ہی غم یہان تو کھائے گئے ہین

عیادت کو آئے تو لائے عدو کو
یہ زخمون پہ مرہم لگائے گئے ہین

ڈراتا ہے کیون ہمکو محشر سے واعظ
بہت ایسے فقرے سُنائے گئے ہین

عدو جانبِ چرخ کیون دیکھتے ہین
کہین دن کو تارے دکھائے گئے ہین

اُٹھایا گیا آج ذلّت سے عاشق
عدو بزم مین بے بُلائے گئے ہین

زائد از طرح

رقیبون کے گھر وہ بلائے گئے ہین
قیامت کے جادو جگائے گئے ہین

گئے جو خفا ہو کے ملکِ عدم مین
کہین ایسے روٹھے منائے گئے ہین

عدو اور ہم شب کو محفل مین اُنکی
بٹھائے گئے ہین اُٹھائے گئے ہین

ذرا صبر کر دل غم و رنج و حرمان
کئی آج مہمان بلائے گئے ہین

مری خاک سے بھی یہ نفرت ہے اُنکو
کہ ہاتھون مین دامن اُٹھائے گئے ہین

مرے خواب مین حور آئی ہے کس شب
یہ بہتان ناحق اُٹھائے گئے ہین

بہے گا ہزارون کا پھر خونِ ناحق
وہ مقتل مین مہندی لگائے گئے ہین

عدو سے جو سرگوشیان ہو رہی ہین
تو پھر کس لیے ہم بُلائے گئے ہین

محبت مین اورونکو عبرت ہو عاشق
اسی واسطے ہم ستائے گئے ہین

ہمتو اللہ کے بندے ہین خدا کہتے ہین
بندۂ بُت ہین جو کیا جانے وہ کیا کہتے ہین

دیکھکر اُن کو چل پھر ذرا کہتے ہین
اے اجل اُنکی بھی سُن جا کہ وہ کیا کہتے ہین
دلِ حق بین کو مرے قبلہ نما کہتے ہین
بات اور ونکی ہے پر آپ اسے کیا کہتے ہین
وہ تڑپنے کو ہمارے جو ادا کہتے ہین
مر کے دیکھین گے کہ کیا سنتے ہین کیا کہتے ہین
جور کو ناز جفاؤن کو بھلا کہتے ہین
کیا ستم ہے وہ ہمین پھر بھی بُرا کہتے ہین
غیر نے دی ہے یہ تعلیم زبان کو رو کو
آپ کیا جانتے ہین کس کو مزا کہتے ہین
ناتوانی کا بُرا ہو نہین مرنے دیتی
ڈھونڈتی پھرتی ہے عاشق کو قضا کہتے ہین
مجھسے کہتے ہین بتاؤ تو ہمین اہل جہان
حور کہتے ہین پری کہتے ہین کیا کہتے ہین
معتقد ہین جو ترے کعبۂ رُخ کے اے بُت
خمِ ابرو کو وہ محراب دعا کہتے ہین
خوامین پھول کے بو سونگھا نہین ہے کچھ جرم
سہو کہتے ہین اسے اسکو خطا کہتے ہین
رشک اسیر ہے کہ گلشن مین صبا کے جھونکے
کان مین گُل کے عنادل کا کہا کہتے ہین
وہ یہ کہتے ہین کہ مر جاؤ تو جھگڑا جائے
اونکا کہنا کرو عاشق وہ بجا کہتے ہین
گُدگُدی پہلو مین ہونے لگی چُپکے چُپکے
لبِ خاموش مرے دلکا کہا کہتے ہین
ہم ستم کو بھی ستم ہے کہ کرم جانتے ہین
وہ جفا کو بھی غضب ہے کہ وفا کہتے ہین
ہمکو تقلید سخن چاہیے پچھلون کی ضرور
وہ بُرا کہتے ہین جو سب سے جدا کہتے ہین
عقل چکر مین ہے گردون کی شبِ ہجر انہین
میرے نالون کو عدو ہوش ربا کہتے ہین
دل مرا آپکے پیکان سے الگ ہو کیونکر
گوشت کو بھی کبھی ناخن سے جدا کہتے ہین

ہین جو اچھے اُنھین اچھا ہی کہو اے عاشق
وہ بُرے ہین جو حسینون کو بُرا کہتے ہین

زاید از طرح

مُرسلِ پاک کو محبوبِ خدا کہتے ہین
وِرد اپنا ہے یہی صلِّ علیٰ کہتے ہین
طرز کشتن کے مین قربان ہون کہ وہ مقتل مین
سر جھکا کر مرے قدمون پہ فدا کہتے ہین

تیری یکتائی کی قائل ہے ہر اک شئے یارب
ہم جو کہتے ہین وہ سب ارض وسما کہتے ہین
آستان کی ترے جاروب کشی جسکو ملی
اہل عالم اُسے قسمت کا رسا کہتے ہین
آئین جب چاہین نکیرین کرین ہمسے سوال
ہم خدا کہتے ہین اور صل علی کہتے ہین
چاہنے والون کی ہوتی ہین مرادین حاصل
کوچۂ یار کو سب قبلہ نما کہتے ہین
باندھکر زلف مین دل کو وہ یہ فرماتے ہین
کہ اسے جرم مُحبّت کی سزا کہتے ہین
جو کہ مرجائے اجل سے اُسے مرنا کہیئے
جو مرے آپ پہ کہئے اُسے کیا کہتے ہین
تشنہ کامان مُحبّت کو نہوگی سیری
آب خنجر کو ترے آب بقا کہتے ہین
سُن کے آواز مرے نالون کی پوچھے جو کوئی
تو وہ کہتے ہین کہ درویش صدا کہتے ہین
خنجر عشق سے زخمی جو ہوئے ہین بسمل
تیری خاک درِ دولت کو دوا کہتے ہین
کاسۂ سر جو لئے پھرتے ہین ہم بہر سوال
رہنے والے ترے کوچہ کے گدا کہتے ہین
نامہ بر سے بھی ہے یہ رشک کہ ہم اُس گل کا
نہ نشان دیتے ہین کوئی نہ پتا کہتے ہین
کیون برا مانون کہے مجکو بُرا گر کوئی
میرے اعمال ہی خود مجکو بُرا کہتے ہین

ہمتو ہین عاشق حسنِ رُخ جانان عاشق
حورِ فردوس بھی آئے تو بلا کہتے ہین

گر قدِّ یار شکل قیامت سے کم نہیین
رفتار حشر سے کسی صورت سے کم نہین
دو گالیان بلا سے مگر بات تو کرو
یہ بھی تمھاری عالی عنایت سے کم نہین
لاکھون حسین صورت غلمان ہین جابجا
کوچہ تمہارا گلشن جنت سے کم نہین
تھا ناز عقل پر تیری آنکھون پہ مرگیا
لو میری ہوشیاری بھی وحشت سے کم نہین
میٹھی چھری سے کم نہین ہر بات یار کی
ہمپر جو لطف ہے وہ عداوت سے کم نہین
آرام عشق مین ہو تو تکلیف ہے مجھے
راحت ہو ہجر مین تو مصیبت سے کم نہین
مین ہوگیا تمام مگر یہ ہے نا تمام
روز فراق اپنا قیامت سے کم نہین

ہو حق جو شیخ جی نے اظہار کیا تو کیا
زاری ہماری اُنکی عبادت سے کم نہین

چھلُّون کے گل یہ کھائے ہین فرقت مین یار کے
یعنی شمارِ داغ بھی حسرت سے کم نہین

اُنکا دہن ہے غنچۂ سربستہ سے سوا
اُنکا لبِ خموش شکایت سے کم نہین

رنج و ملال سے ہے مرا گھر بھرا ہوا
دیکھا تو کوئی شئے مری قسمت سے کم نہین

عاشق کے راز سے ہین فرشتے بھی بیخبر
جو رمز ہے وہ طرزِ حقیقت سے کم نہین

زاید از طرح

فرقت مین وہ مزا ہے جو وصلت سے کم نہین
آزارِ ہجر بھی مجھے لذت سے کم نہین

شامِ فراق ساتھ ہے مرنیکے بعد بھی
تاریکی گور کی شبِ فرقت سے کم نہین

ہے تجھمین شانِ حُسن تو مجھ مین ہے شانِ عشق
میری بھی شکل کچھ تری صورت سے کم نہین

احباب رو رہے ہین مری خوابگاہ مین
میری جگہ بھی کچھ مری تُربت سے کم نہین

اے تیغِ یار بس کہ مرا پیٹ بھر گیا
تھوڑے بھی زخمِ دل مجھے نعمت سے کم نہین

اندیشۂ فراق کا مارا ہوا ہون مین
وصلت کی رات بھی شبِ فرقت سے کم نہین

یہ نوک جھونک ورکی آفت مچائے گی
یہ چھیڑ چھاڑ آپکی عادت سے کم نہین

عاشق ہے نام اہلِ جہان جانتے ہین سب
گُمنامیان مری تری شہرت سے کم نہین

تمھین ہے مجھپر بھی رحم لازم کہ آکے کرجاؤ چار باتین
بڑا ستم ہے بڑا غضب ہے عدو کی سُن سُن ہزار باتین

عدو سے سرگوشیان ہین پیہم یہان ترستے ہین بات کو ہم
تمھین بتاؤ یہ کڑوی کڑوی ہم کیونکہ ہون ناگوار باتین

وہ باتون باتون مین پیار کرنا وہ بوسہ دینا زبان ملانا
خدا دکھائے کہ ہمسے پھر ہون وہ بھولی بھالی سی پیار باتین

گلی مین جانا صدا لگانا بشکلِ سائل گدا کی صورت
ہمارے کہنے مین جب نہین ہے تو دل کو کرتی ہین خوار باتین

بھلا کے اسکو مرے برابر ذلیل تمنے کیا ہے دیکھو
رہینگی تا عمر مُدّعی کو تمھاری یہ یادگار باتین

تجھے بلاؤن گلے لگاؤن عدو کو کیا کیا نہ مین جلاؤن
خیال دلمین بکار رہا ہون یہ سب ہین بے اختیار باتین
ہزار مین سے اک ادا ہو جو وعدہ تمنے کبھی کیا ہو
یہ جھوٹی جھوٹی کرین گی تمکو سبھون مین بے اعتبار باتین
وہ میرا افسانہ سنکے بولے نہین ہے سننے کی تاب ہمکو
خدا نہ دشمن کو بھی سنائے یہ جیسی ہین سوگوار باتین
اسیمین ہے شان کبریائی کسیکو زیبا نہین خدائی
خدا سے ڈر اے بت پریوش نہ ایسی بڑھکر بگھار باتین
یہان تو باتین بگھارتے ہو بگاڑتے ہو سنوارتے ہو
یہ دیکھنا ہے کہ سطرح کی کروگے روز شمار باتین
وہ دلربا ہین تری ادائین جو یاد آئین تو جی سے جائین
وہی تو عاشق کو کر رہی ہین صنم تری بیقرار باتین
سمجھ مین آئین گی غیر کے کب کہان سے لائیگا وہ طبیعت
سمجھ مین میری ہی جب نہ آئین تمھاری یہ پیچدار باتین

نہ ربط دشمن نہ کج ادائی نہ قتل عاشق نہ بیوفائی
جہان مین پاؤ گے پھر نہ خود سا جو مان لوگے یہ چار باتین

زاید از طرح

وہ پیاری پیاری جو کی تھین تمنے بوقت بوس و کنار باتین
وہ بیٹھی بیٹھی دکھا رہی ہین کسیکو اب انتظار باتین
تمھین کو ہر دم پکارتا ہون شب جدائی گذارتا ہون
تڑپ رہا ہون بلک رہا ہون تم آکے کر جاؤ چار باتین
وہ چپ ہوئی ایک بات کہکر جو پوچھا کہتے ہین گفتنی ہے
کہانی کی ہمکو اس سے لگائی ہزار راتین ہزار باتین

دیگر

مسافر لوٹنے والے اسی منزل مین رہتے ہین
نہ آؤ ننگے پا تو خار حسرت دل مین رہتے ہین
مزے اللہ اکبر کیا خلش کے دل مین رہتے ہین
یہ خار عشق دل کیا بلکہ آب و گل مین رہتے ہین
بسر کرتے ہین مشکل سے رقیب آپ اسیمین ہین جو تو
جگر اور دل ہمارے ایک ہی منزل مین رہتے ہین
اگر چاہین تو ہم جھوٹا بنا کر چھوڑ دین تمکو
بہت پہلو تمھارے شکوۂ باطل مین رہتے ہین
کوئی گھائل سسکتا ہے کوئی بسمل تڑپتا ہے
تماشے روز ایسے کوچۂ قاتل مین رہتے ہین
تمناؤن کی رخصت ہے تو ارمانون کی آمد ہے
مسافر سیکڑون مہمان سرائے دل مین رہتے ہین
نزاکت انکو پورا ادا کرنے ہی نہین دیتی
کہ بسمل ہونے پر بھی کچھ تو دم بسمل مین رہتے ہین

ملی ہے خاکسارون نے بدن پر گرد یا اُنکی
بہارین لوٹتے ہین مست ہین خوش گل مین رہتے ہین

ہم اے عاشق حبابون سے فنا کے ڈھنگ سیکھے ہین
بدل کر موج کا بانا لب ساحل مین رہتے ہین

خدا کے واسطے اُنکو نکر پامال ناکامی
یہ وہ ارمان ہین جو مدتون سے دلمین رہتے ہین

بھلا تابِ تجلی کون لاتا اونکے جلوے کی
بہت اچھا ہوا وہ پردۂ محمل مین رہتے ہین

جلا کرتے ہین شمعِ رُخ کی لو مین دور سے بیٹھے
پتنگے کی طرح ہم یار کی محفل مین رہتے ہین

نہ چھوٹے گی کبھی یہ دخترِ رز مُنہ لگی جس کے
جناب محتسب کیون سعی بے حاصل مین رہتے ہین

مکان یار کا مجھسے پتہ پوچھو تو بتلا دون
مری آنکھون مین رہتے ہین وہ میرے دلمین رہتے ہین

الٰہی کیسی مشکل ہے عدم کی راہ آسان کر
کہ اکثر راہرو تھک تھک کے اس منزل مین رہتے ہین

جو دشواری کو آسان جانکر جھیلین وہ ہین اچھے
جو آسانی کے طالب ہین وہی مشکل مین رہتے ہین

جو قابل ہین کبھی وہ خوردہ بینی پر نہین مائل
وساوس ایسے ویسے کب دلِ کامل مین رہتے ہین

اگر تیھر یہ بارِ عشق پڑ جائے تو پا نی ہو
ہمارا ہی کلیجا ہے کہ اس مشکل مین رہتے ہین

رقیبون کی طرح ہم پیٹ کے ہلکے نہین **عاشق**
حقیقت کے ہین جتنے رازِ پنہان دلمین رہتے ہین

ہر روز دیکھنے پہ بھی پہچانتے نہین
انجان ایسے ہین کہ ہمین جانتے نہین

میرے عدو کو اپنا عدو جانتے نہین
پچتائین گے ابھی تو کہا مانتے نہین

دیکھا جو ہمکو داورِ محشر کے سامنے
ہنسکر کہا کہ ہم اسے پہچانتے نہین

یہ بھی مقام شکر ہے ذکر وفا پہ وہ
غیرون کے ساتھ ساتھ مجھے سانتے نہین

اول تو زخم دل پہ چھڑکتے ہین وہ نمک
اور اُسپہ یہ ستم ہے کبھی چھانتے ہین

کیونکر کیسکے مصحفِ رُخ پر نثار ہون
قرآن کی طرح وہ مجھے گردانتے نہین

دشمن کو چھوڑتے ہین نہ کرتے ہین مجھکو قتل
کوئی سے بات بھی وہ میری مانتے نہین
میری بھلی سُنین تو کہین وہ بھلا بھلا
اور غیر کی بدی پہ بُرا مانتے نہین
یہان تک برہنہ پائی کا ہے خوف ہمنشین
ہم پانو بھی کفن مین کبھی تانتے نہین
اے مرگِ ہجر دیکھ تن آسان نہین ہین ہم
یہان ایسی ویسی بات کبھی ٹھانتے نہین
ہین کیا کہ دشمنون سے بھی کہتے ہین نوک جھونک
گردانون کو بھی اپنے وہ گردانتے نہین

عاشق اسی لئے ہے کہ گل کھائے آپکے
تم داغ دو ہم اسکا بُرا مانتے نہین

وصل کی شب مین عتاب اچھے نہین
ساری باتون مین حجاب اچھے نہین
چشمِ مخمورِ صنم کے سامنے
ساقیا جامِ شراب اچھے نہین
کہہ نہ بیٹھین کچھ زبانِ تیغ سے
خوبرویون سے جواب اچھے نہین
عاشق و دیوانہ کہکر مجھ سے وہ
پوچھتے ہین کیون خطاب اچھے نہین
دم مین آنکھین پھیر لیتا ہے وہ بُت
ہائے ایسے انقلاب اچھے نہین
وصل مین دشمن کو مقتل مین مجھے
قاتل ایسے انتخاب اچھے نہین
میری آہون سے یہ کہتا ہے فلک
دیکھ ایسے پیچ و تاب اچھے نہین
لے چلا پھر بزمِ جانا مین ۔ یہ ڈھنگ
اے دلِ خانہ خراب اچھے نہین
کرکے خالی خم کے خم کہتا ہے شیخ
یہ جو پیتے ہین شراب اچھے نہین
عاشق اب توبہ کرو وہ دن گئے
دیکھو کارِ ناصواب اچھے نہین

اپنے عاشق کی بھی اک دن مان لو
روز کے جھگڑے جناب اچھے نہین

زاید از طرح

طعنہ ہائے بے حساب اچھے نہین
ہان نہین اچھے جناب اچھے نہین

عشقِ زلف و رخ ہو جنکی صبح و شام
ایسے اَیّامِ شباب اچھے نہین

حور و غلمان ان بتون کے سامنے
مُجھ سے گر پوچھو جناب اچھے نہین

کیون بگڑتے ہو گناہِ عشق پر
بے خطاؤن پر عتاب اچھے نہین

مجھکو اسپر بھی بہت کچھ رشک ہے
غیر پر اُنکے عتاب اچھے نہین

رشک آیا اُسکا جلوہ دیکھکر
تیرے تیور آفتاب اچھے نہین

ہان صدائے دردِ دل ہے دردناک
تیرے نالے اے رباب اچھے نہین

جلکے ساحل تک چلی آتی ہے پھر
یہ چلن اے موجِ آب اچھے نہین

کہتے ہین لختِ دل بریان کو وہ
بے نمک کے ہین کباب اچھے نہین

چشم کی گردش سے چکراتے ہو کیون
تم ہو **عاشق** پیچ و تاب اچھے نہین

چشمِ فتان کو تری کیونکہ فسونگر نکہون
طرفۃ العین مین جی جاؤن تو کیونکر نکہون

بُت یہی بت ہین کہ یون بیٹھے ہین گم صم تو بتو
کیا بجھ پر مری پتھر پڑے پتھر نکہون

ہے مرے بخت کی تحریر محبت نامہ
خطِ پیشانی کو کیون عشق کا دفتر نکہون

چین اکدم نہ تو خود لے نہ مجھے لینے دے
دلِ بے چین مین کیونکر تجھے مضطر نکہون

جبتلک ضد نکرون کام نکلتا ہی نہین
مانتے ہی نہین جو بات مکرر نہ کہون

شوق بے چینی و بیتابی کا مجموعہ ہے
سچ کہو گر تمہین آتا نہین باور نکہون

جو مٹائے سے مٹے وہ نہین لکھا میرا
کیون مشیت کہون تحریرِ مقدر نکہون

میرے کچھ کہنے سے کاہیکو خفا ہوتے ہو
تم جفا چھوڑ دو مین تمکو ستمگر نکہون

کیون ڈرو وصل کی باتین کوئی پوچھے تو سہی
قتل ہو جاؤن ولیکن نکہون پر نہ کہون

راز الفت کو قیامت مین بھی ظاہر نکرون
حال پوچھے جو ترا داورِ محشر نہ کہون

بیقراری ہے ہمارے لئے ہر دم عاشق
برق کو مین تپشِ دل کے برابر نکہون

زایداز طرح

رشکِ سیماب تجھے کیون دلِ مضطر نکہون
چین لینے نہ دے تو برق سے بڑھکر نکہون

چشمِ جادو کو ترے کیونکہ فسونگر نکہون
دل ہی شے چھین لے پھر کچھ بھی مین کیونکر نکہون

نام جس نامہ مین لکھے وہ صنم غیرون کا
کیون سیہ بختی کا اپنے اُسے دفتر نہ کہون

ہون وہ قطرہ کہ سمندر کو بھی قطرہ جانون
ہون وہ دریا کہ سمندر کو سمندر نہ کہون

آپ ہون پاس تو صحرا کو بھی مین گھر سمجھون
آپ ہون دور تو پھر گھر کو بھی مین گھر نکہون

دورِ دامن کو ترے چرخ سے کیون دون نسبت
اپنی ہی گردشِ تقدیر کا چکر نکہون

خود یہ حیران ہے جو دیکھیگا وہ حیران ہوگا
کیونکہ آئینہ رو آئینہ کو ششدر نکہون

زہر آمیز کہون عقرب و زنبور کا نیش
گر مژہ کو مین ترے خنجر و نشتر نکہون

وعدہ کرتے ہین بدل جاتے ہین دم مین سو بار
پھر اُنھین جھوٹون کا فرمائیے افسر نکہون

چشمِ خونبار سے نامہ جو ہوا ہے افشان
نامہ بر کہتا ہے کیون خون کا محضر نکہون

ایسی دم دم مین پلٹتی ہین نگاہین تیری
گردشِ چرخ سے پھر کیون انھین بڑھکر نکہون

تیرتی رہتی ہے دریائے سرشکِ غم مین
مردمِ چشم کو کیون مردِ شناور نکہون

کان پر ہاتھ وہ دھر لیتے ہین کیا بات کرون
اسکے یہ معنی کہ خلوت سے مین باہر نکہون

لیکے بوسے لبِ شیرین کے مزے پائے ہین
تیرے ہونٹون کو مین کیون قند مکرر نکھون

کیا قیامت ہے کہ تم خون کرو عاشق کا
پھر جفاکار و دغاباز و ستمگر نہ کہون

پھنسے ہین دل تری الفت کے لاکھ پھندون مین
گھرے ہین زلف کے بالون قبا کے بندون مین
ہے عذر شب کو ہمین نیند سے نہین فرصت
بہانہ دن کو کہ رہتے ہین گھر کے دھندون مین
شبِ وصال بہت مختصر ہے جانے دو
کرو نہ ناز کی باتین نیاز مندون مین
کیا ہے قتل جو مجھکو تو ہے صلائے عام
نوید یار نے بھیجی ہے سب پرندون مین
تمھاری کاکل پیچان نے پیچ ڈالے ہین
غریب دل ہے گرفتار سو کمندون مین
خدا کی شان جنھین کل تلک پسند تھے ہم
وہ آج بیٹھے ہین بن ٹھن کے خود پسندون مین
شبِ فراق یہ کہتا ہے درد اٹھ اٹھکر
بتاؤ کون ہے جز میرے دردمندون مین
مرا غبار جو اونچا ہوا تو اسنے کہا
کہ آج آپ ہین یا مین ہون سربلندون مین

پہونچ ہی جاتے ہین بن ٹھن کے حضرتِ عاشق
جہان سنا کوئی شادی ہے بھائی بندون مین

زاید از طرح

شمار کل تو عدو کو کیا تھا گندون مین
بنائے بیٹھے ہین پر آج دردمندون مین
نکلکے آپکا جوبن پھنسا ہے پھندون مین
یہ کون قید ہے مجرم کے چاربندون مین
یہ دردِ عشق ہے وہ بد بلا خدا کی پناہ
اٹھا تھا پہلو سے بیٹھا ہے چاربندون مین

کہو تو شیخ جی عاشق کو راہ پر لائے
اثر نہ وعظ مین ہے آپکے نہ پندون مین

دم مین آؤن گا نہ ہرگز نہ کبھی باتون مین
ہے ضرر جان کا غیرون کی ملاقاتون مین

خوار ہو جاؤ گے غیرونکی ملاقاتون مین
پیچھے پچھتاؤ گے اب آئے تو ہو باتون مین

ہے دم نزع ذرا ہاتھ لگا دے تو جیے
تیرے بیمار کو بیٹھے ہین لئے ہاتھون مین

مین وہ ہون رند کہ دھوکے سے اگر آ نکلا
گاڑھی چھن جائے گی زاہد سے خراباتون مین

گھٹ کے مر جائین شب ہجر مین سارے عشاق
میری قسمت کی سیاہی جو بٹے راتون مین

کیا نزاکت ہے کہ بولا نہین جاتا ہرگز
وصل کی رات وہ تھک جاتے ہین دو باتون مین

دیکھکر مجکو رقیبون سے لطیفہ یہ کہا
خیر سے یہ بھی ہین اوستاد بُرے باتون مین

زخم دل آپکی فرقت مین لہو روتے ہین
چاندنی پھیلی نظر آتی ہے جن راتون مین

نہ حکایت نہ شکایت تری صلوات سے کام
یہ بھی ہے بات کوئی صاحب اِن باتون مین

تیرا انکار ہے اقرار اور اقرار انکار
اُلٹی ایک بات نکلتی ہے تری باتون مین

آپ جھولا کئے کھیلا کئے ہم عمرون سے
ہمکو باتون مین جھلایا کئے برساتون مین

پیار کرنے کو کہا اُنسے تو بولے ہے ہے
دور ہو رکھا ہے کیا ایسی بھلا باتون مین

درد و رنج و قلق و حسرت و فکر و غم و ہجر
مبتلا آپکے عشاق ہین اِن ساتون مین

ادب عشق بھی جاتا نہین دشنام کے ساتھ
کہ مرا نام وہ لیتے نہین صلواتون مین

جو کہا مین کرون تم اُسکو سنا بھی تو کرو
بال کی کھال نکالا نکرو باتون مین

نامہ لیکر مرا قاصد سے اونہون نے پھاڑا
بولے یہ بھی کوئی سوغات ہے سوغاتون مین

ہم عجب حال مین رہتے ہین عجب فکرون مین
وہ نئی چال مین رہتے ہین نئی گھاتون مین

کوئی رسوا ہے حسینون کی ملاقاتون سے
کوئی بدنام ہے غیرون کی مداراتون مین

صبح صد عید نثارِ شبِ وصلت عاشق

رات یہ باقی ہے مدت کی سنا جاتون مین

زائد از طرح

زہر کے گھونٹ پیئے ہمنے تری باتون مین
موت ہی آئی ہمین تیری ملاقاتون مین

اپنا صدقہ ہمین دیتے ہو تو دل صاف کرو
نیتِ نیک بھی مشروط ہے خیراتون مین

من چلے وہ ہین کہ دل مفت حسینون کو دیا
قرض اپنا کبھی لکھا نہ بہی کھاتون مین

غیر کو سر پہ چڑھاؤ گے تو احسان ہوگا
آپکے رشتون مین ہے آپکے ہی ناتون مین

دیگر

غضب ہے غیر سے ذکر وصال کرتے ہین
وہ تیغ رشک سے ہمکو حلال کرتے ہین

عدو کا دم بھی مرے ساتھ کیون نہین لیتے
تمھاری تیغ دودم سے سوال کرتے ہین

ترا ہی جلوہ ہے جس جا خیال دوڑایا
جدھر جہان مین ہم دیکھ بھال کرتے ہین

ہوئے تھے خاک اسی آرزو مین مدت سے
خوشا نصیب کہ وہ پائمال کرتے ہین

ترے شہید و نین افشانیون کا رنگ ہے وہ
تڑپ کے چرخ و زمین خون سے لال کرتے ہین

جگر کو تھام ہی لیتے ہین سننے والے سب
بیان جو ہم شبِ فرقت کا حال کرتے ہین

مجھے یقین ہے تعبیر وہ نہ دین گے کبھی
جو خواب کو بھی تو تم خیال کرتے ہین

قدم قدم پہ ہین فتنے تو گام گام پہ حشر
وہ چال چلتے ہین گویا کہ چال کرتے ہین

گرے تھے محفل جانا مین شب کو غش کھاکر
رقیب سمجھے کہ ہم انتقال کرتے ہین

خوشی مین سالگرہ کی وہ دیتے ہین صدقہ
مرے نصیب کہ مجکو حلال کرتے ہین

جواب دیتے ہین خنجر سے ہو کے چین بہ جبین
کبھی جو وصل کا اُنسے سوال کرتے ہین

فریفتہ بُت پر فن کو کر لیا دم مین

غضب ہے حضرتِ عاشق کمال کرتے ہین

زاید از طرح

وہ قتل کرنے مین بیشک کمال کرتے ہین
کہ قضیہ عمر کا سب انفصال کرتے ہین

تمھارے ناز کے توسن کی نعلبدی کو
گھٹا کے بدر کو شکلِ ہلال کرتے ہین

نہ لا سکین گے کبھی تاب نیم جلوہ کی
جنابِ شیخ عبث قیل و قال کرتے ہین

وہ پی کے ایک ہی چلو بس امتحان کرلین
جو ہمسے بحث حرام و حلال کرتے ہین

کسی کا کیا ہے اجارہ وہ اپنے عاشق کو
حلال کرتے ہین صاحب حلال کرتے ہین

بڑے مغرور ہین بگڑے ہوئے ہین تن کے بیٹھے ہین
ہماری جان لینے کو وہ کیا کچھ بن کے بیٹھے ہین

تری بزم مین بہت فتنے ترے جوبن کے بیٹھے ہین
ترے در پر بہت بسمل تری چتون کے بیٹھے ہین

اُنھین غصہ کہ میری بزم مین یہ کس لئے آیا
مجھے یہ غم کہ وہ پہلو مین کیون دشمن کے بیٹھے ہین

رقیبون سے صفائی ہوگئی اس غم مین مرتا ہون
یہان منکا ڈھلا جاتا ہے وہان وہ من کے بیٹھے ہین

مقدر اپنا اپنا ہے کسی کا کیا اجارہ ہے
عدو سے منکے بیٹھے ہین وہ مجھ سی تن کے بیٹھے ہین

عجب عُشاق کی نظرون نے انکو کردیا بھاری
دبے ہین ناز مین اور پھر بنے سو من کے بیٹھے ہین

ذرا سی پڑ گئی تھی خاک تربت اُنکے دامن پر
تماشا ہے مٹانے کو مرے مدفن کے بیٹھے ہین

مبارکباد لے جان سے گئے سارے خلش تیرے
نوید اے دل کہ اب وہ سوگ مین دشمن کے بیٹھے ہین

بھلا جوشِ جنون کسطرح اب دعوت کرین تیری
کئے ہم ٹکڑے ٹکڑے پہلے ہی دامن کے بیٹھے ہین

نگاہِ ناز نے لوٹا ہے سارا قافلہ دل کا
کلیجے پر ہزارون تیر اس رہزن کے بیٹھے ہین

قیامت اُٹھ رہی ہے خود در و دیوار سے ہمدم
یہ فتنے ڈھلنے کو پھر کیون مرے مسکن کے بیٹھے ہین

حیا کا پردہ ہے اور آڑ مین چتون کی ہین بیٹھے
غلط ہے یہ کہ کھُل کھیلے ہین بے چلمن کے بیٹھے ہین

بتون کا بیٹھنا پہلو سے اُٹھنا دونو آفت ہین
قیامت ہو گئے اُٹھتے ہین یہ فتنہ بن گئے بیٹھے ہین

نہ خوش ہو دل کہ کچھ تیرے لیئے جوبن نہین نکھرا
عدو کی آمد آمد ہے وہ یون بن ٹھن کے بیٹھے ہین

جبین پر ہین شکن بیڈھب غضب بدلے ہین کچھ تیور
بھرے غصّہ مین بہکائے ہوئے دشمن کے بیٹھے ہین

لگائین ہم چھری بارہ دری مین باغ کی عاشق
حسینان جہان سب شوق مین ساون کے بیٹھے ہین

زائد از طرح

قیامت ہے وہ گریان سوگ مین دشمن کے بیٹھے ہین
پھر اُسکی نعش کو ڈھانکے تلے دامن کے بیٹھے ہین

جفا و جور و بیداد و ستم کے تم ہی خوگر ہو
تمہارے اور بھی ہمجولی یون بن سج کے بیٹھے ہین

کیا رسوا ہمین سب مین جفا جو ہمکو کہتے ہو
اسی برتہ پہ صاحب آپ عاشق بنکے بیٹھے ہین

لگاوٹ ہو تم مین تو سب چاہتے ہین
جو تم نہ چاہو تو کب چاہتے ہین

نہین بے سبب کوئی ہوتا کسی کا
ہمین چاہتا ہے وہ جب چاہتے ہین

بغیر اُنکے مانگے دیا جسطرح دل
وہ دین بوسہ بھی بے طلب چاہتی ہین

دل و دین و ایمان تک دے چکے ہم
وہ دشمن کو پھر یا عجب چاہتے ہین

مسرت کے طالب نہ راحت کے خواہان
کہ عاشق سراسر تعب چاہتے ہین

تمہین چاہین گے غیر بیشک یہ سچ ہے
جو سامان عیش و طرب چاہتے ہین

دل و جان و ایمان سبھی کچھ ہے حاضر
مگر وصل کی ایک شب چاہتے ہین

ابھی پیش کرتے ہین عقد ثریا
جو وہ خوشہ ہائے عنب چاہتی ہین

تلافی ہو جب اُس سے نفرت کرو تم
عدو کو تمہارے سبب چاہتی ہین

نہ بجلی گری دشمنون پر نہ گردون
تمہارا ہی ٹوٹے غضب چاہتی ہین

کبھی چاشنی گیر تھے تیرے لب کے
وہی چاٹ اب میرے لب چاہتے ہین
نظر بھی ملی منتخب یا الٰہی
کہ معشوق ہم منتخب چاہتے ہین

اُنھین ہمسے الفت تھی کس روز عاشق
نہ جب چاہتے تھے نہ اب چاہتے ہین

زائداز طرح

ہمین دشمنی ہوگی سارے جہان سے
نہ کہنا کہ اُس بُت کو سب چاہتے ہین
دم ذبح وہ کہتے ہین خون نہ اُچھلے
تو کیا عشق مین بھی ادب چاہتے ہین
نہایت جو چاہت کی عاشق سے پوچھی
تو بولے اُسے ہم غضب چاہتے ہین

دیگر

تڑپتے لوٹتے کٹتے ہین سارے سارے دن
نہ پوچھو کیسے گذرتے ہین اب ہمارے دن
جو دیکھ لین مری راتین کبھی تمھارے دن
وہ تیرہ ہون کہ نہ پہچانے جائین پیارے دن
گذرتی ہے شب وصلت رقیب کے گھر مین
تری بلا سے کوئی کس طرح گذارے دن
حنا ملی ترے ہاتھون مین شب جو دشمن نے
تو ہمنے خون کے دریا بہائے سارے دن
کہان ہے شام شب وصل تو بتا تو سہی
یہ چیخ چیخ کے کب تک تجھے پکارے دن
بگڑ گئے تھے پر اللہ نے سنوار دیئے
منے وہ روٹھ کے اکڑ رہے وہ سارے دن
شرر یہ جگی ہین روز سیہ مین آہون کے
دکھاتا ورنہ کہان سے بھلا ستارے دن
تم آئے راتون کو تو دن بھی عیش سے گذرے
تمھاری راتون نے پیارے میر سنوارے دن
جو مر گئے تو شب ہجر اُن سے جیت گئے
رہے جو ہجر مین جیتے اُنھین سے ہارے دن
بھروگے غیر سے جب تم پھرینگے دن میرے
ابھی تلک تو بُرے حال سے گذارے دن

وہ یاد آکے ستائین نہ کیونکہ عاشق کو
تمھاری وصل کی راتین وہ خوش تمھارے دن

زائد از طرح

وہ آسرے کی شبین آپ ہی کے دم تک تھین
فراق جب سے ہے کٹتے ہین بے سہارے دن

یہ روز ہجر ہے تیرہ کہ ہمنشین گویا
کسیکی زلف سیہ پر فلک نے وارے دن

یہ اُنکے وعدۂ فردا کا انتظار رہا
قیامت آئی نہ پورے ہوئے ہمارے دن

کبھی مرے شب یلدا کے ہاتھ سے نہ چھٹے
مچلکے لاکھ اگر ہاتھ پانو مارے دن

قیامت آئے نہ آئے مگر یہ شامِ فراق
سحر سے چلتے ہی چلتے تھکے ہمارے دن

تمھارے عارضِ روشن پہ ہوگیا عاشق
وصال کے لئے کرتا ہے استخارے دن

کبھی وہ صید کو آئین تو دیکھ لین آنکھین
گذارتے ہین پڑے دشت مین چکارے دن

فراق مین نہین لگتی جو آنکھ ساری رات
الٰہی ہے شب دیجور یا ہمارے دن

کسیکی زلف پہ قربان کین ہین سو راتین
کسیکے رُخ پہ ہزارون ہی ہمنے وارے دن

جو روز وصل مرے گھر مین میہمان ہوا
تو وہ بگڑ کے یہ بولے اِدھر تو آرے دن

کسی کی چال ہے چکّر نصیبِ عاشق کا
وہ آئین جائین تو پھرتے رہین ہمارے دن

دل کی خواہش ہو مین دل کو نکالون تو کہون
مدعا خاص ہے مین تمکو منالون تو کہون

میری تقدیر ہے اچھی مری تدبیر اچھی
یاس کی شکل جبین پر جو بنالون تو کہون

وصل کی بات جہان سر ہو اشارے پہ قلم
ہاتھ جینے سے اگر اپنے اُٹھالون تو کہون

پوچھتے ہو جو مرا حال تو رو کر پہلے
آگ بھڑکی ہوئی سینے کی دبالون تو کہون

کوئی آئے جو عیادت کو تو دون اُسکو جواب
دردِ دل کو کسی کروٹ مین بٹھالون تو کہون

بات کہکر اُنھین کیون بات بھی کھوؤن اپنی
پہلے مین سرمۂ تسخیر لگالون تو کہون

کیا ہوا شیخ کو ہر بات یہ کہتے ہین یہی
دخترِ رز کو ذرا مُنہ سے لگالون تو کہون

وصل کی بات خطرناک بھی ہے نازک بھی
آپکی بگڑی طبیعت کو سنبھالون تو کہون

پوچھتا کیا ہے فلک مجھسے جراحت کے مزے
زخم پر مرہمِ زنگار لگالون تو کہون

کیون گئے چھوڑ کے کچھ اور رفاقت کرتے
عمرِ رفتہ کو کسی طرح بُلالون تو کہون

کام کی چیز ہے سیدھا سا مسلمان ہونا
کلمہ اُس بتِ کافر کو پڑھالون تو کہون

رحم آئیگا اُنھین ترکِ جفا کا پیغام
دردآمیز کوئی بات سُنالون تو کہون

حالِ خود رفتگیِ عاشقِ بیکس ہمدم
ٹھہرو ٹھہرو مین ذرا آپ سے جالون تو کہون

زاید از طرح

حالِ دل پوچھتے ہو ہوش مین آلون تو کہون
بختِ خفتہ کو ابھی اپنے جگالون تو کہون

سادگی دیکھیئے کہتے ہین شبِ وصل ہے کیا
عرض کی ٹھہریئے ارمان نکالون تو کہون

ہمنشین پوچھتے ہین وصل کی مجھسے باتین
عرقِ شرم سے مین پہلے نہالون تو کہون

پوچھتے کیا ہو گذرتی ہے جو میرے دل پر
پہلے مین اپنے درانداز کو ٹالون تو کہون

لذتِ وصل بُری چیز ہوا کرتی ہے
پیار کر لون تمھین پہلو مین بٹھالون تو کہون

الفتِ غیر کی لیتے ہو گواہی مُجھ سے
لاؤ مین مصحفِ رُخسار اُٹھالون تو کہون

ساکنانِ عدم آباد کی پرسش مجھسے
نقشِ ہستی کو مین گر اپنے مٹالون تو کہون

پہلے جلوہ تو دکھا دو جو سُنو حالتِ دل
محوِ دیدار ہون مین آپ مین آلون تو کہون

گردشِ چرخِ ستمگر سے ابھی کیا بولون
ہان مریجان تجھے ڈھونڈ کے پالون تو کہون

گردشِ چرخ سے کب تابِ سخن ہے عاشق

نفس چند بھی آرام مین پالون تو کہون

یہ خار رشک دشمن چبھنے ہوئے ہائی گلشن مین
کھٹکتے ہین مرے دلمین اُبھر آئے ہین دامن مین

کیا اسطرح اندھا پاسبان کو روز روشن مین
نظر کی تیلیان مینے لگا دین اُنکی چلمن مین

ہمارے داغ عصیان کا الٰہی باغ بنجائے
تماشا دیکھنے کو حور و غلمان آئین مدفن مین

نوید اے عاشقان اُس بت نے اُنکی خوب عزت کی
بجائے گل دلون کو بھر لیا ہے اپنے دامن مین

جلائے کیا جلیگی خود ہی برق مضطرب اُس سے
بجائے دانہ رکھتے ہین شرر ہم اپنی خرمن مین

ہوئے نام خدا ابتو جوان کہنا ہے کیا اب کا
کئے تھے سیکڑون دل آپنے غارت لڑکپن مین

ہمین یہ سخت جانی باز رکھتی ہے شہادت سے
کئی خنجر کرے تب خط پڑا تھوڑا سا گردن مین

دوئی کھوتی ہے یکرنگی بنے وہ عالم دکھایا ہے
نہ وہ عالم ہے عالم مین نہ وہ مسکن ہے مسکن مین

خدایا ایکدن تو دید کے چکھے مزے وہ بھی
مرے دل کی طرح سو آبلے ہون چشم دشمن مین

تن بلبل مین جان آئی تمہارے غنچۂ لب سے
تمہاری تابش رخ نے لگا دی آگ گلشن مین

دھوان آہون کا اُٹھتا ہے فراق یار مین عاشق
غلط ہے یہ کہ بادل جھوم کر آتے ہین ساون مین

زاید از طرح

بگاڑا آپنے سب حسن اپنا عشق دشمن مین
نہ وہ خوبی ہے خوبی مین نہ وہ جوبن ہے جوبن مین

جھڑی ایسی لگا دی چشم تر نے اب کے ساون مین
کہ سبزہ لہلہایا گل کھلے جنگل مین گلشن مین

مسرت ہے۔ نہین گر تار باقی جیب و دامن مین
بنی تار نظر ڈورہ رگ کی جا کر چشم روشن مین

گئے گور غریبان کی طرف برپا قیامت کی
صدائے پا سے اُنکے کشتے جی اُٹھے ہین مدفن مین

کرشمے عشق کے ہین یہ کیا عالم کو دیوانہ
مسیحا تم ہین جیتے وہ مزا پایا ہے مُردون مین

دعا تاثیر کو ہمراہ لیکر آئی ہے ورنہ
تفاوت ہی نہین ہوتا ہمارے دل کی دھڑکن مین

یہ اُسکو قبلہ کہتا ہے وہ بتخانہ بتاتا ہے
بہت مدت سے جھگڑا ہے یہی شیخ و برہمن مین

نکالے کب نکلتا ہے بنا ہے قیدی دائم
بہت بے ڈھب پھنسا ہے دل مرا کاکل کی الجھن مین

اُدھر **عاشق** فغان کرتا ہے اور اُس سمت ہے بلبل
خدا جانے کہ کیا آیا مزا دونون کو شیون مین

برعکس اثر ہونے لگا آہِ رسا مین
ہے ہے وہ بھرے اور بھی دشمن کی ہوا مین
بے شرمی کا پردہ بھی لگایا ہے حیا مین
کھل کھیلے وہ غیرون سے جو تھے ناز و ادا مین
جاتی ہوئی شرماتی ہے درگاہِ خدا مین
وصلِ بُتِ کافر کا جو پہلو ہے دعا مین
دریائے معاصی کی ہون ڈوبا ہوا تھا مین
ہاتھون مین مرے دم ہے نہ طاقت کفِ پا مین
یہان تلوہ کھجاتا ہے اُڑاتا ہے وہ وہان خاک
مدت سے عجب ربط ہے دشت وکفِ پا مین
وہ غیر کے پھندے مین ہے مین دام مین اُسکے
مین اور بلا مین ہون تو وہ اور بلا مین
جی جائین وہین مردۂ صد سالہ ہزارون
آجائے مسیحا وہ اگر بزم عزا مین
دیدار ہو محبوب کا یا جلوۂ باری
ہے آرزو تھوڑی سی یہ درگاہِ خدا مین
ہے ہی شبِ ہجران مین اجل ہے نہ وہ سنم ہے
تاثیرِ دعا مین ہے نہ ترکیب دوا مین
جھٹکے نہ وہ غصے مین نہ ہو جامے سے باہر
وابستہ ہین عُشاق کے دل بندِ قبا مین
خونِ عاشقِ جانباز کا کیون جوش مین ہے پھر
کیا اُسنے لگائی ہے حنا پھر کفِ پا مین
بیٹھے ہین شبِ وصل تو نچلے نہین رہتے
شوخی و شرارت کے بھی پر تو ہین حیا مین
اے غیر دکھا دون ابھی تو ہے نہ فلک ہے
کیا اتنی بھی تاثیر نہین میری دعا مین
آئی ہے چلی کوچۂ جانان سے مُقرر
آتی ہے جو عنبر کی مہک آج ہوا مین
جان کا ہیکو یون زلف کے جنجال مین پھنستی
کمبخت مرے دل نے پھنسایا ہے بلا مین
دل نکلے تو کیا نکلے کہ پھندے ہین ہزارون
ہین پیچ پہ سو پیچ پڑے زلفِ دوتا مین

اتنی تو ہو تاثیرِ دعا مین مری یا رب
پھنس جائے کہین میری طرح وہ بھی بلا مین
دشمن بھی دم سرد ہی بھرتا ہے ہمیشہ
گرتا ہے تو کیون طائرِ دل اُنکی ہوا مین
ہل چل سی پڑی بزمِ عدو مین تو وہ بولے
شامل کسی بیکس کی ہے فریاد دعا مین
بس جلنے دو کھُل جاؤ کرو پیار کی باتین
بے لطف گذارو نہ شبِ وصل حیا مین
یہ فرطِ مُحبّت ہے کہ یون شافعِ محشر
مصروف رہے اُمّتِ عاصی کی دعا مین
کچھ ہوتی چلی ہے نظرِ لطف صنم پھر
یارب نہ اثر دیجیو دشمن کی دعا مین

عاشق کی تمنّا کا وہ خون کرکے یہ بولے
یہ لال پری آئی ہے اندر کی سبھا مین

زانداز طرح

بل زلف مین ہے اور کبھی زلف بلا مین
کیا خوب پھنسے دونون ہین اک اک کی ادا مین
عارض ہین ستمگر ترے یا وصل کے دن ہین
زلفین ہین تری یا شبِ دیجور کی شامین
اس جور و ستم پر کوئی شاکی نہین ہوتا
انداز وفا کے ہین ستمگر کی جفا مین
ہم جانتے ہین دل کسی مشتاق کا ہوگا
کہتے ہین جو کانٹا کبھی کھٹکا کفِ پا مین
یہ خون بہائے کبھی وہ آگ لگائے
میرے جگر و دل بھی ہین اُستاد جفا مین
جس سمت کو تو ہے یہ اُسی سمت پھریگا
ہے یعنی مرے دل کا اثر قبلہ نما مین
چڑھ جائین مرے واؤ پہ گر حضرتِ ناصح
بس گھولدون مینائے مے ہوش رُبا مین
آسودگئی دل سے ہے آزاد منش خوش
ظاہر مین ہے گو فرق بڑا شاہ و گدا مین
اس بیکس و عاجز کی تو رکھیو خدا شرم
لرزان ہین معاصی کے سبب ہاتھ دعا مین

عارض ہین وہ دلبر کہ بنا لیتے ہین عاشق

زلفین ہین وہ کافر کہ پھنساتی ہین بلائین

غزلہائے غیر طرح دیوان ردیف نون

با وفاؤن کو بھی وہ رنج جفا دیتے ہین
واہ کیا خوب محبت کا صلا دیتے ہین
قتل کے بعد بھی آتے ہین شہادت کے مزے
دمبدم خنجر قاتل کو دعا دیتے ہین
بے وفاؤن سے نہ رکھیے کبھی اُمّید وفا
با وفا ہوتے ہین جو داد وفا دیتے ہین
کشمکش مین وہ دل و جان کو رکھتے ہین یون
اسکو آزار جُدا اُسکو جُدا دیتے ہین
کیسے کیسے مزے آتے ہین جراحت کے ہمین
جگر و دل مین ترے تیر کو جا دیتے ہین
ناز و انداز و کرشمہ و ادا برقع مین
پردے پردے مین یہ دو چار دغا دیتے ہین
بیکسی دیکھ کے پھر جاتی ہے جسوقت قضا
ہمکو اُسوقت وہ مرنے کی رضا دیتے ہین
جان کی خیر رہے حُسن ترقی پہ رہے
یہ صدائین ترے کوچہ کے گدا دیتے ہین
شرم کے نام سے کُھل کھیلتے ہین اور بھی وہ
محفل غیر مین یون داد حیا دیتے ہین
بوسہ اب دیتے ہین اب دیتے ہین کب دیتے ہین
مانگنے والے کو دم صبح و مسا دیتے ہین
بوسہ لیتا ہون تو وہ زہر پلاتے ہین مجھے
زلف چھوتا ہون تو پھانسی کی سزا دیتے ہین
شرم سے چشمۂ خورشید پہ پانی پھر جائے
ماہ کو وہ رُخ تابان سے ضیا دیتے ہین

ایسے اچھے نہین **عاشق** کہ کرین انکے گلے
ہمکو تعزیر وہ دیتے ہین بجا دیتے ہین

ایضاً دوم

لو تماشا طپش دل کا دکھا دیتے ہین
زلزلہ سے ابھی عالم کو ہلا دیتے ہین
پردۂ دل سے ترے کان لگا دیتے ہین
کام دل کا اسی پردے مین بنا دیتے ہین
بیٹھتے بیٹھتے فتنون کو بٹھا دیتے ہین
اُٹھتے اُٹھتے وہ قیامت کو اُٹھا دیتے ہین

داغ دل مژدۂ وصلت سے مٹا دیتے ہین
شاد ہم ہوتے ہین اور اُنکو دعا دیتے ہین

زخم پر مرہم زنگار لگا دیتے ہین
نمک افشانی کی لذت کو گھٹا دیتے ہین

دست وحشت کا ابھی زور دکھا دیتے ہین
دھجیان جیب و گریبان کی اُڑا دیتے ہین

ترچھی نظرون سے وہ جب تیر لگا دیتے ہین
ہم اُسے دل کی عوض پہلو مین جا دیتے ہین

دونو عالم کی ابھی سیر دکھا دیتے ہین
زاہدو آؤ کہ بادہ سے چھکا دیتے ہین

حضرتِ دل ہمین کاکل مین پھنسا دیتے ہین
جان پر بیٹھے بٹھائے یہ بنا دیتے ہین

مِلکی اغیار سے اُلٹی ہی دعا دیتے ہین
چارہ گر کچھ مرے پانی مین ملا دیتے ہین

دل کو مانگا تو کہا ٹھہر ذرا دیتے ہین
مانگنے کا بھی مزا تجکو چکھا دیتے ہین

تیز تیز آتے ہین کیون بادِ فنا کے جھونکے
کیا چراغ سحری ہون کہ بجھا دیتے ہین

غیر کو رکھتے ہین بے چین ہمارے نالے
شب کو زنجیر درِ یار ہلا دیتے ہین

آپ اُٹھتے ہین تو تنہا نہین رہتے مجکو
درد دل کو مرے پہلو مین بٹھا دیتے ہین

وار کرتا ہون عدو پر تو بچانے کے لئے
عشق کے سر کی قسم مجکو دلا دیتے ہین

بات کرتے ہی نہین کرتے ہین تو ذکر عدو
دیتے شربت ہین مگر زہر ملا دیتے ہین

ہدفِ تیر قضا ہائے بنا یا ہمکو
یعنی آزار جو دیتے ہین نیا دیتے ہین

تا کہ معلوم ہو مطلب ہی نہین کچھ ہمین
خط ہم اس واسطے قاصد کو کھلا دیتے ہین

ٹیڑھی ٹیڑھی نہ کرو زاہدُ باتین ہم سے
سیدھے سیدھے رہو ہم تمکو جتا دیتے ہین

کیا غضب کا ہے وہ قامت کہ دکھا کر جسکو
اک قیامت وہ قیامت پہ اٹھا دیتے ہین

چھو سکین کیونکہ بتاؤ تو ہم اُنکا دامن
جو ہوا کو بھی ہوا دم مین بتا دیتے ہین

مرض عشق کے بیمارون کو صحت کیا ہو
چارہ گر کو بھی وہ دیوانہ بنا دیتے ہین

مین اس امید پہ مرتا ہون کہ عادت ہے انھین
نعش عشاق کو بھی ہاتھ لگا دیتے ہین

سارے عشاق وہان پیٹتے روتے ہونگے
قبرِ عاشق کا پتا تمکو بتا دیتے ہین

غزل سوم ایضًا

آپ شمشیر کو جبدم وہ پلا دیتے ہین
تشنگی شوقِ شہادت کی بُجھا دیتے ہین

شعلہ ہائے تبِ غم آگ لگا دیتے ہین
دل تو کیا چیز ہے یہ جان جلا دیتے ہین

غمِ عاشق کی حکایت کو سنا دیتے ہین
قیس و فرہاد کا افسانہ مٹا دیتے ہین

ایک نظّارہ ہم اُس بت کا دکھا دیتے ہین
زاہدون کے بھی ابھی ہوش اُڑا دیتے ہین

خاک ہوتے ہین مگر خاک اُڑا دیتے ہین
یعنی ہم مٹکے بھی دشمن کو مٹا دیتے ہین

شیخ و زاہد کو رہِ راست بتا دیتے ہین
ایسے حیوان کو انسان بنا دیتے ہین

مُسکراتے ہوے وہ ہاتھ لگا دیتے ہین
گُدگُدا کر مرے زخمون کو ہنسا دیتے ہین

غیر کی دُھن مین مرا دھیان ملا دیتے ہین
یاد آتا ہون تو قصداً وہ بُھلا دیتے ہین

شمع سان ہم تنِ لاغر کو گُھلا دیتے ہین
چشم سے اشک کا دریا سا بہا دیتے ہین

زلف کو عارضِ روشن سے ہٹا دیتے ہین
رات کو نور کا تڑکا وہ بنا دیتے ہین

اُنکو بہکا کے مرے دل کو بٹھا دیتے ہین
وان لگاتے ہین یہان غیر بجھا دیتے ہین

حال ہم عاشقِ بیکس کا سُنا دیتے ہین
سنگ دل کوئی ہو پر موم بنا دیتے ہین

ہم اسیری کے مزے یاد دلا دیتے ہین
صید دل کو تری زلفون مین پھنسا دیتے ہین

محو کر دیتے ہین بیخود وہ بنا دیتے ہین
ہمکو پہلا ہی سبق ایسا پڑھا دیتے ہین

رشکِ اغیار کو وہ ساتھ سُلا دیتے ہین
ہمسے سُنکر نیند کے سوئے کو جگا دیتے ہین

شک اگر آپکو دعویٰ محبت مین ہے
چھیر کر پہلو ابھی دل کو دکھا دیتے ہین

غیر کو لذّتِ وصل اور ہمین درد فراق
اُسکو کیا دیتے ہین وہ اور ہمین کیا دیتے ہین

تاکہ گمراہ نہ ہو کوئی بھی بھولا بھٹکا
مشعلِ دل کو سرِ راہ جلا دیتے ہین

شست و شو کرتے ہین جب اشکِ ندامت اہل
داغِ عصیان مرے دامن سے چھڑا دیتے ہین

داد ملتی ہے شہادت کی ہمین عید کے دن
یعنی خنجر کے گلے سے وہ لگا دیتے ہین

رُخِ تابان کو وہ زلفون مین چھپا کر ہے ہے
روزِ روشن کو شبِ تار بنا دیتے ہین

ہائے لکھا مرا قسمت مری میرے خط سے
حرفِ مطلب کو مرے صاف مٹا دیتے ہین

اُنکی دیتا نہین کوئی بھی تسلّی ہمکو
نہ مرو تم ابھی ہم اُنکو بلا دیتے ہین

پائے نازک مین لگاتے ہین غضب کی مہندی
زیرِ پا اپنے شفق کو وہ دکھا دیتے ہین

خواب کو خواب بنا دیتے ہین بےچینی سے
گہہ اٹھا دیتے ہین وہ گاہ بٹھا دیتے ہین

ابھی بیمارِ محبت کو شفا ہوتی ہے
نقشِ پا کا ترے تعویذ پلا دیتے ہین

میری فریاد یہ دشمن کے مقابل مین سُنی
عوضِ خون بہا خون بہا دیتے ہین

اپنے ہمراہ لئے آتے ہین وہ رشکِ عدو
خواب مین آکے بھی **عاشق** کو ڈرا دیتی ہین

غزل چہارم

خاک مین خاک مری خوب ملا دیتے ہین
ہین وہ پارس مجھے اکسیر بنا دیتے ہین

دمِ رفتار قیامت وہ اُٹھا دیتے مین
چال بھونچال کی ہر گام سکھا دیتے ہین

سر کو جب ہم پئے تسلیم جھکا دیتے ہین
رحم دیکھو کہ وہ گردن سے اڑا دیتے ہین

دل دُکھاؤ نہین ہم تمکو جتا دیتے ہین
نالہ ہائے شبِ غم عرش ہلا دیتے ہین

داغ دل کا ابھی ہم اُنکو دکھا دیتے ہین
مہ و خورشید کی طلعت کو گھٹا دیتے ہین
نالہ ہاے شبِ غم کارِ صبا دیتے ہین
اُنسے غافل کو مرا حال سُنا دیتے ہین
جسکو وہ آبِ دمِ تیغ پلا دیتے ہین
سچ تو یہ ہے اُسے جینے کا مزا دیتے ہین
ہم صدا صور کے نالون سے ملا دیتے ہین
اک نیا شر سرِ حشر اُٹھا دیتے ہین
پوچھتا ہے جو کوئی حال تباہی میرا
وہ مری خاک کو چٹکی سے اُڑا دیتے ہین
کیا سمجھتے ہین کہین اشک غمِ مرگ عدو
ہائے نظرون سے جو یون مجکو گرا دیتے ہین
نامۂ شوق کا دیتے ہین غضب صاف جواب
سادہ کاغذ مرے قاصد کو اُٹھا دیتے ہین
ہے یہ مطلب کہ تمھارے بھی اُڑین گے ٹکڑے
پُرزے پُرزے وہ مرے خط کے اُڑا دیتے ہین
وعدۂ وصل کے بھیجے ہین تصور تیرے
سوتے سوتے یہ مجھے آکے جگا دیتے ہین
بہکے بہکے نہ پھرو زاہد و رندون سے ملو
کہ ابھی راہِ بقا تمکو بتا دیتے ہین
گر کبھی راہ پہ آتا ہے وہ بُت تو عاشق
چلمنین سامنے پلکون کے لگا دیتے ہین
آئینہ دیکھ کے وہ پوچھتے ہین اپنا جواب
اُنکی تصویر کو ہم دل مین دکھا دیتے ہین
ہمکو دیوانہ سمجھتے ہو تو ہُشیار رہو
بات جو کچھ ہے پتے کی وہ بتا دیتے ہین
دیکھے وہ باغ مین آنچل کی ہوائین ہر شام
ہوش گُل کے صفتِ رنگ اُڑا دیتے ہین

قطعہ

جانے والون کی خبر بھی نہین آنے باقی
کوسِ رحلت کو بہت جلد بجا دیتے ہین
نقش پا سے نظر آتے ہین جو تھوڑے تھوڑے
جانے والونکا یہ کچھ کچھ تو پتا دیتے ہین
بیکسی ساتھ فقط جاتی ہے وقتِ آخر
ورنہ اعضائے بدن ملکے دغا دیتے ہین
ہائے کیا چیز ہے یہ جان کہ جسکے جاتے
رفقا ہاتھون سے مٹی مین دبا دیتے ہین

کیون نہ توحید کے قائل ہون نکیرین ہم
ایک انگشت شہادت کو اُٹھا دیتے ہین

ہم تجھ ایسے فلکِ پیر ہزارون گردون
اپنی تقدیر کے سانچے مین بنا دیتے ہین

واعظون کی نہ کبھی راہ پہ چلنا عاشق
دامِ تزویر یہ رستہ مین بچھا دیتے ہین

ایضاً غیر طرح دیوان

آنکھ مین اُنکی مرُوّت ہی نہین
اس طرف دیکھین یہ رغبت ہی نہین

اُٹھ سکے جو غمِ فُرقت ہی نہین
جو تھمے اشک وہ رِقّت ہی نہین

ہجر مین جانے کو ہے جانِ حزین
اُنکو یان آنے کی فرصت ہی نہین

جس مین موجود ہو ذکرِ اغیار
پھر وہ ہرگز شبِ وصلت ہی نہین

آئینہ دیکھ کے حیران کیون ہو
اب تو وہ شکل وہ صورت ہی نہین

جان وان جانے کو طیّار ہے یان
نامہ بر تیری ضرورت ہی نہین

بدگمانی سے وہ سمجھین زندہ
پر مری نبض مین سُرعت ہی نہین

خونِ دل پی کے بجھائین گے پیاس
ہجر مین مے کی ضرورت ہی نہین

چال مین جس کی ہو شورِ محشر
ہے قیامت بھی وہ قامت ہی نہین

آپ سنکر جسے بے چین نہ ہون
شبِ غم کی وہ حکایت ہی نہین

تابِ جلوہ کی ہے چہرہ پہ نقاب
دیکھنے کی کوئی صورت ہی نہین

مین بھی کچھ قتل سے ہونگا مشہور
اسمین کچھ آپکی شہرت ہی نہین

قتل تم جنبشِ مژگان سے کرو
تیغ اُٹھانے کی ضرورت ہی نہین

بات وہ کیونکہ تمھاری مانے
غیر کو تمسے محبّت ہی نہین

روز اُٹھاتے ہین وہ نازِ اغیار
کچھ اُنھین پاسِ نزاکت ہی نہین

جو مقدر مین تھا لکھا وہ ہوا
آپ سے ہم کو شکایت ہی نہین

آپ آجائین تو جی جائے مریض
ورنہ بچنے کی تو صورت ہی نہین

رشکِ اغیار نے ایسا گھیرا
دل مین جائے غمِ فرقت ہی نہین

تابشِ مہر کے قابل ہو عبث
داغِ دل سے مرے نسبت ہی نہین

قتل وہ کرتے ہین یون عاشق کو
جیسے کچھ اسمین قباحت ہی نہین

کھو دیا عشق نے **عاشق** سب کچھ
اب وہ توقیر وہ عزت ہی نہین

ایضاً غیر طرح دیوان

خاطر سے تیرے غیر کو جب آشنا کہون
تو ہی بتا کہ پھر مین تجھے اپنا کیا کہون

عالم کو خاک کر کے فلک تک جلا دیا
پھر کیونکہ اپنی آہ کو مین نارسا کہون

سُنتا نہین نہ بات کا دیتا ہے کچھ جواب
اُس سنگ دل کو بُت نہ کہون مین تو کیا کہون

ناصح نصیحتین کرین اعدا بُرا کہین
کس کس کو مین بھلا کہون کسکو بُرا کہون

غمزہ غضب کرشمہ ستم چال ہے بلا
وہ کونسی ادا ہے کہ جسکو قضا کہون

یہ مشورہ تھا دل سے نہ نیند آئی رات بھر
قاصد جو آئے ان سے تو پھر اُس سے کیا کہون

ایسا ہو رقیب بنے نامہ بر مرا
ہے دل مین اپنا حال مین خود اُس سے جا کہون

گھٹ گھٹ کے خونِ دل کا کہانتک پیا کرون
کیا ضبطِ غم کا تجھسے اجل ماجرا کہون

عاشق نجات رشکِ عدو سے نہین ہے جب
اپنی قضا کو غیر کا مین مُدعا کہون

ایضاً غیر طرح دیوان

بسر کیونکر کرے گا ای دلِ دلگیر پہلو مین
ہزارون خارِ غم سینہ مین لاکھون تیر پہلو مین

ثبوت مہر و الفت کو شہادت اتنی کافی ہے
بجائے دل ہے رکھتا تیر کو نخچیر پہلو مین

برابر بیٹھتا ہے جو کوئی وہ مجھسے جلتا ہے
ہوئی ہے آتشِ ہجران سے یہ تاثیر پہلو مین

بلا کر بزم مین ہمکو یہ اچھی مہربانی کی
بٹھانے کی عوض تمنے بٹھایا تیر پہلو مین

خدا وہ دن دکھلائے ہاتھ باندھے غیر بیٹھا ہو
ہمارے پاس بیٹھا ہو بتِ بے پیر پہلو مین

کرین ہم ناز جتنا دل پہ اُتنا ہمکو زیبا ہے
عطا کی ہے ہمین یہ عشق نے جاگیر پہلو مین

ترے بسمل کو اے قاتل کسی کروٹ نہین راحت
اِدھر ہے تیر پہلو مین اُدھر ہے تیر پہلو مین

کبھی تو آپ ہی دلکو ہمارے وہ دُکھاتے ہین
کبھی خود بیٹھکر کرتے ہین کچھ تدبیر پہلو مین

زمانہ ہے تمھارا آج کل تم شاہِ خوبان ہو
جسے چاہو بٹھا کر دو اُسے توقیر پہلو مین

تڑپتا لوٹتا ہون خاک پر شبہائے ہجران مین
کہان سے آگئی ہے گردشِ تقدیر پہلو مین

ہمارے دردِ دل کی جب خبر کچھ غیر کو ہوتی
بجائے دل دیا ہوتا الٰہی تیر پہلو مین

جہانمین جتنے سیمین تن ہین میرے دل کے طالب ہین
الٰہی تونے کیا دی ہے مجھے اکسیر پہلو مین

ہوا تھا ایک دن پہلو بہ پہلو ان سے مین جب سے
ہوا کرتی ہے میری انکی ہر تقریر پہلو مین

ترے وحشی نے انکی فصلین یہ بیڑیان پہنین
اِدھر زنجیر پہلو مین اُدھر زنجیر پہلو مین

کسیکا بیٹھکر پہلو مین اُف اُف کرتے یہ کہنا
چھپا رکھی ہے تمنے آہِ آتشگیر پہلو مین

عجب انداز سے آتا ہے وہ سفاک اے **عاشق**
اِدھر ہے ہاتھ مین خنجر اُدھر شمشیر پہلو مین

ردیف واو طرح دیوان

سرگرمِ چارہ سازیٔ غم چارہ جو نہو
اُمید زیست ہی نہین حیران تو نہو
وہ دل ہے خاک جسمین تری آرزو نہو
وہ گل ہے خار جسمین محبت کی بو نہو
جاتی ہے ہمسے آگے تو کیون کوئی یار مین
اتنی بھی بیقرار بس اے آرزو نہو
کٹ جائے خود گلا جو شہادت کے شوق سے
خنجر کے آب و تاب کی یون آبرو نہو
اے غیر دو ہی بات پہ ہوتا ہے فیصلا
تو ہو تو مین نہ ہون جو یہان مین ہون تو نہو
بدلا ہوا ہے رنگ جو کچھ روئے یار کا
کرنے کو ترک رسم کی کچھ گفتگو نہو
میخانہ کے رئیس ہین نازک دماغ ہین
ساقی وہ مے پلا کہ ذرا جسمین بو نہو
یکرنگیون نے نام دوئی کا مٹا دیا
پھر کیونکہ دل ہمارا - ہمارا عدو نہو
رندون کو شیخ بیٹھ کے گھر مین برا نہ کہہ
غیبت وہ بات ہے جو کبھی روبرو نہو
وہ منہ سے کب لگائین کہ نازک مزاج ہین
جب تک حباب قطرۂ گل کا سبو نہو
گر سوزنِ مژہ نہ مددگار ہو تری
دامن کا چاک بخیہ گرون سی رفو نہو
ہے ہے وصال ہے کہ یہ دونا فراق ہے
کہتے ہین آئین گھر مین ترے جبکہ تو نہو
خلد و جنان سے ہوینگی تسکین دل کو کیا
جسکو بجز وصال کوئی آرزو نہو
زخم جگر سے کیون نہ رہون بیقرار مین
وہ زلف ناپسند ہے جو مشکبو نہو

عاشق وہ تشنہ کام شہادت ہی بدنصیب
خنجر کی آب سے بھی کبھی ترگلو نہو

خوشبوئے رُخ سے بیش گل تر کی بو نہو
مغرور اے نسیم بس اب اتنی تو نہو
مشتاق کو وصال کی کیون جستجو نہو
نکلے یہ آرزو تو کوئی آرزو نہو
آئینہ تیرے رُخ سے کبھی دوبدو نہو
گر ہو کبھی تو منہ کو تکے گفتگو نہو

وہ چشم کیا کہ اشک کا دریا نہو رواں
وہ دل ہے کیا کہ جو ترے غم میں لہو نہو

وحشت نے اپنی خاک اُڑائی کہان کہان
شہرہ ہمارے عشق کا کیون چار سو نہو

اے ضعف المدد کہ ہون قاتل سے منفعل
خنجر نکیون ہو تشنہ جو تن مین لہو نہو

محبوبِ دو جہان کی مُحبت مین ہے سلوک
یہ عشق ہو تو کوئی کسی کا عدو نہو

ہم تو کباب ہون تجھے ہے بے خبر نہین
ممکن ہے دل جلے ترے کوچہ مین بو نہو

دم بھر بھی تجھسے قطع تعلق نہوئیگا
تصویر تیری دلمین ہے گو پاس تو نہو

شب جسنے بزمِ غیر مین ہلچل مچائی تھی
کوئی نظر بچا کے گئے آرزو نہو

ذکرِ صنم ہی کرتے ہو ہر وقت شیخ جی
عاشق نہو تو ایسی کبھی گفتگو نہو

اے چارہ گر نمک بھی چھڑک سم بھی پیس کے
تا اندمالِ زخم کی پھر جستجو نہ ہو

مشقِ ستم تو کر کہ گران سر نہین ہین ہم
تقدیر تیغ کی ہے جو تن مین لہو نہو

پھرتی ہے اسطرح سے بھٹکتی جو جا بجا
یارب خراب وخستہ کوئی آرزو نہو

شک ہے کہ جسمین زہر ملایا ہے غیر نے
مجھکو جو دے رہے ہین کہین وہ سبو نہو

اُنکو بھی شوق وصل ہے عاشق جو تمکو ہے
ممکن نہین تمھین ہو اُنھین آرزو نہ ہو

زاید از طرح

ساقی ہو مے ہو باغ ہو اور خوبرو نہو
بے جان ہو تن تو جان کی کیون آرزو نہو

دریائے مے سے پیاس ہماری فرو نہو
مُنہ سے لگا دے خم ہی جو ساقی سبو نہو

جز مرگ اور کوئی جسے آرزو نہو
کب سے تلاش ہے دلِ مضطر وہ تو نہو

آئینہ آئینہ کے مقابل کبھو نہ ہو
حیرت نہین جو چاند ترے روبرو نہو

کیون خاک اُڑاتی پھرتی ہے گوشہ مین بیٹھ جا
آوارہ گرد اتنی بھی اے آرزو نہو

تابِ رُخِ نگار سے آئینہ خاک ہے
کیا مُنہ ہے منہ دکھائے کبھی روبرو نہو

قاتل کی طبع پاک کے قربان کریون کہے
عاشق کے خون بغیر ہمارا وضو نہو

لطف آتا ہی نہین گر ستم ایجاد نہو
داد خواہی کے لئے خواہش بیداد نہو

صید بے پر بھی قفس سے کوئی آزاد نہو
تاب اُڑنے کی نہو طاقت فریاد نہو

جنبش لب ہی یہ کرتے ہین تصدق جان کو
ہم اشارہ کو سمجھتے ہین کچھ ارشاد نہو

جس مکان مین نہ مکین ہو نہین زینت اسکی
تو نہ جس دل مین ہو پھر کیونکہ وہ برباد نہو

گر حسینانِ جہان ناز اُٹھائین بھی تو کیا
بے ترے شاد ہمارا دلِ ناشاد نہو

کیا مزا ہے کہ وہی یاد ہے سب بھول گئے
وہ جسے اسلئے بھولین کہ کبھی یاد نہو

تجکو اے دل ہے عبث شکوہ فراموشی کا
ہچکیان کس لئے پھر آئین اگر یاد نہو

اسکی آبادی سے ہے اپنا مکان ویرانہ
یا خدا خانۂ دشمن کبھی آباد نہو

داد ملنے کی ہو اُمید بھلا پھر کیونکر
میری فریاد مین جب شکوۂ بیداد نہو

گھر مین اُس شوخ کے رہتا ہے جو ماتم ہر شب
تُربتِ عاشقِ مضطر تہِ بنیاد نہو

کھو نہین ہاتھ سے مجکو کہ پشیمان ہوگا
تیری حسرت بھی کہین حسرتِ شدّاد نہو

عشق شیرین ہی سر چڑھ کے پکارا ہوگا
تلخ کامی سے گران تیشۂ فرہاد نہو

نامہ بر کہتا ہے کیا خاک کہون اُسکا جواب
جس سے کچھ بات نہو جس سے کچھ ارشاد نہو

اسمین وہ رہتے ہین چھپ چھپ کے ہمیشہ ہمسے
دیکھنا آہ کہ گھر غیر کا برباد نہو

دست وحشت نے کئے تار گریبان کے جدا
غیر ممکن ہے جنون بر سرِ امداد نہو

سخت جانی سے مری ٹوٹ گئے خنجر لاکھون
اے ستمگر یہ ترا خنجرِ فولاد نہو

تو نے عاشق کے بھرے خانۂ دلکو لوٹا
اے خرابی تری بستی کبھی آباد نہو

امتحان نالۂ شب آج ہی تھوڑا سا ترا
یا قفس ہی نہ ہو یا خانۂ صیاد نہو

ایک شادی سے غمی چھائی ہے سب پر عاشق

غیر ناشاد ہو تو کوئی بھی ناشاد نہو

زائد از طرح

نہ سُنے جب کوئی فریاد وہ فریاد نہو
اور وہ بیداد ہی کیا جسکی کہین داد نہو

دل وہ دل ہی نہین جس دل مین تری یاد نہو
گھر وہ گھر ہی نہین جس گھر مین تو آباد نہو

میرے نالون کی صدا شبکو وہ سُنکر بولے
کسی بیکس کی بھٹکتی ہوئی فریاد نہو

خوگرِ جور رہین ہم آپ بتادین گے تمھین
آؤ سکھلا دین اگر طرزِ جفا یاد نہو

رونے ہنسنے کی جو آتی ہے قفس سے آواز
صید کے پھندے مین اُلٹا کوئی صیاد نہو

کہدو واعظ سے کہ اچھا ہے بھٹکتے پھرنا
صیدِ دل پھنس کے کسی لف سی آزاد نہو

میری فریاد و فغان دشت سے آئی تو کہا
دیکھنا یہ کوئی مجنون نہو فرہاد نہو

ناز اُٹھاتے جو چلے آئے ہو معشوقون کے
صفِ عُشاق مین عاشق تمھین اُستاد نہو

بھٹکا پھرتا ہون رہِ راست بتادو مجھکو
رہبرو کوچۂ دلدار دکھادو مجھکو

غمِ ہجران کی مصیبت نہین جھیلی جاتی
مخلصی اس سے ملے ایسی دعا دو مجھکو

قتل کے بعد دباتے ہو مجھے احسان مین
بار اُٹھتا نہین ناچار اُٹھا دو مجھکو

تا ابد مست رہون محو رہون شاد رہون
عنبرین زلف ذرا اپنی سُنگھادو مجھکو

مجھسے کہتے ہین خبردار پرے ہی رہنا
ہاتھ ٹوٹین جو کبھی ہاتھ لگادو مجھکو

چین ابرو گرہِ زلف مین تو دیکھ لیا
دلِ گم گشتہ کا کچھ اور پتا دو مجھکو

دل تری یاد مین رہتا ہے ہمیشہ بیدار
بختِ خفتہ تو نہین ہون کہ جگادو مجھکو

اپنی چاہت پہ عبث جان مری لیتے ہو
ہان کسی اور کو چاہون تو سزا دو مجھکو

گر گلے سے ہے لگانا تو لگالو ورنہ
قتل کر ڈالو ٹھکانے تو لگادو مجھکو

بزمِ اغیار مین کیا گذری جو ایسے ہو اُداس
ہو اگر بات بتانے کی بتادو مجھکو

آپ سے آپکے عاشق کو جو پوچھے کوئی
ہو تلافی شبِ غم کی جو بتا دو مجکو

غیر کو غیر وہ سمجھے مجھے اپنا جانے
ہمدمو ایسی کوئی راہ بتا دو مجکو

نقشِ اُمید مرا رشکِ جہان ہو جائے
کیا ہو نقشِ قدم اپنا جو بنا دو مجکو

کیا قیامت ہے کہ فتنون پہ یہ فرمایش ہے
روشِ ظلم و ستم اور سکھا دو مجکو

محو ہون نام مین معشوق کے وہ ہون عاشق
نقشِ اُمید نہین ہون کہ مٹا دو مجکو

زاید از طرح

اپنے پہلو مین خدا کے لئے جا دو مجکو
کسی کروٹ کسی پہلو تو سُلا دو مجکو

قبر مین ہاتھ سے تم اپنے سلا دو مجکو
آؤ عقبی کے عذابون سے چھڑا دو مجکو

خط سُناؤ نہین۔ مضمون بتا دو مجکو
ہمدمو وصل کا اقرار سُنا دو مجکو

ہاتھا پائی نہین آتی۔ تو سکھا دو مجکو
داؤ ہٹ پھیری کے بھولا ہون بتا دو مجکو

ناتوانی سے غش آتا ہے سنبھالو تو ذرا
اپنے شبنم کے دوپٹے کی ہوا دو مجکو

اور کچھ مینے کہا تو وہ یہ ہنسکر بولے
لاؤ جی لاؤ جی جام پلا دو مجکو

اُنکے ہاتھون مین ہون وصل کے ارمان نکلین
کاش زنجیرِ درِ یار بنا دو مجکو

دم ترے ہجر مین کہتا ہے نکل جاؤن گا
رخصتِ ہستی کا تقاضا ہے کہ لا دو مجکو

جان جائے مگر احسان نہین لینے کا
اپنے مُنہ سے نہ کہون گا کہ دوا دو مجکو

کشتۂ ناز تمہارا ہون مسلمان نہ سہی
کافرِ عشق جو سمجھو تو جلا دو مجکو

کیا کہا جائے کہین سیکڑون وعدون پہ جو وہ
کب کیا کونسا وعدہ ہے بتا دو مجکو

سر بکف وہ بھی ہے گر تیغ بکف ہے قاتل
بے جگر کوئی تو عاشق سا بتا دو مجکو

تیر نظر کو نالہ نہ کیون ناگوار ہو
وہ دل کے پار ہو تو یہ پتھر کے پار ہو

شوقِ نبی مین جان اگر بے قرار ہو
امید ہے کہ عرش پہ اپنا مزار ہو

دل اور نامہ برکی ہین باتین جدا جدا
اب یہ کہو کہ کسکا ہمین اعتبار ہو

تنہا جو شب کو آؤ تو یہ بھی رہے خیال
بوس و کنار کا بھی ہمین اختیار ہو

مینے کسی سے کب کہین باتین وصال کی
نامعتبر ہے خود اُسے کیا اعتبار ہو

عالم مین تمسا کوئی نہو بانیِ جفا
مجھسا جہان مین نہ کوئی بیقرار ہو

دم دم کے مرگ و زیست سے جان آگئی بہ تنگ
صبر آئے جو نصیب مین ہو ایکبار ہو

نالے مرے فراق مین کہتے ہوئے چلے
اے دل ستانے والو ذرا ہوشیار ہو

مشہور عاشقانِ سلف کا ہے گرچہ نام
عاشق جہان مین تم بھی بڑے یادگار ہو

ہم مرتے مرتے بھی اسی حسرت کو لیچلی
پوچھا کبھی نہ تمنے کہ کیون بیقرار ہو

اے ہمدمو بتاؤ محبت کا دُکھ ذرا
کچھ کام آؤ تم مرے بچپن کے یار ہو

وہ غیر سے بھی مل کے لاتے ہین مجھسے آنکھ
جسکو نہین ہے شرم وہ کیا شرمسار ہو

غفلت کی شب گئی تری غافل سحر ہوئی
موئے سفید کہتے ہین چل ہوشیار ہو

خلوت ہو شب ہو یار ہو **عاشق** نہون جناب
پھر پوچھین شیخ جی سے کہ پرہیزگار ہو

زاید از طرح

پیش نظر ہمارے جو تصویرِ یار ہو
دل اور شوق وصل مین پھر بیقرار ہو

کیا آئے مہر و ماہ کی تابش خیال مین
سوزان جہان سے بڑھکے دلِ داغدار ہو

اب وہ شباب ہے نہ وہ دل ہے نہ وہ صنم
کس پر نباؤ ہم کرین کس پر سنگھار ہو

گذری تمام عمر مری انتظار مین
یارب کسی کا کوئی نہ اُمیدوار ہو

کردے الٰہی شہرِ خموشان کا بادشاہ
مرجع ہر اک حسین کا ہمارا مزار ہو

دل لے لیا تو بوسۂ لب دیجئے مجھے
اللہ نے دیا ہے تو پھر کیون اُدھار ہو

الفت کی بازیون سے بچاؤ جناب دل
جیتو تو جیت جاؤ جو ہارو تو ہار ہو
مین جا کے دیکھ لونگا مگر تم نہ بولنا
محشر کے دن جو میری تمھاری پکار ہو

اے دل گئے وہ دن کہ یہ کہتے تھے سب حسین
عاشق سے ہم ملین تو بڑا افتخار ہو

جب دوست غیر کے ہو تو پھر اپنے غیر ہو
اب اور کیا کہون تمھین جو کچھ ہو خیر ہو
تڑپون مین اس طرح سے کہ مقتل مین سیر ہو
آتش وہ بھڑکے رشک کی فی النار غیر ہو
تیری ہو جب تلاش تو سب جا پھرینگے ہم
کعبہ ہو بتکدہ ہو کلیسا ہو دیر ہو
کیا بیکسی کا وقت ہے یا رب دم وداع
قابو مین جب نہ ہاتھ نہ قبضہ مین پیر ہو
دکھ سکھ یہان کا کیا ہے یہ دو دن کی بات ہے
پر عاقبت ہماری خدایا بخیر ہو
آتی ہے وصل مین نہین آتی یہ ہجر مین
شاید اجل کو ہم سے عداوت ہو بیر ہو

عاشق تصور گل رخسار مین دو جان
تا بڑھ کے پھول والون سے پھولون مین سیر ہو

زاید از طرح

وہ ہمکو سنتون سے سنائین تو سیر ہو
پریون کہ ہم ہون وہ ہون نہ واعظ نہ غیر ہو
کہنے کی بات اور ہے پر وقت امتحان
ہو اپنا اپنا اور جو ہو غیر غیر ہو
اس شد و مد سے آہ بھری مینے ہجر مین
اک ساتھ جیسے لاکھ تفنگون کا فیر ہو
ہم مرغ دل کو اپنے کبوتر بنائین گے
نامہ رسانیون کے لئے کوئی طیر ہو

دیگر

جان کو تن سے مری جان جدا ہونے دو
لوٹنے دو مجھے ٹھنڈا تو ذرا ہونے دو
غیر ہے زنگ اسے دل سے جدا ہونے دو
صیقل مہر سے تم صاف ذرا ہونے دو
ربط غیرون سے نہ رکھو مجھے اپنا کر لو
تم نہ ہونے دو جدا رنج سے یا ہونے دو

عرض کی جب کہ وفا وعدۂ وصلت کیجے
بوسے جلدی نہ کرو روز جزا ہونے دو

ذبح کے بعد مرا خون بہا دو صاحب
عید قربان ہے کوئی وعدہ وفا ہونے دو

اے نکیرین سوالون مین یہ جلدی کیسی
ٹھہر کر کہتا ہون ذرا ہوش بجا ہونے دو

اب تو صد شکر وہ کہتے ہین جنون پر میرے
گر وہ سودائی ہوا ہے تو سوا ہونے دو

مجکو سسکاتے ہو کیون بہر خدا رحم کرو
تیغ کا حق مری گردن سے ادا ہونے دو

دیکھو پھر وصل کا انکار کروگے کیونکر
عرش کے پار ذرا میری دعا ہونے دو

خاکساری پہ مری ہو گئے اعدا مٹی
خاک پر نقش مہ نقش کف پا ہونے دو

بلبے یہ طرز تغافل - مرے نالے سُنکر
کوئی بولا کہ یہ **عاشق** ہے کہا ہونے دو

زاید از طرح

غیر کو چرخ کو تم شاد ذرا ہونے دو
مجھے مرنے دو کسی کا تو بھلا ہونے دو

کچھ تو ارمان نکالو کہ بھٹکتا نہ پھرے
دلِ بیکس کے لئے پہلو مین جا ہونے دو

ہر ستم مجکو گوارا مجھے ہر رنج خوشی
اپنے قدمون سے مگر تم نہ جُدا ہونے دو

اُسکا منا بہت آسان تمھارا مشکل
تم نہ روٹھو مری قسمت کو خفا ہونے دو

ہمصفیران چمن ہم کو نہ سمجھو بے پر
کیسے پر پرزے نکلتے ہین رہا ہونے دو

عمر بھر تمنے پڑھا کلمہ اپنا بتو
آخری وقت ہے اب یاد خُدا ہونے دو

شعلہ حُسن پہ جلتے ہین بتون کے **عاشق**
ہمد مو شمع پہ پروانے فدا ہونے دو

کہتے ہین پھر نہین آئین گے قسم ایک نہ دو
طرز گفتار مین لاکھون ہین ستم ایک نہ دو

نور کو کتنی ہی دوری ہو وہ نزدیکی ہے
شب معراج تھا حضرت کا قدم ایک نہ دو

درد و رنج و غم فرقت گلہ جور و جفا
جان کیونکر بچے بے حد ہین الم ایک نہ دو

ہم حسنِ لازوال کے عاشق ہین زاہدو
کب ہے بتانِ حور شمائل کی آرزو
عاشق جو ایک چاند کا ٹکڑا بغل مین ہے
آنکھون کو اب نہین مہِ کامل کی آرزو

زائد از طرح

ارمان دن کا ہے نہ شبِ تار کی ہوس
عارض کی آرزو نہ ترے تل کی آرزو
پتھر پڑین عدو پہ کہ اُس بت سے مل گیا
رکھتا ہے بے نصیب عبث سل کی آرزو
ان اچھی شکل والون کو توفیق نیک دے
یارب نہو خراب کسی دل کی آرزو
آیا نہ وہ - ہزار زمانے بدل گئے
نکلی کبھی نہ دل مین رہی دل کی آرزو

غزلہائے غیر طرح دیوان ردیف واو

تم نہ تصویر کی حیرت دیکھو
میری حسرت بھری صورت دیکھو
ناصحو اُسکی بھی صورت دیکھو
نہ کرو ہم کو نصیحت دیکھو
زلف سے بادِ صبا اُلجھی ہے
آگئی اسکی بھی شامت دیکھو
چین خود لے نہ ہمین لینے دے
دل کو ہے ہمسے عداوت دیکھو
دمِ وصلت طلبی کہتے ہین
تم ذرا اپنی تو صورت دیکھو
بنتی ہے زیرِ فلک اور زمین
خاک اُڑاتی ہے یہ وحشت دیکھو
ہائے قاتل پہ بڑی لوٹتی ہے
حسرتون کو بھی ہے حسرت دیکھو
جان کھوتے ہین مرے جاتے ہین
کیا بری ہوتی ہے چاہت دیکھو
ہمنے جانا کہ کیا یاد ہمین
ہچکی آئی دمِ رخصت دیکھو
کیون چھڑکتے نہین زخمون پہ نمک
دو نہ اِتنی بھی اذیت دیکھو
اجل آنے کا یقین ہے تو بھی
سہل انکاری غفلت دیکھو
دلِ گمراہ یہ کہتا ہے مجھے
بتکدہ چھوڑ کے جنت دیکھو

ہمتو قائل ہین تمہارے عاشق
کس بلا کی ہے طبیعت دیکھو

اُنکے چہرہ کی سجاوٹ دیکھو
کیا غضب کی ہے بناوٹ دیکھو
ہائے کس ناز سے کہتے ہین مجھے
نہ کرو ہمسے لگاوٹ دیکھو
دیکھو مشتاق مرے جاتے ہین
کیون اُٹھاتے نہین گھونگھٹ دیکھو
مغبچو اور بہک جاؤن گا
نہ پلاؤ مجھے تلچھٹ دیکھو
ہے یہ الزام جبین سائی پر
توڑتے ہو میری چوکھٹ دیکھو
خواب مین مینے لیا تھا بوسہ
وہ پڑی چہرہ پہ سلوٹ دیکھو
مجکو مرنے دو نہین آجاؤ
تم سُلا دو کسی کروٹ دیکھو
خون اغیار ہے بادہ تو نہین
ابھی پی جاؤن گا غٹ غٹ دیکھو
وقت ضایع نکرو باتون مین
صبح ہو جائے گی جھٹ پٹ دیکھو
ہاتھ سے کھوؤگے مجکو صاحب
ہے بُری روز کی جھنجھٹ دیکھو
نیمجان ہو کے تڑپتا ہون مین
اُنکے خنجر کی رُکاوٹ دیکھو
دیکھین پریان تو تصدق ہوجائین
اُنکے دھج دیکھو سجاوٹ دیکھو
تازیانہ ہے بلا غمزہ کا تو
توسنِ ناز ہے سرپٹ دیکھو
جان جاتی ہے کہ رہتی ہے مری
پاس سے میرے ذرا ہٹ دیکھو
دل دیا کام کیا ہے مینے
مجھسا پاؤگے نہ جیوٹ دیکھو
مجکو مرتے ہوئے دیکھا تو کہا
اب کسی اور کی چوکھٹ دیکھو
کھائے جاتے ہین نمکدان کو ترے
ہین مرے زخم بھی مُنہ پھٹ دیکھو
دل ہٹا جاتا ہے اِن باتون سے
اُنکو ہر بات مین ہے ہٹ دیکھو
مجھسے کہتے ہین پرے ہٹ جانا
گر کسی پاؤن کی آہٹ دیکھو

ہائے اس کھٹکے نے مارا شب وصل
کہتے ہین کسکی ہے آہٹ دیکھو

ہون وہ **عاشق** کہ مرے مرقد پر
روز پریون کا ہے جمگھٹ دیکھو

دیگر غیر طرح دیوان

ناز مین فتنے ہین فتنون مین شرارت دیکھو
چال مین آفتین آفت مین قیامت دیکھو
بُت کو ہم دیکھ کے پتھر ہوئے حیرت دیکھو
بُت کرے باتین یہ اللہ کی قدرت دیکھو
آخری وقت مین بھی ساتھ نہ کمبخت رہا
دل نے کیا جان سے کی ہے یہ رفاقت دیکھو
سُرمگین آنکھون سے دل زُلف مین پھنسکر لوٹا
گر نہ دیکھی ہو تو آؤ شب فرقت دیکھو
وحشتِ دل نے مری خاک اُڑائی ایسی
جا چڑھی چرخِ برین پر مری تُربت دیکھو
مر گئے خاک ہوئے رہگذرِ یار مین ہم
کر دیا مال نکالو کوئی حسرت دیکھو
ذبح کے بعد تڑپنے نہین دیتا ہرگز
رحم قاتل کا ذرا دیکھو مُروّت دیکھو
حور مین شوخی ہے ایسی نہ ملاحت ایسی
اُسکی صورت سے کہان ملتی ہی صورت دیکھو
لِ رخسار کو چھو لے جو نسیم سحری
رنگ مرجھائے نزاکت ہے نزاکت دیکھو
مرتے تھے قتل پہ خنجر پہ بھی جان دینے لگے
ہو گئی اور محبّت مین محبّت دیکھو

کسی کروٹ کسی پہلو تو سلا دو اسکو
عاشق خستہ کی تم آن کے حالت دیکھو

کیون دمِ باز پسین تم مری صورت دیکھو
غیر کی شکل سے ہو جائیگی نفرت دیکھو
لوٹتی رہتی ہے قدمون پہ سدا قاتل کے
جان کے ساتھ بھی جاتی نہین حسرت دیکھو
وصل مین یہ کبھی آئی نہ وہ ہجر انمین کبھی
یاس و اُمید مین ہے کیسی رقابت دیکھو
مجھکو آنکھون سے گراتے ہو سبک کرتے ہو
غیر کو سر پہ چڑھاتے ہو نزاکت دیکھو
پانؤن مین لوٹنے دیتا نہین قاتل ہمکو
حسرتون کی بھی نکلتی نہین حسرت دیکھو

تشنۂ وصل ہوں مرجاؤنگا مرجاؤں گا
موت گر جا ہو مری دیکھے یہ شربت دیکھو
دام کیا بلکہ اُڑا اسات زمین کو لیکر
ناتوانی میں ہے یہ صید کی ہمت دیکھو
کیوں سسکنے دو یہ احسان کرو بسمل پر
ایک ہی ہاتھ میں ہو جائیگا رخصت دیکھو

آئنہ دیکھ کے تم اور مکدر ہوگئے
اپنے **عاشق** کی دلِ صاف میں صورت دیکھو

ایضاً

شب غم میں نہ دلِ زار کی حالت دیکھو
سنگدل ہو مگر آجائیگی رقت دیکھو
تم سدھارے تو گئی جان بھی مریضِ غم کی
آنکھیں وا رہ گئیں دیدار کی حسرت دیکھو
نہیں ملتا یہ گلے عید بجز خنجر کے
دلِ بسمل کا ذرا شوقِ شہادت دیکھو
مختصر سنئے فسانہ تو شب وصل کا ہے
طول ہوتی ہے شبِ غم کی حکایت دیکھو
سیر گر دیکھو تو بسمل کو تڑپنے دو ذرا
چھڑکو زخموں پہ نمک لطفِ جراحت دیکھو
شوقِ دیدار میں قاتل کی تھی وہ محویت
خاک پائیگی کہاں کیوں مری تربت دیکھو
ساتھ لیجائیں گے اُمت کو بھی جنت میں جناب
حشر میں شافعِ محشر کی شفاعت دیکھو
مشک خون بن کے چھپا ہو کے خجل نافہ میں
عنبریں زلفِ صنم کی ہے یہ نکہت دیکھو
خط ہر زخم نے پائی ہے ہلالی صورت
کشتۂ ابروئے خمدار کی حالت دیکھو

دین و دنیا کی خبر رہتی نہیں کچھ **عاشق**
ہائے کمبخت بُری ہوتی ہے چاہت دیکھو

غزل چہارم ایضاً

گالیاں انکی ہوئیں ہمکو غنیمت دیکھو
للہ الحمد کہ ہوتی چلی رغبت دیکھو
غیر کی کرتے ہیں وہ مجھسے شکایت دیکھو
پھر ہوئی میری طرف چشمِ عنایت دیکھو
خون چٹایا ہے کلیجے سے لگا کر اسکو
ہنسنے کی خنجرِ قاتل کی یہ دعوت دیکھو

لوٹ لین گے تری جوبن کی بہارین دشمن
ہان لٹاؤ نہین تم حسن کی دولت دیکھو

سر کو شمشیر کے خط سینہ کو زخم خنجر
یہ ملا حسن کی سرکار سے خلعت دیکھو

ٹھوکرین کھاتا ہون للہ سنبھالو مجھکو
برہرو ساتھ نبھالو مری غربت دیکھو

مصحف رخ پہ ترے تل نہین دل ہے میرا
رات دن کرتا ہے حافظ یہ تلاوت دیکھو

کہتے ہین چارہ گردون سے کہ یہ بیچارہ ہے
ایسے بیمار کو کب ہوتی ہے صحت دیکھو

دیکھو حاتم سے سوا ہوگی تمھاری شہرت
کرو اقرار وفا لطف سخاوت دیکھو

اُنکے انکار پہ کرتا ہے جو عاشق اصرار
کہتے ہین غیر سے وہ اسکی جہالت دیکھو

ردیف یای تحتانی دیوان

کہان تک نہوتی بسر ہو گئی
شب ہجر آخر سحر ہو گئی

ہوئی جس طرح سے بسر ہو گئی
گہے شب ہوئی گہہ سحر ہو گئی

دعائے سحر با اثر ہو گئی
محبت کی تیری نظر ہو گئی

لو من جاؤ تقصیر گر ہو گئی
کہ حجت مین بس دوپہر ہو گئی

نظر غیر سے پھر کے مجھپر ہوئی
قضا بھی ادھر سے اُدھر ہو گئی

اشارون اشارون مین دل لے گئی
نظر اُنکی کیا مفت بر ہو گئی

ملے درہم داغ کھانے کو جب
تو تھوڑی بہت مین بسر ہو گئی

شب ہجر یون کاٹ دیتے ہین ہم
تصور مین رخ کے سحر ہو گئی

نظر ہو گئی غنچہ کی زلف کو
بلا سے ہماری اگر ہو گئی

بلائین تری زلف کی جا پھنسے
ہماری نظر کو نظر ہو گئی

دلا چھو نہ گیسو کہ پھنس جائے گا
خطا گریہ بار دگر ہو گئی

عدم سے بھی کچھ ہے پرے کیا کہون
مری تاب اُنکی کمر ہو گئی

کہین چہرہ پر چھا گئی اُسکی زلف
کہ تیرہ ہماری سحر ہو گئی

وہ آنے کا اقرار کرتے ہین گر
قیامت کہین نامہ بر ہو گئی

جو پوچھے کوئی کیا بتائین اُسے
ہماری خبر بے خبر ہو گئی

صفائی نے عاشق کیا اُنکو صاف
صفائی نہ ہوتی مگر ہو گئی

زائد از طرح

دعا ہجر کی بے اثر ہو گئی
دوا باعثِ دردِ سر ہو گئی

اُٹھاتا ہے کیون مجکو ٹھکرا کے قبر
قیامت بس اے فتنہ گر ہو گئی

کہا تھا کہ آئینہ دیکھو نہ تم
تمھاری تمھین کو نظر ہو گئی

فغانِ رسا کچھ دکھا تو ہی زور
مری آہ گر بے اثر ہو گئی

نہ آئے وہ شب خوفِ اغیار سے
غضب چاندنی پردہ در ہو گئی

اُٹھی اُنکے چہرہ سے شب کو نقاب
یقین جانئے دوپہر ہو گئی

ٹھہرنا پڑا ہمکو اُمید سے
یہی سدِّ راہِ سفر ہو گئی

شبِ وصل روٹھے غضب ہو گیا
مصیبت مری جان پر ہو گئی

لگی بیکسی رونے ارمان سے
ہمین یاس وقتِ سفر ہو گئی

گھٹی شرم گھبرا کے اُلٹا نقاب
بڑھی جب حیا پردہ در ہو گئی

ہوا محو ایسا نہ پایا نشان
اجل بھی کئی بار گھر ہو گئی

عدو سے کھڑکتی جھڑپتی رہی
زبان میری زنجیرِ در ہو گئی

بر آئین گی عاشق امیدین سبھی
نظر مہر کی گر اِدھر ہو گئی

گو نہین دل سے ہمنشین بنتی
بے بنائے مگر نہین بنتی

بات غیرون مین کیون بگڑتی گر
دوست سے وقتِ واپسین بنتی
خاک اُڑاتے جو آپکے وحشی
آسمان کے تلے زمین بنتی
تم گر آتے تو شکوے ہوتے شکر
اور فغان لب پہ آفرین بنتی
عنبرین زلف گر وہ پھیلاتا
میری تُربت بھی عنبرین بنتی
ہائے تیرے بناؤ مین تھا بگاڑ
آنکھ لڑتی جو شرگین بنتی
موت اور زیست کی شبِ غم مین
جان پر بنتی ہے نہین بنتی
گر کسی سے نہ بنتی غم کیا تھا
میری اور تیری مہ جبین بنتی
آنکھ گر لگ گئی تھی دشمن سے
زُلف ہی مارِ آستین بنتی
چادرِ اشکِ چشمِ گریان سے
آبرو بھی جو آستین بنتی
ہمکو روزِ جزا ملے گی داد
غیر کی بات ہی نہین بنتی

وہ ہے نازک لو اپنی بھی **عاشق**
ناتوانی سے نازنین بنتی

زاید از طرح

ان بتون سے کہین نہین بنتی
ہم نہ مرتے اگر کہین بنتی
سوزِ الفت سے دل نہ گھبرا تو
بن جلے کیمیا نہین بنتی
بحث طولانیون مین بنتی ہے
سحرِ زلف کی نہین بنتی
گر بگڑتے نہین وہ وصل کی شب
اور بھی جان پہ ہمنشین بنتی
دامنِ دشت بھی جو مِل جاتا
تو بھی تنگی سے آستین بنتی
دشتِ شوق اُن کا گر خبر لیتا
روز اک تازہ آستین بنتی
اب خرابہ مین بھی خرابہ ہے
رند سے رند کی نہین بنتی
پھر تو اپنا دماغ عرش پہ ہو
وہ کہین غیر سے نہین بنتی

دود دل سے ہے آسمان بنتا
میری مٹی سے ہے زمین بنتی
تیرہ شبہائے تار سے میری
کیا عجب چشم سُرمگین بنتی
نقش پا سے ترے فلک نے کہا
کیون ہماری نہین زمین بنتی
خاک ڈالو بتون پہ کعبہ چلو
عاشق اُن سے اگر نہین بنتی

خوب باتین بگھارئیے عاشق
کہ نہین بے چنان چنین بنتی

نہین آسان نہین آسان تلاش دل سہی ملتا ہے
سُراغ منزل گم گشتگان مشکل سے ملتا ہے
اگر وہ تشنۂ خون تو پیاسا یہ شہادت کا
لب شمشیر قاتل بھی لب بسمل سے ملتا ہے
طپش ہوتی نہین لیلا دل مجنون سے کم ہرگز
قرار اُسکو مگر کچھ جنبش محمل سہی ملتا ہے
دل عشاق وہان بسمل ہین یہان حیرت سے بسمل ہین
ہمارا آتشکدہ بھی آپکی محفل سے ملتا ہے
یہ میرا دوست ہے ظاہر مین اور دشمن ہے باطن مین
خواص دل بھی کچھ کچھ عادت قاتل سے ملتا ہے
صدا تکبیر کی اسمین سے اُسمین شور کُشتن ہے
ہمارا نالۂ دل نعرۂ قاتل سے ملتا ہے
نصیحت گر سے کہدو ہم اسیر دام کاکل ہین
اُلجھنے مین تمھین کیا عاشق کاکل سہی ملتا ہے
سہارا ہے دعاے بے اثر کا زندگی اپنی
تونگر سے نہین ملتا ہے جو سائل سے ملتا ہے
یہ مانا ہمنے ملتا ہے بہت غیرون سے وہ کافر
مگر جب ہمسے ملتا ہے کبھی تو دل سے ملتا ہے
تڑپتی ہین ہزارون حسرتین لاکھون تمنائین
کہ جسدم ایک بسمل دوسرے بسمل سے ملتا ہے
بھٹکتا پھر نہ زاہد دل چل مدینہ کیطرف سیدھا
کہ رستہ خلد کا بیشک اسی منزل سے ملتا ہی

ملے عاشق سے جو کوئی ملے راہ خدا اُسکو
وہ بھولے راہ کیون جو مرشد کامل سہی ملتا ہے

زاہد از طرح

جو بسمل سر بکف ہو کر کبھی قاتل سے ملتا ہے
گلے سے تیغ ملجاتی ہے خنجر دل سے ملتا ہے

خدا کرتا ہون جان اسپر بھی وہ کب دلسے ملتا ہے
ستم ہے بیدلی ہی بھی بڑی مشکل سے ملتا ہے
جگر اُس آنکھ پر صدقے ہے دل اُس آن پہ قربان ہے
کوئی آنکھون سے ملتا ہے تو کوئی دل سے ملتا ہے
دُرِ مقصد بھی ہاتھ آئیگا اے دل غوطہ زن ہوکر
کہ بحرِ اشک اپنا اب لبِ ساحل سے ملتا ہے
نہین جانا وہان آسان بہت مر مر کے پہنچوگے
خدا کا راستہ اے اہلِ دل مشکل سے ملتا ہے
وہ ہے شاہنشہِ الفت کسیکی اُسکو کیا پروا
گدائے کوئی جانان کب کسی سائل سے ملتا ہے

غضب ڈھائیگا اب وہ فتنہ گر **عاشق** زمانے مین
سُنا جاتا ہے اِن روزون کسی عامل سے ملتا ہے

واہ کیا آہ کی رسائی ہے
تا بہ لب عمر بھر مین آئی ہے
ہجر مین یادِ وصل آئی ہے
یاس و امید مین لڑائی ہے
صاف باطن ہو جسے گر قاتل
ایک ہی ہاتھ مین صفائی ہے
کیون بتائین کہ دل ہے یا کیا ہے
ایک بڑی چیز ہم نے پائی ہے
خون حاضر ہے پیلو چارہ گرو
زخمِ دل کی یہ مُنہ بھرائی ہے
جو بھلی بات ہے بھلی ہے وہ
اور جو ہے بُری بُرائی ہے
جھوٹی کھائی تو تم کو کھائے گی
تمنے میری قسم تو کھائی ہے
چٹ پٹا ہے کبابِ دل ساقی
کبھی ایسی گزک بھی کھائی ہے
پہونچے وہان کیا جو بیٹھنا نہ ملا
یہ رسائی بھی نارسائی ہے

عیش جاوید وصل ہے **عاشق**
بدتر از مرگ اِک جدائی ہے

زاید از طرح

شبِ ہجران جو یاد آئی ہے
تیرگی سارے گھر مین چھائی ہے
بوسۂ خال پر لڑائی ہے
بات تھوڑی بہت بڑائی ہے

ٹھہر اے جانِ جان خدا کے لئے
ابھی تھوڑی سے رات آئی ہے
سب سے بڑھکر اجل رفیق رہی
ساتھ جائیگی ساتھ آئی ہے
وعدۂ وصل سُنکے اے قاصد
تنِ بے جان مین جان آئی ہے
تو ہے اور بزمِ غیر ہے ہردم
مین ہون اور نوحۂ جُدائی ہے
کوئی سمجھائے جا کے مجنون کو
نجد مین خاک کیون اُڑائی ہے
یہان بہت جان سے گئے اور وہ
کہتے ہین تیغ آزمائی ہے
سر جُھکایا ہے زیرِ تیغِ صنم
اپنی تقدیر آزمائی ہے
آشنا ناشناس ہین سارے
واہ کیا خوب آشنائی ہے
اے بتو بس جفا کی حد نہ رہی
تمکو اللہ کی دُہائی ہے
اب ٹھکانا نہین کہین اپنا
وُہی در اور جبہ سائی ہے
لب پہ توبہ تو دل مین یادِ صنم
زاہدون کی یہ پارسائی ہے
غیر سے بے وفائی گر سمجھے
بے وفائی مین باوفائی ہے
جو نہ مرنے دے وہ تری امید
جو نہ جینے دے وہ جُدائی ہے

در حضرت پہ پہونچے ہو عاشق
راہ جنت کی خوب پائی ہے

کوئی آج مہمان ہوا چاہتا ہے
ابھی کفر ایمان ہوا چاہتا ہی
گُل زخم خندان ہوا چاہتا ہے
نمکدان سے پیمان ہوا چاہتا ہی
گلوگیر یہ ابھی کوئی دم مین ہوگا
کہ دامن گریبان ہوا چاہتا ہے
نکلتا نہین دم ترے ہجر مین کیون
قضا سے پشیمان ہوا چاہتا ہے
وہ بکھرا ہے اُٹھتی جوانی کا جوبن
نیا ساز و سامان ہوا چاہتا ہے
شکایت ہوئی شکر جب لب پہ آئی
مرا شکوہ احسان ہوا چاہتا ہے

وہ افسردہ دل ہوں مرے دلمیں ہرگز
پشیمان ارمان ہوا جاہتا ہے
نکلنے نہ دیگی کہیں ناتوانی
مرا گھر بھی زندان ہوا جاہتا ہے
کوئی یوں تسلّی دے مجکو الٰہی
وہ خواہاں کا خواہاں ہوا جاہتا ہے
ترا مال ہے یا الٰہی بچانا
وہ ایمان کا خواہاں ہوا جاہتا ہے

اسے کیا ہے مشکل کہ عاشق ہے کامل
ترا وصل آسان ہوا جاہتا ہے

زاید از طرح

دل اُس بت پہ قربان ہوا جاہتا ہے
بھرا گھر یہ ویران ہوا جاہتا ہے
کوئی رشک سلطان ہوا جاہتا ہے
یہ ایمان وہ ایمان ہوا جاہتا ہے
تصور میں ہیں یہاں بتان پری رو
مرا گھر پرستان ہوا جاہتا ہے
بنے گا یہ آویزہ گوش اُنکا
دُرِ اشک غلطان ہوا جاہتا ہے
ذرا غیر کی شکل و صورت تو دیکھو
یہ حیوان انسان ہوا جاہتا ہے
بڑھے ہاتھ دل نہ پہلو کی کیونکر
کہ ارمان مہمان ہوا جاہتا ہے

تری چتونیں کہہ رہی ہیں یہ ظالم
کہ عاشق سے بیمان ہوا جاہتا ہے

قسمت سے ہیں جیوں نہ مرے وہ نصیب سے
ہے دلکو لاگ لاکھ طرح کی رقیب سے
سیدھی جو تیوری ہے ہمارے نصیب سے
کچھ روٹھکر وہ آئے ہیں بیشک رقیب سے
لیتے ہیں نرگس بیمار کی خبر
کس کس کو کھا گئی ہے یہ پوچھو طبیب سے
وہ خود مریض نرگس بیمار یار ہے
امید چارہ ہو بھی تو کیا ہو طبیب سے
عاشق کے پاس کچھ نہیں جز عشق و عاشقی
باز آئے ہم جناب بس ایسے ادیب سے
محفل میں تیرے بار ہو نظارہ کے لئے
ہمکو غرض نہیں ہے بعید و قریب سے

سوز درون کے شعلے سے پنہان ہین جل بجھے
اچھا نہین مرض کا چھپانا طبیب سے
ہم غیر غیر کرتے تھے دل کی خبر نہ تھی
دشمن یہ دیکھنے نکل آیا قریب سے
پژمردگی سے باغ جہان مین ہین ہم خموش
شکوہ نہ گل سے ہے نہ گلہ عندلیب سے
پارینہ یار بھی ہمین پہچانتے نہین
نا آشنا ہوئے ہین کچھ ایسے نصیب سے
رونا رقیب کا ہے ہمین کیون جہان مین
ہے ہے جیب کی نہین بنتی جیب سے
صد شکر ہے کہ گردن قاتل مین خم پڑا
یکسان ملیگا جھک کے امیر و غریب سے
چرچا ہے میرے نالون کا یون بام چرخ تک
کسکی صدائے درد یہ آئی قریب سے
بیمار عشق غیر ہے وہ غیرت مسیح
اللہ ہی بچائے بس ایسے طبیب سے
ریش دراز شیخ کی صافی بنائین گے
کاڑھی چھنیگی آج ہماری رقیب سے
کل ہمنے شیخ جی کو بھی دیکھا ہے [illegible]
ظاہر مین یہ دکھائی دیے تھے غریب سے

ہے پاس غیر انکو تو پھر کیون بری نہین
عاشق وہ بات کرنے لگے کیون غریب سے

زاید از طرح

کونین سے غرض نہ عزیز و قریب سے
اللہ سے غرض ہے اور اسکے حبیب سے
وہ حال زار تھا ترے بیمار غم کا شب
یعنی ہوئی نصیب کروٹ نصیب سے
تمنے شب فراق کے نالے سنے نہین
ٹکڑے ہو چرخ جنکی صدائے مہیب سے
کیون آئین میرے پاس بلائین وہ کیون مجھے
ربط انکو رکھنا بھی ہو شریف و نجیب سے

تاثیر اسکے نغمہ مین اپنے کلام مین
عاشق مناسبت ہے ہمین عندلیب سے

برق کی مانند آنا کوئی تمسے سیکھ جائے
شکل سایہ دبکے جانا کوئی تمسے سیکھ جائے
نیم بسمل چھوڑ جانا کوئی تمسے سیکھ جائے
قتل کرکے مسکرانا کوئی تمسے سیکھ جائے

نیمجانی مین جو غش آجائے تو ٹھکراؤ تم
خواب غفلت سی جگانا کوئی تمسے سیکھ جائے

دل مقابل کرکے میرے زخم کھانے دیکھئے
ترچھی نظرون کا ملانا کوئی تمسے سیکھ جائے

مفت کھونا دل گنوانا کوئی مجھسے سیکھ لے
اِسکو مٹی مین ملانا کوئی تمسے سیکھ جائے

بیکسی و ناتوانی کوئی میری دیکھ جائے
رات کو چھپ چھپ کے جانا کوئی تمسے سیکھ جائے

تیری یکتائی جو پوچھے کوئی مجھسے پوچھ لے
ہر رگ و پے مین سمانا کوئی تمسے سیکھ جائے

عمر گذری راہ تکتے پر نہ آئے تم کبھی
ہجر کی شب کا بڑھانا کوئی تمسے سیکھ جائے

دل کمند زلف سے پہونچا جب اُنکی بزم مین
بولے رہزن بن کے آنا کوئی تمسے سیکھ جائے

عاشقی کے فن مین اے عاشق بڑے اُستاد ہو
ہو میان نادان کہ دانا کوئی تمسے سیکھ جائے

حضرتِ دل بُت کو لاسہ پر لگا لاتے ہو تم
راہ پر گمرہ کو لانا کوئی تمسے سیکھ جائے

پیچ عیاری کے یہ لیلیٰ و شیرین مین نہ تھے
تم ہو یکتائے زمانا کوئی تمسے سیکھ جائے

یہ پھڑک چتون کی یہ انداز اور یہ بانکپن
بھاؤ غمزہ کا بتانا کوئی تمسے سیکھ جائے

ایسے حالِ زار پر بے رحمیان سفاکیان
یون تڑپتے چھوڑ جانا کوئی تمسے سیکھ جائے

ابر نیسان پر پڑی برق تبسم آپکی
اور روتے کو رُلانا کوئی تمسے سیکھ جائے

خواب مین بھی غیر کو ہمراہ اپنے لائے تم
ہنستی صورت کو رولانا کوئی تمسے سیکھ جائے

گردش چشم سیہ سے چرخ کو چکرا دیا
راست کجرو کا بنانا کوئی تمسے سیکھ جائے

اشکِ سوزان میرے عاشق دیکھکر کہتے ہین
آگ پانی مین لگانا کوئی تمسے سیکھ جائے

زائد از طرح

جھوٹ سچ باتین بنانا کوئی تمسے سیکھ جائے
اچھے اچھون کو لڑانا کوئی تمسے سیکھ جائے

چاہ غبغب کا جھنکانا کوئی تمسے سیکھ جائے
اپنے یوسف کا ستانا کوئی تمسے سیکھ جائے

زلف کو رخسار سے اپنے ہٹا دیتے ہو تم
تیرہ شب کا دن بنانا کوئی تمسے سیکھ جائے

مجکو دشمن سے بھڑانا آپ ہی کا کام ہے
شیر سے بکری لڑانا کوئی تمسے سیکھ جائے
خون پینا رنج سہنا کوئی مجھسے سیکھ لے
دل مجھے کو یون جلانا کوئی تمسے سیکھ جائے
تیرے بچپن کا زمانا کوئی مجھسے پوچھ لے
پچھلی باتون کا بھلانا کوئی تمسے سیکھ جائے
باتین ایمان کی کوئی سیکھے تو عاشق سے ولی
فیلسوفی کا سکھانا کوئی تمسے سیکھ جائے

عالم مین اپنے عشق کا چرچا ہی اور ہے
ہم جس جہان مین ہین وہ دنیا ہی اور ہے
گلگشت باغ اور ہے جنت کی سیر اور
ہر داغ دل کا اپنے تماشا ہی اور ہے
صورت سوال جان کے کہتے ہین مجکو دور
ہم جانتے ہین تیری تمنا ہی اور ہے
عاشق کو یہ برا کہے زاہد کو وہ برا
حور و پری مین واہ یہ جھگڑا ہی اور ہے
شوخی ہین غمزہ ہین صدہا شرارتین
اور چشم فتنہ زا کا اشارا ہی اور ہے
ہم تھک گئے یہ راہ عدم طے نہین ہوئی
جتنا چلے ہین فاصلہ اتنا ہی اور ہے
وہ غیر کے پتے سے بھی گھر مین نہین ملے
ریگ روان کی طرح یہ دھوکا ہی اور ہے
ایسا سڈول انکو بنایا ہے ناز نے
پریون کا قول ہے یہ سراپا ہی اور ہے
ثانی تمھارا ہمنے نہ پایا جہان مین
ہمزاد لیکن آپکا ایسا ہی اور ہے
مرتا ہون آپ پر نہین آتی اجل مری
سب جھگڑون سے نرالا یہ جھگڑا ہی اور ہے
ظاہر مین گو ہے عشق مجازی ہمین مگر
دل کی نہ پوچھئے کہ تمنا ہی اور ہے
تم کہنے پر اٹھین ہون ہزارون تو ہمکو کیا
ٹھکرائے جو ہمین وہ مسیحا ہی اور ہے
ناز و نیاز غیر کی پروا کسے یہان
ہم جسکو مول لین گے وہ سودا ہی اور ہے
دیکھا تھا آپنے جو ـ وہ خون ہوکے بہ گیا
کایا پلٹ ہوا یہ کلیجا ہی اور ہے
تنہائی مین کیا تھا جو وعدہ ہی اور تھا
جسکے گواہ تم ہو وہ دعوا ہی اور ہے

چسکی کی چاٹ شیخ کو عاشق بری بڑی

بہکا ہوا ہے اسکا ارادا ہی اور ہے

زاہد از طرح

سودائی جسکے ہم ہین وہ سودا ہی اور ہے
دل بیچ کر کچھ اب کے خریدا ہی اور ہے

تسبیح کے امام کو جسکی خبر نہین
زاہد کسیکے ملنے کا رستا ہی اور ہے

انداز و ناز اور حسینون مین بھی سہی
نامِ خدا پر آپکا نقشا ہی اور ہے

دیکھے کوئی کہ شیخ کی پگڑی کدہر گئی
بزم بتان مین آج تماشا ہی اور ہے

بھینی ہوا ہے ابر ہے بجلی ہے باغ ہے
چشمک سے چشم یار کا ایما ہی اور ہے

بسمل تو لوٹتے تھے پہ دلکی طپش سے آج
خنجر تڑپ رہے ہین تماشا ہی اور ہے

مرتا ہون ایسے بُت پہ کہ عاشق یہ ہے فدا
یہ قدرتِ خدا کا تماشا ہی اور ہے

ہجوم یاس و حسرت وہ نہین ہے
بُری پہلی سی قسمت وہ نہین ہے

تمھاری گر طبیعت وہ نہین ہے
سُنو اپنی بھی سیرت وہ نہین ہے

مٹاؤ جتنا جی چاہے مٹاؤ
بگڑ جائے یہ صورت وہ نہین ہے

تمھاری کیا ہوئین پہلی سی باتین
عداوت یا مُحبّت وہ نہین ہے

نہین ہے خواہش درمان ہمین اب
طبیبو یہ طبیعت وہ نہین ہے

پیے مے کی عوض آب بقا کو
پھسلجائے یہ نیّت وہ نہین ہے

الٰہی پھر بہار آئی چمن مین
ہمین مدت سے وحشت وہ نہین ہے

تھی محویت سے محویت دمِ مرگ
نشان ہو میری تربت وہ نہین ہے

عدو کو میرا کھٹکا مجھکو اُسکا
جسے کہتے ہین راحت وہ نہین ہے

دمِ مرگ اُسنے سینے پر دھرا ہاتھ
یہ کہکر دردِ فرقت وہ نہین ہے

غنیمت سمجھو اُسکی یاد **عاشق**

جو گذرے دم غنیمت وہ نہین ہے

زائد از طرح

ہمین اب جوشِ وحشت وہ نہین ہے
غمِ دل کی شکایت وہ نہین ہے
نہ کم ہو جب تلک الفت عدو سے
ملو تم پر مسرت وہ نہین ہے
ہزارون لوٹتے ہین اُنکا جوبن
جو گھٹ جائے یہ دولت وہ نہین ہے
نہ ٹوٹے رشتۂ عمر مصیبت
مگر ٹوٹے یہ ہمت وہ نہین ہے
بگڑتے ہو جو اک بات پر تم
سنو بجائے یہ سیرت وہ نہین ہے
عدو کے گھر وہ سوئے بنکے تقدیر
کہون گر خواب غفلت وہ نہین ہے
گُلِ رخسار ہے کیا گُل کو نسبت
اگر نکہت ہو نکہت وہ نہین ہے
کُن انکھیون سے کبھی ہین دیکھ لیتے
زہے قسمت کہ نفرت وہ نہین ہے
گل و صہبا و سبزہ ہیچ ہین سب
کرین کیا خاک عشرت وہ نہین ہے
گھٹی عمر اور بڑھی حسرت غضب ہے
جو پہلے تھی قناعت وہ نہین ہے
دل و جان چشمِ غارتگر نے لوٹے
رہی حسرت غنیمت وہ نہین ہے

بدلتا ہے زمانہ رنگ **عاشق**
جو تھی کل آج صورت وہ نہین ہے

خوشی کرے کوئی کیونکر قضا کے آنیکی
ہے یاس جا کے دلِ مبتلا کے آنے کی
ابھی تو عمر نہین ہے حیا کے آنے کی
عجیب خو ہے تمھاری لجا کے آنے کی
سکھائی جسنے فلک کو بھی کجروی ہمدم
وہ ٹیڑھی چال ہے اُس کج ادا کے آنے کی
تمام غنچہ و گُل ہنستے ہنستے لوٹ گئے
خوشی ہوئی یہ تیرے مُسکرا کے آنے کی
خیالِ کاکُلِ جانان کی آمد آمد ہے
شبِ فراق ہو جیسے بلا کے آنے کی
کسیکے خون سے تلوے رنگے ہین مقتل مین
اُڑائی آپنے رنگِ حنا کے آنے کی

یہ کون کہتا ہے بزمِ عدو مین آپ رہے
نرالی طرز ہے تیوری چڑھا کے آنیکی
بڑھے نہ شوقِ قدمبوس کیونکہ محشر مین
کہ ہے اُمید رسولِ خُدا کے آنے کی
سُنگھائی ہے مجھے عطرِ بہار کی خوشبو
نسیم لائی خبر دلرُبا کے آنے کی
گھڑی قضا کی بھی اے ہمنشین مُعین ہے
ستم ہے حد نہین اُس بیوفا کے آنے کی
پیام لیکے گیا جو جواب یہ لایا
خبر ہے گرم دل مبتلا کے آنے کی
جو آؤ تم تو رہے منتظر لبون پہ جان
وگرنہ راہ نہ دیکھے قضا کے آنے کی
اُمیدوار کیا کتنے جلد وعدہ پر
قسم بھی کھائی تو روزِ جزا کے آنے کی
بگڑ نہ جائے کہین خون سے دمِ خنجر
گئے جب آپ تو ہے یاس جا کے آنے کی
قیام مستقل اچھا پھرین نہ ڈانوان ڈول
خوشی نہ کیونکہ ہو دارِ فنا کے آنے کی

تمھین بھی چھیڑین گے ہم بھی ہین چھیڑ کے **عاشق**
نکالو چھیڑ نہ اب تم حیا کے آنے کی

زاید از طرح

یہ آرزو ہے کہ پوچھون تری کمر کا حال
گھڑی ملے جو دلِ مبتلا کے آنے کی
پئین گے بادہ نہ ہم شیخ جی مگر یہ کیا
خبر ملی ترے جُبکی چڑھا کے آنے کی
لگا کے ہاتھ مین مہندی ہے آرزو انکو
صدائے طائرِ رنگِ حنا کے آنے کی

یہ جانتے ہین تمھین جھڑکیان ملین **عاشق**
بُری ہوئی ہے یہ عادت سدا کے آنے کی

ہم تو وفا کرین گے وہ چاہے جفا کرے
دشمن ہمارا ہوتا ہے عالم ہوا کرے

وعدہ ہو مجھسے اور عدو سے وفا کرے
جب بس نہ چل سکے تو کوئی اسکا کیا کرے

ورد زبان عاشق بیخود رہے درود
ہر دم خدا خدا کرے ایسا خدا کرے

مجھکو دیئے فریب کچھ اسکا نہین ہے غم
لیکن یہ لطف ہے کہ عدو سے دعا کرے

خاصیت اپنی عمر کی اور اُسکی ایک ہے
گر یہ بھی باوفا ہو تو وہ بھی وفا کرے

ہرگز نہ ہاتھ غیر کے آئے گی آرزو
ہان میری آرزو کی مگر التجا کرے

مشتاقِ قتل کہتا ہے قاتل سے ہر گھڑی
خنجر تمھارے ہاتھ مین ہر دم ہوا کرے

وصلِ صنم نصیب ہو یا موت ہو قریب
لازم ہے اپنے دل کو یہی اب دغا کرے

کین جیسی جیسی تو نے وفادار بن کے چرخ
ایسی تو سختیان نہ کوئی بیوفا کرے

پھرتے ہین اس امید مین کہدین کے جسکی بات
گر کچھ اشارہ آنکھ سے وہ بُت ذرا کرے

چتیون لڑا کے دم مین جو دم کو نکال لے
لو تم بتاؤ ایسے کا پھر کوئی کیا کرئے

کیون ہم نہ کہتے تھے تمھین دشمن اُڑائین گے
روکے سے جو نہ مانے کوئی اُسکا کیا کرے

شامل گر امتحان مین کر لے عدو کو بھی
ہے عید پھر تو روز ستم وہ نیا کرے

بسمل وہ جسکے حال پہ قاتل کو رحم آئے
کشتہ وہ ہے جسے لب خنجر دعا کرے

عاشق وہی دلاتا ہے دیتا بھی ہے وہی
مقدور اور کسکو جو دولت عطا کرے

زاید از طرح

کرئے صنم مین کہتا تھا عاشق بھلا کرے
بوسہ کوئی ملے تو یہ دل سے دعا کرے

کہیئے وفا کو اُس سے تو اُلٹی جفا کرے
ایسے ستم شعار سے کون التجا کرے

مرنا قبول روز ستم وہ نیا کرے
لیکن نگاہ لطف بھی گاہے ہوا کرے

عالی وہ بارگاہ ہے فخر رسل تری
شاہی کی کب ہوس ترے در کا گدا کرے

مژگان چشم شوق سے جاروب کش ہون
دربانی گر خدا ترے در کی عطا کرے

گلشن مین آج پھول ہین فصل بہار کے
بلبل نکیونکہ نوحۂ غم کی صدا کرے

تن سر سے گر جدا کرے کوئی تو غم نہین
لیکن نہ میرے دوست کو مجھسے جدا کرے

دو پیالیون مین ہوگا محب اسکا محتسب
یہ رند بادہ کش اسے رشوت دیا کرے

عاشق فسانہ سننے کا گر شوق ہے اُسے
کہدو ہمارا قصۂ فرقت سنا کرے

جو کوئی ہنسنے پہ روتا ہے بہت فہمیدہ ہے
روتے پر ہنستا ہے جو کب وہ زمانہ دیدہ ہے

دلمین رکھا تھا دبا کر نہ چونکے رشک غیر
سوتے فتنے کیون نہ جاگین بخت ہی خوابیدہ ہے

لاغری کی حد نہین ڈھونڈا نہین ملتا کہین
آپکی گر پا کمر میرا تن کاہیدہ ہے

حق کو حق اور ماسوا کو خلق جانے جو کوئی
حق یہ ہے وہ بندۂ فہمیدہ و سنجیدہ ہے

ہاتھ کی مچھلی سے ساری مچھلیان ہین بیقرار
بر لب دریا وہ آیا جو حنا مالیدہ ہے

تم تلو پھولون مین پر ہے خار کا کھٹکا مجھے
اختلاط غیر کیون وہ مرد نا سنجیدہ ہے

زلف مین پھنسنے کا مطلب دل سمجھ سکتا نہین
فقرہ فقرہ ہر گرہ کا معنی پیچیدہ ہے

سوز ہجران سے جلے قاتل ترے تیرون سے ہم
مین نہ کہتا تھا کہ پہلو مین دل تفقیدہ ہے

کب لگد کوب حوادث سے ہے عاشق کو نجات
پائمالی کے لیئے وہ سبزہ سان روئیدہ ہے

کون ہے وہ تو ہی تو ہے تیری وحدت کی قسم
ایک عالم جسپہ مفتون اک جہان گرویدہ ہے

جان سے بیزار دل اور دل سے جان بیزار ہے
تو ہوا آزردہ تو ہر یک بہم رنجیدہ ہے

ناتوانی قہر کی ہے سوز ہجران ہے غضب
حال عاشق کچھ نہ پوچھو موئے آتش دیدہ ہے

زاید از طرح

کاکلِ پیچیدۂ جانان مین دل پیچیدہ ہے
جیسا ہے معشوق چیدہ ویسا ہی دل چیدہ ہے
کوئی گل چیدہ ہے کوئی خارِ حسرت چیدہ ہے
کوئی دلبر دیدہ ہے کوئی سمندر دیدہ ہے
بادۂ خونِ جگر کے واسطے ہے جان کباب
مے سے ہے ایسی اور گزک یا دلِ تفسیدہ ہے
شعلہائے آتشِ ہجران سے ہمکو خوف کیا
چشمِ دریا بار مین طوفان رشک دیدہ ہے
ہے ہلالِ چرخ اک اور ابروئین یہان دو ہلال
ایک مصرع سے یہ یکسا دوسرا چسپیدہ ہے

غیر کے کہنے سے عاشق کو ملایا خاک مین
اب ستم کس پر کرے مجبور ہے رنجیدہ ہے

تمنا کامیاب آئے نہ آئے
مرے خط کا جواب آئے نہ آئے
تصور مین ہے انکا ہاتھ دل پر
اب اس مضطر کو تاب آئے نہ آئے
شبِ مہ کا کیا اقرار لیکن
وہ ہو کر بے حجاب آئے نہ آئے
گئی ہے بنکے قاصد ناتوانی
اجل اب ہمرکاب آئے نہ آئے
بہت ہے مختصر اعمال نامہ
مرا اس مین حساب آئے نہ آئے
یہ کہتے ہین پسِ چلمن وہ مجھسے
تجھے جلوے کی تاب آئے نہ آئے
نہ اٹھین گے اسے گر دیکھ لین گے
ہمین پھر ایسا خواب آئے نہ آئے
مےِ وحدت سمجھکر پی لے زاہد
کہ پھر دورِ شراب آئے نہ آئے
کسی کی زلف پیچان سے نکل کر
دلِ خانہ خراب آئے نہ آئے

نہ عشقِ مصحفِ رخ چھوڑ عاشق
کہ ہاتھ ایسی کتاب آئے نہ آئے

زاید از طرح

وہ رشکِ ماہتاب آئے نہ آئے
مجھے مرقد مین خواب آئے نہ آئے

یہ کہنا شرم اُس پردہ نشین سے
اگر وہ بے حجاب آئے نہ آئے
حساب حشر مین پیشِ محاسب
گناہ بے حساب آئے نہ آئے
سوالِ وصل پیچیدہ ہے قاصد
اُنھین شاید جواب آئے نہ آئے
سنو کیون واعظون کی بادہ خوارو
کہ پھر پھر کر شباب آئے نہ آئے
کسی کا کیا اجارہ کہتے ہین وہ
خوشی اپنی جناب آئے نہ آئے
قیامت کو مجھے مختار کرنا
تمھین شاید جواب آئے نہ آئے
وہ خود عاشق کو اپنے چھانٹ لینگے
کسی کو انتخاب آئے نہ آئے

کیون کہون تجھکو کہون غیر کو قاتل ہے وہی
ہان تو تھا حشر مین کمبخت مقابل ہے وہی
دل نہ گھبرا۔ نکیا شرم سے گو وعدۂ وصل
اُنکی چتون کے اشارے سے تو حاصل ہے وہی
آبلہ سا نظر آتا ہے جو ساغر پہ تمھین
ہجر کی رات جلا تھا یہ مرا دل ہے وہی
ہے محبت کا تقاضا کہ ترا نام نہ لون
مین تو دشمن کو بتا دونگا کہ قاتل ہے وہی
ہو جہان بلبل دل سوختہ ہے وہ گلشن
جل کے پروانے جہان خاک ہوئے محفل ہے وہی
اُنکے دربان سے جا کر یہ کہونگا ہمدم
جس سے تھا قتل کا اقرار یہ سائل ہے وہی
ہم نہ کہتے تھے کہ یہ خوب کریگا بدنام
غیر کے لب پہ ترا شکوہ باطل ہے وہی
کل جو کروٹ بھی نہ لیتا تھا یہ وہ کشتہ ہے
کل بُری طرح تڑپتا تھا یہ بسمل ہے وہی
گردش چرخ نے اک دم مین دیا رنگ بدل
نہ وہ ساقی ہے نہ صہبا ہے نہ محفل ہے وہی
مُشکلین اور تو کیون آئین مگر بارِ خُدا
وصل کی ایک جو مشکل ہے سو مشکل ہے وہی
اک نہ ہونیسے ترے لطف نہین صحبت کا
ساغر و جام وہی ساقی و محفل ہے وہی
شکر ہے یاد ہے میری بھی کہ شب کو تمنے
ذکر پر میرے کہا قتل کے قابل ہے وہی
تیرے تیرون سے جو بسمل تھا وہی زخمی ہے
ہمنے بدلا نہین یہ صاحب منزل ہے وہی

للہ الحمد کہ سامانِ طرب سب ہو نگے
موسم گل کی طرح شورِ عنادل ہے وہی

دیکھ لینا کہ پہونچتے ہین ابھی ای زاہد
جسکو کہتے ہین عدم سامنے منزل ہے وہی

نہ ملا خاکمین دل کو مرے برباد نہ کر
ہے کہین جسمین ترا ناز یہ منزل ہے وہی

مشکلین یون تو ترے عشق مین لاکھون جھیلین
سہل سمجھے تھے جسے اب ہمین مشکل ہے وہی

کوچہ گردی مین بہت قیس ہا اے عاشق
راہ سے جو نہ بھٹکتا پھرے کامل ہے وہی

زاید از طرح

میرے مرنیکا ہوگیا غم اُنھین حاصل ہے وہی
وہی صہبا ہے وہی غیر ہین محفل ہے وہی

نظرِ قہر سے مرجاؤن جیون ٹھوکر سے
جو مسیحا ہے مرے واسطے قاتل ہے وہی

دل نہ ہوگا نہ سہی پر شبِ غم مین جو تھی
اک گرانبار سی پہلو مین مرے سل ہے وہی

تیرے دربان کی ہرگز نہ سُنے گا عاشق
جو ہٹائے نہ ہٹا جان لو سائل ہے وہی

یہی بہتر کہ دوسرا نہ سُنے
حالِ بیکس بجز خدا نہ سُنے

ہاتھ کانون پہ اُسکے رہتا ہے
ذکر عاشق کبھی سُنا نہ سُنے

میرے نالے رسا ہین گردون تک
نہ سُنین آپ اور زمانہ سُنے

اُسکو دشمن کی بات بھاتی ہے
مین کہون کچھ تو بے وفا نہ سُنے

شبِ فرقت مین کیون قضا آئی
ہون خجل یار کی ادا نہ سُنے

راز دل پھر چھپا رہے کیونکر
کان مین جب وہ مُدعا نہ سُنے

کوئی آ دیکھے اُسکی محفل مین
ہم بھی دیکھین کہ ناروا نہ سُنے

نامہ بر کچھ نہ کہے جا نا
تیری سُن لے وہ شوخ یا نہ سُنے

غیر سے گر چھپا لیا تو کیا
راز وہ ہے کہ آشنا نہ سُنے

سب بچھ گئے ہین ساتھی دنیا مین
کوئی بگڑی کا ماجرا نہ سنے
مدعا ہے یہ میرا آہِ سحر
مدعی کا وہ مدعا نہ سنے
ضبطِ غم پر نہین ہے دل کو قرار
گر کہون وہ پری لقا نہ سنے
کیا سنے مجھ سے ناتوان کی فغان
غنچہ کھلنے کی جو صدا نہ سنے
ہے زبان وہ کہ نام لے تیرا
کان وہ جو ترے سوا نہ سنے

درد میرا وہ کیا سنے عاشق
جو بھلی بات بھی بھلا نہ سنے

زاید از طرح

ظلم ہے گر وہ بے وفا نہ سنے
جائے کیون وہان جو نا روا نہ سنے
لاکھ پردون مین گر کہے کوئی
پر یہ ممکن نہین خدا نہ سنے
کانون مین بھی یہ پردہ حائل ہے
ایک کا راز دوسرا نہ سنے
وہ بھی دل مین ہے راز بھی دل مین
کب یہ ممکن کہ دوسرا نہ سنے

حالِ دل اُس سے کیا کہین عاشق
جو کہ دُکھ درد کی ذرا نہ سنے

عالم مین روشنی ہے مرے دل کے داغ سے
جلتا ہے آفتاب بھی اس شب چراغ سے
خوشبو کچھ آرہی ہے ہمارے دماغ سے
ہین دل مین یادِ زلف سے ہم باغ باغ سے
جیسے مزے اُڑائے ہین اس دل کے داغ سے
دشمن کو کب ملین گے جو ڈھونڈے چراغ سے
آئی نسیمِ صبح مہک کر جو باغ سے
کیا مل کے آئی ہے کسی نازک دماغ سے
پیتے ہین خونِ دل شبِ غم مین جو ہمنشین
لیتے ہین کام جام کا سر کے ایاغ سے
ہوئے سپید ہین جو نشانِ رہِ عدم
منزل پہ جائے گا یہ مسافر سراغ سے
اُٹھ بیٹھ کر پہونچ تو گئے کوئے یار تک
آگے نصیب گذرے نہ گذرے فراغ سے

چھالے بھی پھوٹ پھوٹ کے رونے لگے لہو
گلنار اپنے تلوے ہین خاران راغ سے
اسطرح اُسی زلف سے وابستہ ہے یہ دل
جسطرح روح کو ہو تعلق دماغ سے
کچھ لعل بنگئے ہین زمین مین تو کچھ گہر
قطرات مے چھلک کے گرے جو ایاغ سے
باغبان تجھپہ بھی بجلی گرے کہین
بلبل کا آشیانہ اُجاڑا ہے باغ سے
وہ شب کو منفعل ہے یہ ہر وقت مشتعل
نسبت کہان ہے مہر کو دل کے چراغ سے
دیکھین گے تم نہ آؤ گے ہم ہین جہان تو
بچ بچ کے چلتے ہو جو ہمارے سراغ سے
اسوقت غیر آئے تو کیا خوب سیر ہو
وہ منہ بنائے بیٹھے ہین کچھ بد دماغ سے

عاشق یہ رشک ماہ ہے وہ رشک مہر ہے
داغ جگر مین تاب بڑہی دل کے داغ سے

زاید از طرح

عنقا کو کیا مناسبت اُس تیرہ زاغ سے
نسبت ہے داغ مہر کو کب اُنکی داغ سے
صیاد بد دماغ سے کب آشیان بچا
دو دن بھی عندلیب نہ بیٹھی فراغ سے
دو چار پیالیون کا روادار جو نہ ہو
باز آئے ہم تو زاہد یابس دماغ سے
محفل ہے ناؤ نوش کی افلاک پر بھی گرم
انجم نہین چمک ہے وفور ایاغ سے
اے آرمیدگان زمین غم سے چھٹ گئے
پھیلائے پانو لیٹے ہو کیسے فراغ سے
عاشق ڈرو خدا سے بتون سے حذر کرو
یاد خدا کرو کہین بیٹھو فراغ سے

ہے چشمہ ہائے اشک سے نشو و نمائے گل
اور روشنی جہان مین ہے **عاشق** کے داغ سے

ہچکیان لے لیکے توڑین دم تمھاری سامنے
تم نہ دیکھو ہائے تڑپین ہم تمھارے سامنے
ہمکو مرنیکا نہین کچھ غم تمھارے سامنے
غم سے چھوٹین مر سکین گر ہم تمھاری سامنے
ساتھ ہو جب غیر کیا تسکین دل مضطر کو ہو
غم نہین ہوتا مری جان کم تمھارے سامنے

واہ کیا جوبن ہے کیا انداز ہے کیا ناز ہے
بن گیا حیرت زدہ عالم تمھارے سامنے

ایک ہنگامہ بپا ہو نوحہ گر ہو ساتھ ساتھ
ہم کرین گے دل کا یون ماتم تمھارے سامنے

ہم تمھارے تم ہمارے پھر نہین سنتے تو کیون
مجھکو دین تکلیف درد و غم تمھارے سامنے

تنگ آئے ہین عدو سے وہ نہین یا ہم نہین
صاف کہدیتے ہین جیا ہم تمھارے سامنے

تم وہ معنیٔ قدم ہو ۔ تم ہو وہ نورِ قدم
ہے ظہور حضرتِ آدم تمھارے سامنے

کب فزون بازیچۂ اطفال سے ایجان ہوئے
معجزات عیسیٔ مریم تمھارے سامنے

قہقہہ مین سب اڑا دیتے ہو تم شرم و حیا
کوئی محرم ہو کہ نا محرم تمھارے سامنے

ہے ہمارا دل یہی اچھی طرح پہچان لو
آئینہ رہتا ہے جو ہر دم تمھارے سامنے

ہے گذرتی کسطرح **عاشق علی** روزِ ہجر مین
مین ہی کیا کہدیگا اک عالم تمھارے سامنے

زاید از طرح

گالیان کیسی مزے لے لیکے کھاتا ہے رقیب
رشک سے ہم کیون نہ کھائین سم تمھارے سامنے

غیر اوچھا تھا بگاڑی چال تمنے سر چڑھا
بے ادب رکھتا ہے کیا دم خم تمھارے سامنے

ہچکیان لیتا ہے تا نکلے نہ مے میرے لیئے
کیا چرا لیتا ہے شیشہ دم تمھارے سامنے

قبضہ مین ہین سیکڑون ساغر دل عشاق کے
ہے صنم کیا چیز جام جم تمھارے سامنے

نور ایسا جلوہ ایسا تاب ایسی ہے کہان
مہر و مہ دونون رہے مدہم تمھارے سامنے

دیگر

شہرۂ عالم مری انکی محبت ہو چکی
جو کہ ہونی تھی بری اچھی وہ شہرت ہو چکی

غیر سے ملکر تمھاری زیب و زینت ہو چکی
تھی جو پہلی آپکی صورت وہ صورت ہو چکی

وصل کی شب ہے ہنسو بولو کھلو کھیلو صنم
پچھلے شکوے ہو چکے پچھلی شکایت ہو چکی

رات کی صحبت کا لاحاصل ہے دن مین تذکرہ
تھی وہ عزت یا کہ ذلت بیمروت ہو چکی

ہمتو سُنتے تھی قیامت ایک ہے لیکن یہ کیا
ہر ادا پر اُسکے ختم ایک اک قیامت ہو چکی

خنجر قاتل کے آگے سر جھکا سکتا نہین
غیر کو اکثر ندامت پر ندامت ہو چکی

کچھ نہین دیکھا جو کچھ دیکھا خیال و خواب تھا
آنکھ کھلتے ہی جو دیکھا تو قیامت ہو چکی

رنج پر رنج اور غم پر غم ہزارون ہو چکے
ہو چکی جو کچھ کہ ہونی تھی مصیبت ہو چکی

حال میرا اُنکا پچھلا ہمنفس ہو کیا بیان
لطف کیا کیا ہو چکا کیا کیا عنایت ہو چکی

برق ہے سیماب ہے یا شعلۂ جوالہ ہے
ہمکو اس دل کے سبب تسکین و راحت ہو چکی

ناتوانی کا بھلا ہو زورِ وحشت گھٹ گیا
ہو چکی جانے دو گر وہ تاب و طاقت ہو چکی

خال و عارض کا نہ کیجے زلف و لب کا کیجیے
چار بوسون پر ہزارون بار حجت ہو چکی

اُنکو سمجھانے گئے تھے کیا سمجھ کا پھیر تھا
خود فضیحت ہو گئے ناصح نصیحت ہو چکی

وصل کی شب ہاے کیسی ہو گئی ہے مختصر
دو ہی باتون مین سحر حضرت سلامت ہو چکی

پہلے جلسے اب کہان ہین اب کہان عیش وصال
اب وہ جمگھٹ ہو چکا ہمدم وہ صحبت ہو چکی

حضرتِ ناصح خود اُنپر ہو گئے عاشق تو پھر
میری اُنکی عمر بھر صاحب سلامت ہو چکی

زاید از طرح

بڑھتے بڑھتے غیر کی الفت بنی دیوارِ رنج
تھی کدورت کی یہی غایت سو غایت ہو چکی

اُنکے قطراتِ جبین کو غیر نے پوچھا تو اب
چشم دریا بار کو رونے سے فرصت ہو چکی

دیگر

شرکتِ غیر نہو جسمین خیال اچھا ہے
جسکے پہلو مین نہو ہجر وصال اچھا ہے

یہ ترے تیر کے پیکان مین کمال اچھا ہے
دلمین چبھتا ہے مگر دل کا بھی حال اچھا ہے

حُسنِ دلدار کے بازار مین مال اچھا ہے
اُنکے سائل کا یہ اندازِ سوال اچھا ہے

کیون بھٹکتے پھرین منت کشِ ناکس کی ہم کرین
بارگاہِ صمدی مین ہو سوال اچھا ہے

رہنما عشقِ حقیقی کا یہی ہے ناصح
چھوڑین کیون عشقِ مجازی کہ مآل اچھا ہے

ہم یہ ارمان ہی ساتھ اپنے لیے جائینگے
تمنے پوچھا کہ بُرا یا تِرا احال اچھا ہے

بعد جس رنج کے راحت ہو نہین ہے وہ رنج
جسکی مٹ جائے کدورت تو وہ ملال اچھا ہے

مانگتا ہون جو حسینون سے وہی ملتا ہے
وہ گدا ہون کہ مِرا طرزِ سوال اچھا ہے

بینے چہرہ کو جو تاکا تو جوانی نے کہا
دیکھ اُٹھتے ہوئے جوبن کا یہ مال اچھا ہے

آب و گِل مین مے گلرنگ کا ڈالا ہے خمیر
جامِ خورشید سے یہ جامِ سفال اچھا ہے

پوچھا عاشق نے مزاج آپکا کیسا ہے جناب
پھیر کر مُنہ یہ کہا ناز سے حال اچھا ہے

پر نکل آنے سے لیگا یہ عدم کا رستہ
طائرِ روح مِرا بے پر و بال اچھا ہے

قدِ موزون سے جو نسبت ہے تو بندھا ہی سدا
سرو بے بار کو کہتے ہین نہال اچھا ہے

اس شرارت کو تو دیکھو کہ دمِ نزع وہ شوخ
ہنسکے کہتا ہے کہ پہلے سے تو حال اچھا ہے

مانگتا ہے کبھی تجھسے تو تجھی کو عاشق
سارے عالم سے یہ اندازِ سوال اچھا ہے

خلد مین تیرے عوض ہون نہ کبھی طالبِ حور
اُس سے سو درجہ صنم تیرا جمال اچھا ہے

گو دمِ نزع ہوئی ہے بُری حالت میری
اب بھی آجائین اگر آپ تو حال اچھا ہے

ہم در بتکدہ سے جاتے ہین کعبہ کی طرف
دلِ گمراہ سمجھ لے یہ خیال اچھا ہے

شوقِ تازہ کے مزے لیتے ہین عاشق معشوق
وصل سے پہلے اگر ہو تو ملال اچھا ہے

تیری فرقت مین تصور سے مزے لیتا ہون
دل ہے خوش اس سے تو یہ رنج و ملال اچھا ہے

کاسۂ سر لئے جاتا ہون ترے کوچہ مین
جو نرالا ہو زمانے سے سوال اچھا ہے

سونگھ کر دل کو پلٹ جاتی ہے ناگن کیطرح
عاشق اُس زلفِ دوتا مین یہ کمال اچھا ہے

فرقتِ یار مین جینے سے وصال اچھا ہے
گر اجل سے کرون مرنیکا سوال اچھا ہے

کب ترے عاشقِ محزون کا مآل اچھا ہے
ایسے بے حال سے غیرون ہی کا حال اچھا ہے

مجھسے کہتے ہین کہ تم چاہتے ہو کس منہ سے
آپکی شکل ہے اچھی کہ جمال اچھا ہے
آنکھ کے سامنے ہر دم رہے صورت تیری
اور تصور سے جو ہو لطفِ وصال اچھا ہے
تو رہے بزم عدو مین تو یہ میرے دل مین
ہان مسیحان ترا تجھسے خیال اچھا ہے
جسکو جی چاہے کہ لے لیجے وہ شئی اچھی ہے
اور نگاہون پہ جو چڑھ جائے وہ مال اچھا ہے
خاک ان و تو پہ اب ڈال کے دل صاف کرو
نہ کدورت ہی بھلی ہے نہ ملال اچھا ہے
غیر کو دیکھے دلاسا وہ یہ فرماتے ہین
راہِ حق مین جو دیا جائے وہ مال اچھا ہے
رحمت و عاجزی و جود و سخا و بخشش
جو پسندیدۂ حق ہے وہی مال اچھا ہے
راہ تکتے ہین کہ کب روزِ جزا آتا ہے
غیر کا یہان تو وہان اپنا مآل اچھا ہے
آنکی منت جو بڑھائی تو خوشی یہ بولی
فال ہے نیک شگون نیک ہے سال اچھا ہے
آپکا دو نو جہان مین نہین ثانی کوئی
اچھی سیرت بھی ہے اور حسن و جمال اچھا ہے
واعظو صبر و تحمل کو برا کون کہے
گو بظاہر ہے برا اسکا مآل اچھا ہے
عارض صاف پہ خط کو نہ کہون مین اچھا
کون کہتا ہے کہ شیشہ مین یہ بال اچھا ہے
پھر تو کیسے وہ بگڑتے ہین الٰہی توبہ
کوئی کہدے ترے بیمار کا حال اچھا ہے
غیر مٹ جائے الٰہی نہ کہین پھر وہ ہمین
سیرت اچھی ہے تمھاری نہ جمال اچھا ہے
تیری نعلین مبارک کے لئے فخرِ رُسُل
گر بنے نعل خوشی سے تو ہلال اچھا ہے
وہ یہ کہتے ہین کہ ٹھوکر مین ہین ایسے لاکھون
دل ناچیز کو تم کہتے ہو مال اچھا ہے
ہائے وہ گنج شہیدان مین بھی آئے تو کہا
سارے کشتون مین ابھی اسکا تو حال اچھا ہے
قد موزون پہ ترے سرو صنوبر صدقے
تیرے اٹھتے ہوئے جوبن کا نہال اچھا ہے
بخت کا سونا جو کھوٹا ہو پرکھ لو اسکو
چڑھ چکا ہو جو کسوٹی پہ وہ مال اچھا ہے
جاؤ جی جاؤ جی بہتان نہ اٹھاؤ ہم پہ
کب کہا ہمنے کہ غیرون سے ملال اچھا ہے

کیون چلے جاتے ہو اک ہاتھ لگاتے جاؤ

پھر نہ کہیئے گا کہ عاشق ترا حال اچھا ہے

زاید از طرح

بات اچھی ہے کہ اچھون کا وصال اچھا ہے
پر وہی وصل - نہ ہو جسکو زوال اچھا ہے
ناز و انداز و کرشمہ ترے غارتگر دل
ستم و جور و جفا مین بھی کمال اچھا ہے
بوالہوس اتنے ہوئے ہین نرہی عشق کی قدر
ایسی ارزانی سے سچ پوچھو تو کال اچھا ہے
ملے جس ماہ مین وہ ماہ وُہی ماہ ہے نیک
آئے جس سال وہ کم سن وُہی سال اچھا ہے
اسکے باعث سے اک اُمید لگی رہتی ہے
گو نہ ہو ہمسے مگر کار محال اچھا ہے
مرغ دانش کے لیئے خال کا دانہ بس ہے
طائر دلکے لئے زلف کا جال اچھا ہے

آخری عمر مین کیا میری سُنئے وہ عاشق
جسکے دن اچھے ہین سن اچھا ہے سال اچھا ہے

گرد بیٹھو آہ کی سوزان ہوا چلے
ان سرکشون پہ ضعف مین بس اپنا کیا چلے
پانی شب فراق مین برسے ہوا چلے
بندہ کا زور اوسکی خدائی مین کیا چلے
آئے تھے خوش وہان سے یہان خفا چلے
میری طرف سے دلمین کہو لیکے کیا چلے
وہ خود نما رقیب کو رکھتا ہے ساتھ ساتھ
وقت خرام اُنکو ذرا دیکھتا چلے
کوچہ مین اُسکے جان بچاؤن تو کیا بچے
فتنے جدا اُٹھین تو قیامت جدا چلے
تارے شب فراق مین ٹوٹے تو چرخ سے
مین یہ سمجھ گیا مرے تیر دعا چلے
اے حسر تو خیال رہے دل نہ بیٹھ جائے
کہدو کہ تھوڑی دور عدم ہے چلا چلے
سب سے سوا ترا عمل حُسن تیز ہے
جادو اگر جگائے بھی کوئی تو کیا چلے
کہتی ہے زندگی یہ دم یاس سے
کیون خیریت تو ہے ابھی کیا آئی کیا چلے

عاشق ہمارا اُنکا ہوا اک دم مین فیصلہ
محشر مین میرے ساتھ وہ پیش خدا چلے

زاید از طرح

گھبرا کے میری آہون سے کہتے ہین ہمنشین
ایسی کبھی نہ گرم الٰہی ہوا چلے

دیگر

ٹھہر جا دل ابھی مہمان کہان جاتا ہے
ہے جگر ساتھ نگہبان کہان جاتا ہے

چاک کر ڈالین مگر ہمکو نہ بھولیگا وہ شوخ
نامہ بر نامہ کا عنوان کہان جاتا ہے

جو گذر جاتے ہین دن ہاتھ پھر آتے ہی نہین
عمر گھٹ جاتی ہے نقصان کہان جاتا ہے

ناتوانی سے تو گر کر ہمین عریان تو نکر
جیب سے ملکی گریبان کہان جاتا ہے

کر کے بسمل مجھے اے قاتل بے رحم کدہر
گویا کچھ جان نہ پہچان کہان جاتا ہے

دام کاکل مین چلا دل تو کہا حسرت نے
قفسِ تن کا یہ دربان کہان جاتا ہے

مہلت دید نہ دی سر تو کیا تن سے جُدا
تیری شمشیر کا احسان کہان جاتا ہے

کیسی گلگشت یہ دہوکا ہے عدو کا سائل
میرے کہنے کو تو سچ مان کہان جاتا ہے

جانگرا غم وہ نہین اسکا کہ بھولے کوئی
ہجر کا وصل مین بھی دہیان کہان جاتا ہے

رہتے ہین اور تو دکھ درد شریکِ شبِ غم
پر خدا جانے کہ اوسان کہان جاتا ہے

حسرت و بیکسی و یاس کو آجانے دو
ساتھ جانا ابھی ارمان کہان جاتا ہے

لہ دیکھین قربانی دشمن کا تماشا ایدل - عید ہے ہونی وہ قربان کہاجاتا ہے م

بولی وحشت جو چلا سوئے بیابان **عاشق**
اسطرح بے سروسامان کہان جاتا ہے

اور کچھ بنجاؤن جب وصل خدا ہونے لگے
ہر بُنِ مو سے مرے سجدہ ادا ہونے لگے

وہ بت ناآشنا بھی آشنا ہونے لگے
گدگداہٹ وصل کی دل مین فزا ہونے لگے

ذرّہ جب پہنچے فلک پر رشکِ مہر و مہ بنے
قطرہ دریا مین ملے تو کیا سے کیا ہونے لگے

چشم تیری ایسی کچھ افسون بھری عیار ہے
اک نظر دیکھا جدہر لاکھون فدا ہونے لگے

ہون وہ مشتاق شہادت دستِ قاتل مان جائے
عضو عضو اک وار مین تن سے جُدا ہونے لگے

پھر رہے امید کیا ہمکو وصال یار کی
جب دعائے نیم شب بھی نارسا ہونے لگے
سب مٹائین آرزوئین سب نکالین حسرتین
آج مقتل مین سبھی وعدے وفا ہونے لگے
اک نگاہِ مہر نے بدلا زمانے کا یہ رنگ
جتنے بیگانے تھے سارے آشنا ہونے لگے
نام بھی اس ہجر کا وہ بدبلا ہے لون اگر
پے بہ پے افلاک سے نازل بلا ہونے لگے
ایکدم مین ہوگیا قصہ ہمارا سب تمام
وہ خفا ہمسے تو ہم جان سے خفا ہونے لگے
ہمنشینون کو جو کچھ دیکر رسائی ہمنے کی
کاش ہم پر مہربان وہ مہ لقا ہونے لگے
یاد ہین اب تک ہمین وصلِ صنم کی لذتین
بعد مُردن لب سے لب کیونکر جُدا ہونے لگے
چپکے چپکے غیر اور اُنمین ہے اَن بَن کی خبر
بات بن جائے مری گر برملا ہونے لگے
صورت اپنی ایسی کچھ کر لیجو جسپر رحم آئے
نامہ میرا نامہ بر جسوقت وا ہونے لگے
شیخ کا ٹوٹا وضو - زاہد کی توبہ ہمنشین
بزم مین جب اُسکے وا بند قبا ہونے لگے
کچھ اشارہ کچھ کنایہ کچھ تکلم کیا کیا
تم تو اچھے بھلے بیٹھے تھے خفا ہونے لگے
کیون کہا جانے کو گر تم جاؤگے مرجاؤنگا
درد کم کم ہے نہ ایسا ہو سوا ہونے لگے

ہے غضب **عاشق** جو وہ آئینہ رو ہو خود نما
آئینہ کا آئینہ سے سامنا ہونے لگے

زاید از طرح

پھر رہی ہے بھٹکی بھٹکی کیسی زیر آسمان
یا الٰہی اب دعا میری رسا ہونے لگے
ہو گئے کچھ بیخود ایسے بیخودیِ شوق مین
راز جتنے تھے وہ خود ہی برملا ہونے لگے

دیگر

استخوان شمع نمط ہین مرے جلنے کے لئے
طفلِ اشک آنکھ سے ڈھلتے ہین مچلنے کے لئے
تفِ ہجران سے ہے سینہ میرا اُبلنے کیلئے
ساتھ دل کے ہے جگر آگ مین جلنے کے لئے
قفسِ تن سے مری جان نے نکلنے کیلئے
رنگ بدلے ہین بہت شکل بدلنے کیلئے

عشق وہ شئے ہے کہ سر چڑھکی اُترتا ہی نہیں
یہ وہ جن ہے کبھی آتا نہیں ٹلنے کے لئے

سر قلم ہوکے جو تڑپا تو اُسے کھیل کہا
کیا تماشا ہے طبیعت کے بہلنے کے لئے

اُنکی رفتار قیامت ہے چھپین گے کیونکر
غازہ کیون ملتے ہین وہ شکل بدلنے کیلئے

خاک پر لوٹ گئی بیکسی و رسوائی
پانو پھیلائے مرے ساتھ نہ چلنے کے لئے

ہائے آتش مین سمندر تو بہار مین لوٹے
ہم تفِ ہجر مین پیدا ہوئے جلنے کیلئے

کیا تماشا ہے سوا پانو نکالے اِسنے
دل کو سو کا تھا بہت ہمنے سنبھلنے کے لئے

شب صلت ہے شبِ ہجر نہین ہے ہمدم
لاکھ تدبیر کرون دن نہ نکلنے کے لئے

سخت جانی سے کرے دانت پھر اُسنہ اِسکا
کیا مرے خنجرِ قاتل نے نہ چلنے کے لئے

منتین کرکے بہت پانو پہ لوٹا لیکن
ضد مرے عجز سے ہے اُنکو مچلنے کے لئے

قدِ موزون کے ترے سایہ سے طوبا ہے نہال
آبِ گل نور کی ہے پھولنے پھلنے کے لئے

کیون بھٹکتے پھرین سیدھے نہ مدینہ کو چلین
خوب رستہ ہمین پایا ہے سنبھلنے کے لئے

صیدِ دل جوش مین لب سے ہی اُڑا دام کو بھی
راہ نکلی نہ کوئی جیکہ نکلنے کے لیئے

نامہ بر وقت پہ لایا خبرِ آمدِ یار
مستعد ورنہ مری جان تھی نکلنے کے لئے

ساقی کی تیز نگاہی سے وہ جوش اسمین ہوا
کہ مزے خوب خم مے نے اُبلنے کے لئے

کیا نکھارون مین انھین اور اُنھین پلکون سے ملون
زلف شانے کیلیئے پانو دو ملنے کے لئے

خونِ عاشق کہین ملیئے کہ جمے رنگ سوا
گر ہے درکار حنا پانو مین ملنے کے لئے

گر چلو باغ مین گلگشت کو تو سیر ہو خوب
پا رکابی مین تری سرو ہو چلنے کے لئے

زلف لاکھون کو کئے جاتی ہے لقمہ مرون
اژدہا ہے دلِ عشاق نگلنے کے لئے

دل نے کیا کیا تڑپ کی پہ سنبھلنا کیسا
کوچۂ عشق کی پھسلن سے سنبھلنے کے لئے

کچھ نہین دم کا بھروسہ یہ سمجھ لو عاشق
جان رہنے کے لئے ہے کہ نکلنے کے لئے

جسمین ہون لاکھون صنم بتخانہ ایسا چاہیے
جسکی طلعت کم نہو جانانہ ایسا چاہیے
دل ہے عاشق کا دل مردانہ ایسا چاہیے
ہو جو اپنون سے سوا بیگانہ ایسا چاہیے
رازداری کے لیئے فرزانہ ایسا چاہیے
لب پہ آئے شکوہ بیجا نہ ایسا چاہیے
کیا ہے وہ قصہ کہ جسپر دل کوئی مائل نہ ہو
جو فسون سے بڑھ کے ہو افسانہ ایسا چاہیے
آشنا نا آشنا کے تذکرہ سے فائدہ
جو فدا ہو آپ پر بیگانہ ایسا چاہیے
مثل رنگ و بوئے گل لب سے نہو دم بھر جدا
لب بلب اُس لب سے ہو پیمانہ ایسا چاہیے
دل وہی دل ہے کہ جسمین کچھ نہین تیرے سوا
جسمین ویرانی نہو ویرانہ ایسا چاہیے
ہو جو دیوانہ جہانمین وہ بڑا ہشیار ہے
جو نہ دیوانہ ہو وہ دیوانہ ایسا چاہیے
جز جفاؤن کے وفا کرتے نہین کیا قہر ہے
دلمین سوچو ظلم معشوقانہ ایسا چاہیے
غیر بیگانہ ہے ہمسے کچھ نہین ہے غم ہمین
خود سے بھی بیگانہ ہو بیگانہ ایسا چاہیے
جب خطاؤن کی نہین حد رحم بیحد کیجیے
ایسے مجرم کے لئے جرمانہ ایسا چاہیے
سینہ سوز عشق جانان سے ہے گلزار خلیل
ہے یہ رشکِ خلد آتشخانہ ایسا چاہیے
گیا جھگڑا چکا اب کیون لگاو ٹھوکرین
جی اُٹھیگا دیکھنا جاشانہ ایسا چاہیے
ہم نگاہِ مست ساقی سے ہین مخمور ازل
ہو مشابہ چشم کے پیمانہ ایسا چاہیے
جسکو جلنے خاک ہونیکی ذرا پروانہ ہو
شمعرو کے عشق کو پروانہ ایسا چاہیے
دل جگر کے جام ہون اور خونِ غم کا بادہ ہو
ہین وہ میکش ہون مجھے میخانہ ایسا چاہیے
ہون شعاع عارض نور کے ذرلئے تمام
زلف لاثانی کو تیری شانہ ایسا چاہیے
بزمِ دشمن گر نہو میرا دل صد پارہ ہو
ان بتون کے واسطے بتخانہ ایسا چاہیے
قتل کرتے ہین کرین پر اک نظر تو دیکھ لین
اس اطاعت پر بھی اُنکو کیا نہ ایسا چاہیے
کھلبلی پڑ جائے دل چل دو تو عالم مین کڑی
عاشقون کا نعرہ مستانہ ایسا چاہیے
بھولجائین اپنی اپنی سب سنکر میرا بیان
حشر کے دن پر اثر افسانہ ایسا چاہیے

وہ جفاؤن سے کرین بس ہین کہی جاؤن کہان
امتحان کے وقت دل مردانہ ایسا چاہیے
کیون نہ عاشق جان دے اُس شمعرو پر مثل شمع
جل گئے فریادی نہ ہو پروانہ ایسا چاہیے
چشم باطن بین سے دیکھو جو ہے دلمین جلوہ گر
پھر کہو ہان جلوۂ جانانہ ایسا چاہیے
خم کے خم خالی ہون جسمین جو نہ چھلکے ساقیا
تشنہ کامون کے لئے پیمانہ ایسا چاہیے

داستان عشق **عاشق** ہو گئی مقبول خلق
پچھلے افسانے مٹے افسانہ ایسا چاہیے

وہ جو بگڑے یاس کے آثار ظاہر ہو گئے
حسرت و ارمان میرے دلمین ترنجر ہو گئے
ہم جو راز وصلت دشمن سے ماہر ہو گئے
ہاتھ دھو کر اُنکے پیچھے پڑ گئے سر ہو گئے
دیکھیے ہے کس کی قسمت مین شہادت کا شرف
مرنے والے سب درِ قاتل پہ حاضر ہو گئے
یار کے پردیس جانے سے وطن صحرا بنا
ساتھ اُنکے ہم بھی گھر بیٹھے مسافر ہو گئے
اُنکی بزمِ غیر مین جانیکی خبرین مل گئین
جسقدر میرے تصور تھے وہ مخبر ہو گئے
پھر تمھاری نرگسِ بیمار کا آیا خیال
آؤ پھر درمان کرو بیمار ہم پھر ہو گئے
حضرتِ دل کیا اسی برتہ پہ چاہا تھا اُنھین
ابتدائے عشق مین ہی تم تو آخر ہو گئے
خاک کرنیکے لئے آمادہ ہین طیار رہین
مینے اُنکے پانو چومے وہ مرے سر ہو گئے

ماتمِ یارانِ رفتہ نے بھُلایا راگ رنگ
کیا کہین **عاشق** بہت افسردہ خاطر ہو گئے

شب غم تیرہ فام ہوتی ہے
مے بھی اس شب حرام ہوتی ہے
عمر نازک خِرام ہوتی ہے
دم کے دم مین تمام ہوتی ہے
کبک نازک خِرام ہوتی ہے
چاندنی بر تمام ہوتی ہے
مے کرین لطف ساقئ کوثر
توبہ توبہ حرام ہوتی ہے
جس مین کچھ بھی لگاؤ وصل کا ہو
بات اُن کی وہ خام ہوتی ہے

میری غیبت مرے رقیبون سے
ہوتی ہے لا کلام ہوتی ہے
سنکے فریاد میری بولے خموش
نیند اپنی حرام ہوتی ہے
تم نہین کہتے بات راز کی۔ کیون
بر لبِ خاص و عام ہوتی ہے
غیر کی بزم مین خبر ہے مجھے
بادہ نوشی مدام ہوتی ہے
شعلہ باری مری زبان کی دیکھ
شمع بھی ہم کلام ہوتی ہے
جبکہ جوگی بنے بروگ مین ہم
تو صدا رام رام ہوتی ہے
آخری دور تو پلا ساقی
شبِ وصلت تمام ہوتی ہے
بادۂ وصل سے جو ہین بے خود
جانین کیا صبح و شام ہوتی ہے
رات زلفون مین ہے چھپی رہتی
آڑ مین رُخ کے شام ہوتی ہے
سوچ لو کھوکے جانِ پروانہ
شمع کچھ نیکنام ہوتی ہے

ہاتھا پائی مین اُنکی اے **عاشق**
واہ کیا روک تھام ہوتی ہے

زاید از طرح

خبرِ قتلِ عام ہوتی ہے
آج حسرت تمام ہوتی ہے
طرزِ رفتارِ یار سیکھی ہے
کیون صبا خوشخرام ہوتی ہے
ہین جو مغرور اُنکو غیرون سے
آرزوئے سلام ہوتی ہے
کرلو جو کچھ کہ نیکی کرنی ہو
دن ہے تھوڑا سا شام ہوتی ہے
بل کے اُن سے ہو اینٹھتے کیا شیخ
دم مین ترکی تمام ہوتی ہے
سُنتے ہین ہم کہ شیخ کی دستار
رہن بادہ مُدام ہوتی ہے

قتل سے کیون نہ خوش ہون مین **عاشق**
قبر پر دھوم دھام ہوتی ہے

اوس غیرِ سیہ قلب کی ظلمت نہین جاتی
سوہان سے گھسیئے تو یہ رنگت نہین جاتی
پھر جاتی ہے جس جا سے طبیعت نہین جاتی
برپا ہے قیامت کہ قیامت نہین جاتی
اُس کوچہ مین جو بھول کے آجائے تو پھر جان
گر آپ سلامت ہین سلامت نہین جاتی
یہ عشق عجب بھوت چڑھا ہے مرے سر پر
ہر وقت مصیبت ہے یہ الفت نہین جاتی
فریاد کرون تو بھی یہ کرنے نہین دیتی
جان جاتی ہے کمبخت محبت نہین جاتی
پچھتاؤ گے جان جاتے ہی پھر ہاتھ ملوگے
مین نزع مین ہون آپکی حجت نہین جاتی
درد و الم و رنج ہین سب ساتھ ہمارے
کچھ ایسی ہٹیلی ہے کہ حسرت نہین جاتی
گر یاد سے غافل نہ ہون عزت ہی ہماری
غافل ہون تو یارب تیری عظمت نہین جاتی
نالون سے مرے غیر کے اوسان خطا ہین
گھبرا کے مگر یہ شبِ فرقت نہین جاتی
پیکان کو نکالون تو نکلتا ہے دلِ زار
ہان پاس رہے گی اِسے الفت نہین جاتی
الفت ہوئی کیا میری طرح در سے تمھارے
ہے بیٹھی ہوئی اُٹھ کے قیامت نہین جاتی
شیشے سے اگر بال نکل جائے تو یہ جائے
جب بیٹھ گئی دلمین کدورت نہین جاتی
مقتل سے نہین اُٹھتی ہین عُشاق کی لاشین
جب تک لبِ خنجر سے اجازت نہین جاتی
دیوانے ہی اچھے کہ یہ تسخیر ہے جن کی
آجاتی ہے جب پاس تو غفلت نہین جاتی

تو قیر گھٹی عشق مین عاشق کی تمھارے
تم کہتے تھے ان باتون مین عزت نہین جاتی

کیا خاک مین ملکر تری عزت نہین جاتی
جل دور ہو کیون اے شبِ فرقت نہین جاتی
رفتار پہ عاشق یہ سرِ راہ گزر ہے
کوچہ سے ترے دیکھ قیامت نہین جاتی
اُڑ اُڑ کے مری خاک یہو پہنچی ہے فلک تک
ہون خاک مگر عزتِ تربت نہین جاتی
تیرا ہی تصور ہے دمِ مرگ بھی ہمکو
مرتے ہین مگر دید کی حسرت نہین جاتی
محشر مین بھی ہم یار کا دم بھرتے ہین توبہ
دنیا مین جو حالت تھی وہ حالت نہین جاتی

برباد کیا بھی تو صفائی نہین ہوتی
مٹی بھی کیا تو بھی کدورت نہین جاتی

جو دل سے تصور ہو تصور نہین مٹتا
جو دل سے محبّت ہو محبّت نہین جاتی

وہ دیتے ہین دادِ غم و اندوہ و مصیبت
صد شکر کہ ضایع مری محنت نہین جاتی

آنکھون کی شرارت سے لگاوٹ نہین چھٹتی
چتون کی لگاوٹ سے شرارت نہین جاتی

زاہد جو بُرا کہتے ہین پروا نہین اُسکو
ان باتون سے میخوار کی حرمت نہین جاتی

آنکھو نہین تِرا آئنۂ رخ جو بنا ہے
حیران ہین ان دونو کی حیرت نہین جاتی

خصلت ستم و جور کی وہ چھوڑ دین کیونکر
سچ ہے کہ بُری بات کی عادت نہین جاتی

اک وہ کہ ادھر اُنکی طبیعت نہین آتی
اک ہم کہ کہین اپنی طبیعت نہین جاتی

ہم مِٹتے ہین لیکن غمِ الفت نہین مِٹتا
دم جاتا ہے لیکن یہ محبّت نہین جاتی

ڈرتی ہے مری آہ بھی جانیسے وہانتک
سمجھاتا ہون لیکن کسی صورت نہین جاتی

کِس رات اُنھین اغیار بغلمین نہین رکھتے
کِس دن مرے ہاتھون سے طبیعت نہین جاتی

کیا پاسِ ادب ہے کہ جو کرتا نہین شکوہ
باہر مرے ہونٹون سے شکایت نہین جاتی

یہ بھی کوئی معشوق وفادار ہے شاید
کیون چھوڑکے عاشق کو مصیبت نہین جاتی

زاید از طرح

ظالم ہے وہ بت جور کی عادت نہین جاتی
بے رحم کے نزدیک محبّت نہین جاتی

تم ہو وہ جفاجو کہ کبھی رحم نہ آیا
مین ہو وہ وفادار کہ الفت نہین جاتی

دیگر

بھون کیسکی نظر مین پھرتی ہے
تیغ سی کچھ جگر مین پھرتی ہے

لیئے وحشت سفر مین پھرتی ہے
یعنی فکرِ اثر مین پھرتی ہے

شبِ غم روز دیتی ہے پہرا
رات بھر میرے گھر مین پھرتی ہے

لو قیامت کی شامت آئی ہے
یار کے رہگزر مین پھرتی ہے

اُن سا کوئی نظر نہین آتا
یون تو دنیا نظر مین پھرتی ہے

الفتِ خال پیستی ہے مجھے
ایک چکی سی سر مین پھرتی ہے

دیکھنا چشمِ یار کی گردش
دیدۂ نامہ بر مین پھرتی ہے

تیری نیت کو کیا ہوا **عاشق**
ہر گھڑی اُنکے گھر مین پھرتی ہے

مجھے تم دیکھکر سمجھو کہ چاہت ایسی ہوتی ہے
محبت وہ بُری شے ہے کہ حالت ایسی ہوتی ہے

ازل مین جب ترا نقشہ کھنچا اول حسینون سے
تو صورت آفرین بولا کہ صورت ایسی ہوتی ہے

تیرے کوچہ مین کوئی حور آجاتی تو مین کہتا
کہ وہ جنت تو کیا جنت ہے جنت ایسی ہوتی ہے

خدا کی شان ہمکو دیکھکر معشوق کہتے ہین
جو صورت پر مٹے ہین اُنکی صورت ایسی ہوتی ہے

قیامت ہے قیامت مین کسیکا ناز سے کہنا
سُنا بھی تمنے کیون جی کیا قیامت ایسی ہوتی ہے

شبِ ہجران جو تم میرے سیہ خانہ مین آجاتے
تو مین ہمکو دکھا دیتا مصیبت ایسی ہوتی ہے

تمھین پر کچھ نہین موقوف ظلم و جور کے شیوے
وہ بیشک بیوفا ہے جسکی صورت ایسی ہوتی ہے

تڑپ جاتی ہے جان قاتل کا نقشا ایسا ہوتا ہے
نکلجاتا ہے دم خنجر کی صورت ایسی ہوتی ہے

خدا کو مان اے بُت تو بھی تو غیرون پہ عاشق ہے
بس اب تو تو نے دیکھا اُسکی قدرت ایسی ہوتی ہے

خدا سے ڈر ذرا اے چشمِ جانان تو نے کیا دیکھا
جو غیرون سے مُروت کی مُروت ایسی ہوتی ہے

جو اگر دوسرے پر پھر نہ آئے دل وہی اچھا
نہ جائے جو کبھی پھرنا طبیعت ایسی ہوتی ہے

کبھی ہنستے گلی مین مل گئے تو ہو گئین باتین
جنابِ شیخ سے صاحب سلامت ایسی ہوتی ہے

تمنا ہے گلے سے وہ لپٹ جائین تو مین خوش خوش
رقیبون سے کہون دیکھو عنایت ایسی ہوتی ہے

یہ ہے تاثیر جذب دل کہ **عاشق** اب وہ کہتے ہین
محبت جیسی تمنے کی محبت ایسی ہوتی ہے

جھوٹ سچ اعتبار کون کرے
آچکے انتظار کون کرے

وہ رقیبون سے جا ملے افسوس
اب مجھے شرمسار کون کرے

فتنہ خوابیدہ ہے تو سونے دو
غیر کو ہوشیار کون کرے

دے کے دل تمکو پھل ہی کیا پایا
ایسی دولت نثار کون کرے

جاتے ہین انتظار اب تیرا
گردشِ روزگار کون کرے

کیا کہون لاکھ ہین مرے ارمان
رتی رتی شمار کون کرے

نزع مین چلدیئے وہ یہ کہکر
اب بھلا انتظار کون کرے

اُنکی آنکھین عدو سے لڑتی ہین
مرغِ دل کا شکار کون کرے

ہمنے مانا کہ صبر اچھا ہے
پر اِسے اختیار کون کرے

نہین پہلو مین وہان جگہہ خالی
دل کو اُمیدوار کون کرے

عشق معشوق کا گلہ کیسا
نام **عاشق** ہے پیار کون کرے

غیر سے جب گفتگو ہونے لگی
بڑھتے بڑھتے تم سے تو ہونے لگی

آئینہ دیکھا تو وہ لڑنے لگے
واہ وا کیا دو بدو ہونے لگی

داستانِ عشق پھیلی ہر طرف
یہ حکایت کو بکو ہونے لگی

کیا تصوّر کام آیا ہجر مین
اُنکی صورت روبرو ہونے لگی

میری الفت کی شکایت اب وہان
دشمنون کے روبرو ہونے لگی

غیر دلچسپی کو کیا کم ہین اُنھین
کیون ہماری آرزو ہونے لگی

توبہ ہمکو آپ کی ہوتے ہوئے
کیون کسی کی جستجو ہونے لگی

یہ زمانہ وہ ہے اے **عاشق** کہ اب
وجہ ذلت آبرو ہونے لگی

جرم الفت کی کچھ سزا کہیے
مین نہین مانتا برا کہیے

تجھکو کس منہ سے بیوفا کہیے
کوئی پوچھے سبب تو کیا کہیے

مجھکو عاشق نہ کہیے یا کہیے
کچھ نہ کہیے تو آپ کیا کہیے

کہیے ہان اپنا مدعا کہیے
مجھکو دشمن کا دوسرا کہیے

بات مطلب کی جو نہ سنتا ہو
اس سے کیا خاک مدعا کہیے

ہمسے کچھ وقت پر نہ بن آئی
لے گئے دل وہ مفت کیا کہیے

میری سنئے تو برملا سنئے
اپنی کہیے تو برملا کہیے

اس نہ سننے کو اسکے کیا کیجے
اس نہ کہنے کو اسکے کیا کہیے

خیر دونو کا کام نکلے گا
قصۂ عشق جا بجا کہیے

مجھکو سمجھا کے گالیان دیجے
فقرہ فقرہ جدا جدا کہیے

عشق کی ابتدا ہی ہے انجام
ابتدا ہو تو ابتدا کہیے

نہ مین عاشق نہ آپکو چاہون
غیر سے اپنا مدعا کہیے

زیب ہے گر ہمارے ارمان کو
کشتیٔ دل کا ناخدا کہیے

آشنا ہے رقیب بازاری
آپ مجھکو نہ آشنا کہیے

جان دیتا ہون کس خوشی سے مین
آج تو آپ مرحبا کہیے

آئینہ مین دکھا کے کہتا ہون
آپ ہی ہین کہ دوسرا کہیے

جب مری جان آگئی لب پر
تب وہ کہتے ہین ماجرا کہیے

اب نہ کیجے موئے پہ سو ڈر سے
اب نہ **عاشق** کو باوفا کہیے

کہتے ہین اب ہے شوق ملاقات کا مجھے
جب حوصلہ رہا نہ کسی بات کا مجھے

سمجھا یہ مین کہ دل کو مرے پھیرتا ہے دم
باسی جب اسنے پان دیا رات کا مجھے

دن رات دیکھتا ہون حسینون کے تذکرے
رہتا ہے شوق ایسی حکایات کا مجھے

جس رات یار تھا مرے پہلو مین جلوہ گر
برسون سے ہے خیال اُسی رات کا مجھے

پہلے سے اپنے دل کو کہین اور پھینکتا
ہوتا اگر یقین تری گھات کا مجھے

آتی ہین یاد یار کے کانون کی بجلیان
موسم نہ جینے دیگا یہ برسات کا مجھے

تیغ ادا کو کیا کہون جو سفت کر گئی
احسان مند مرگِ مفاجات کا مجھے

گل کھا کے اپنے سینہ کو رشکِ ارم بنائین
چھلاَّ خُدا کے واسطے دو ہاتھ کا مجھے

مجھکو اگر غرض ہے تو ایک اُنکی ذات سے
عاشق نہین ہے ڈر کسی بدذات کا مجھے

بڑی شہرت تری محفل مین ہو گی
کہونگا مین جو میرے دل مین ہو گی

شب غم جان تری محفل مین ہو گی
تری محفل ہمارے دل مین ہو گی

ملیگا کیا بجز شوقِ شہادت
مری جان خنجر قاتل مین ہو گی

ہمارے خون کی گر دھار رکھے
روانی خنجرِ قاتل مین ہو گی

عدم کی راہ اک طولِ امل ہے
بہت مشکل بڑی منزل مین ہو گی

سبک رفتار ہے ناقہ سے لیلی
بڑے آرام سے محمل مین ہو گی

صدائے درد مجنون سُنکے لیلی
یقین ہے مضطرب محمل مین ہو گی

شبِ ہجران مین لاکھون آفتین ہین
مصیبت بھی بڑی مشکل مین ہو گی

نہ بدلیگا کبھی دو نو جہان سے
جو نعمت کاسہ سائل مین ہو گی

ترا خنجر اگر جُھک کر چلے گا
تو ہر بانکی ادا بسمل مین ہو گی

سوائے شکر قاتل کیا سنو گے
اگر جنبش لبِ بسمل مین ہو گی

الٰہی رہنمائے عشق لیجائے
کہ آسانی بہت منزل مین ہو گی

صدائے درد سُنکر میری بولے
کہ جان اُسکی بڑی مشکل مین ہو گی

تصوّر مین بھی وہ صورت ہے پنہان ص نظر کے پردۂ حائل مین ہو گی
وہ یون فرماتے ہین ذکرِ وفا پر ص ہوائے وصل شاید دل مین ہو گی
کریگی دیکھنا برپا قیامت ص کوئی حسرت جو دل کی دلمین ہو گی
کبھی آئے گی خود ہی دخترِ رز ص کشش کر میکشون کے دلمین ہو گی

سمجھ لینا دلِ **عاشق** وہی ہے
بجھی سی شمع جو محفل مین ہو گی

تمنا پھنسگئی مشکلمین اب مشکل سے نکلے گی ص محبت غیر کی کیونکر تمھارے دل سے نکلے گی
نہ جبتک تم نکالوگے نہ حسرت دل سے نکلے گی ص یقین ہے جان نکلنے پر بھی یہ مشکل سے نکلے گی
تحمل دیکھکر میرا مرین گے رشک سے اعدا ص صدائے آفرین جب خنجرِ قاتل سے نکلے گی
گلوئے شیشۂ مے مین پڑیگی اک گرہ بن کر ص جو شوقِ قتل مین ہچکی لبِ بسمل سے نکلے گی
تڑپتی لوٹتی روتی ملیگی خاک مین جسدم ص کسیکی آرزوے دل تری محفل سے نکلے گی
دُھوین دم مین اُڑادیگی زمین و آسمان تک کے ص گر آہِ با اثر ہجران مین میرے دل سے نکلے گی
نکالوگے بھلا تم محتسب کیا دخترِ رز کو ص رگ و پے مین ہے یہ بیٹھی ہوئی مشکل سے نکلے گی
جو مرگِ قیس کی اُڑتی سی سُن لیگی خبر لیلا ص گریبان چاک ہوکر پردۂ محمل سے نکلے گی
نہین ہے منّتون سے فائدہ ای قیس شرماؤ ص کوئی پردہ نشین ہے کسطرح محمل سے نکلے گی
کہین تم ذبح کر دیکھو کہ یہان شوقِ شہادت مین ص صدا اللّٰہ اکبر کی ہمارے دل سے نکلے گی
مرے دلمین یہ وسعت ہے عدم بھی جسکا ہے گوشہ ص یقین جانو قیامت بھی اسی منزل سے نکلے گی
اُبھارے موج گر ڈوبے ہوئے میرے سفینہ کو ص صدائے تہنیت کیا کیا لبِ ساحل سے نکلے گی
زمانے کو نہ کیونکر رشک ہوگا ایسی میّت پر ص جو بنکر حسرتِ دل کوچۂ قاتل سے نکلے گی
فلک کے جور سے دلکو تسلی دیکے کہتا ہون ص کوئی صورت تو اچھی پردۂ حائل سے نکلے گی
یقین ہے ساتھ جمگھٹ عاشقون کا اُسکے جائیگا ص صبا پھولون مین بس کر جب تری محفل سے نکلے گی

بھلا ہو دینے والیکا بھلا ہو دینے والیکا
دعا یہ ایک بوسہ پر دلِ سائل سے نکلے گی

جو داغ معصیت کھولا ہے **عاشق** سے ملو زاہد
صفائی کی کوئی صورت اسی کامل سے نکلے گی

گذر جب ہوتا ہے نالہ آسمان سے
نہین پھرتا یہ ہرگز درمیان سے

سمجھ جاتے ہین پہلے ہی بیان سے
وہ رازِ دل بتاتے ہین زبان سے

عداوت ہو تو ہو دورِ زمان سے
دلی الفت ہے تیرے آستان سے

لگاوٹ گر نہ کرتے وہ جہان سے
لگن عُشاق کو ہوتی کہان سے

رگڑتی ہے صبا سر آستان سے
یہ قسمت لائے گا عاشق کہان سے

یہ اک مُدّت سے سرکش ہے خدارا
فُغان دو ہاتھ کر لے آسمان سے

شب ہجران کے شُعلے تھے جو دلمین
وہ بنکر برقِ نکلے آشیان سے

وہ آتش بار ہون کیا تابِ دشمن
جلائے گا زبان میری زبان سے

تصور مین بھی یہان حورین نہین ہین
دمِ آخر وہ کیون ہین بدگمان سے

کسی کی زُلف کا سودا ہے دِل کو
بچے گا کب بلائے ناگہان سے

لبِ قاصد پہ ہے مُہرِ خموشی
کہے گا کیا بُتِ شیرین زبان سے

ڈرا وہ - بے دھڑک اندر گئے ہم
ہوئی جھنجھٹ جو شب کو پاسبان سے

ہے اُسکی بیکسی بھی قابلِ دید
جو پیچھے رہگیا ہو کاروان سے

وہ آتشبازی اسکو جانتے ہین
جو شعلے جھڑتے ہین میری فُغان سے

وہ مجھسے کہتے ہین سودائی تجھکو
اُٹھا لائی ہے پھر وحشت کہان سے

شبِ ہجران بلا ہے فتنہ انگیز
اُترتی ہین بلائین آسمان سے

عدو کہتا ہے مر جاؤن تو اچھا
مگر ہم سُن بھی لین اُنکی زبان سے

ہمین تو ایسی باتون کا مزا ہے
سُنین گے گالیان اُنکی زبان سے

بتاؤن کیا جو پوچھین لائے ہو کیا
کہ خالی ہاتھ جاتا ہون یہان سے
تمھارے چشم کی گردش نے مارا
شکایت کیا ہمین پھر آسمان سے
تصور سے شریکِ بزم ہون جب
غرض پھر ہمکو کیا ہو پاسبان سے
ذرا دم لے اجل آنیکو ہین وہ
ہمین کیا کام عمرِ جاودان سے
مکین وہ خانۂ دل مین ہین عاشق
مکان سب پست ہین میرے مکان سے

وہ عاشق نے اُٹھایا بارِ اُلفت
نہ اُٹھا جو زمین و آسمان سے

ترے کوچے سے بھر دید اک عالم نکلتا ہی
سِسکتا کوئی جاتا ہے کسیکا دم نکلتا ہے
وہی حسرت تو حسرت ہی جو دلمین جم کے رہتی ہے
وہی ارمان تو ارمان ہے جو دل سے کم نکلتا ہے
تڑپنا لوٹنا سر پیٹنا آہ و فغان کرنا
نکلتا جو ہے کوچے سے ترے بیدم نکلتا ہے
تمھارے حسن پر ہی حسن اور جوبن پہ جوبن ہے
اداؤن سے ادا عالم پہ اک عالم نکلتا ہے
وہ کہتے ہین کہ چلکر ایک ٹھوکر سے جلا دینگے
کوئی کہدے کرم کیجے کسیکا دم نکلتا ہے
رُلایا مصحفِ رُخ کے تصور نے مجھے ورنہ
مرے دیوان کا ہر صفحہ کیون پُرنم نکلتا ہے
تمھارے انتظارِ وعدہ نے ٹھہرالیا لب پر
اگر آنا ہے آجاؤ نہین تو دم نکلتا ہے
نہ دیکھا اُسنے جو بازار مین تنکے مجھے چُنتے
تو پوچھا دشمنون سے مرگیا یا کم نکلتا ہے

نویدِ مرگِ دشمن سُنکے عاشق شاد ہو کیونکر
کہ نالہ درد سے لیکر صفِ ماتم نکلتا ہے

ستم ہے وہ پھر بدگمان ہو رہا ہے
بس امتحان امتحان ہو رہا ہے
صدا الامان الامان کی ہے ہمدم
یہ ہنگامہ برپا کہان ہو رہا ہے
خوشی کیون نہو قتل ہونے کی مجھکو
وہ نامہربان مہربان ہو رہا ہے
اُڑائی ہے کب خاک دشمن کی ہمنے
مکدر عبث آسمان ہو رہا ہے

گرہ کوئی اسکی بھی ہے سخت یارب
جو گردش مین یون آسمان ہو رہا ہے

تصدق تجھی پر زمین ہو رہی ہے
تجھی پر فدا آسمان ہو رہا ہے

جو تشہیر کرتا پھرے اک جہان مین
وہ تقدیر سے راز دان ہو رہا ہے

مجھے ہچکیون نے خبر دی ہے آکر
مرا ذکر جو کچھ وہان ہو رہا ہے

نہین رُکتے روکے وہ ذکرِ عدو سے
شب وصل مین بھی بیان ہو رہا ہے

جسے غیر کہئے جسے دشمنِ جان
وہ قسمت سے وہان پاسبان ہو رہا ہے

مین آویزۂ گوش کیونکر نہ کرلون
وہ دشنام سے دُرفشان ہو رہا ہے

چلو سیر کر آئین جنت کی عاشق
عجب کچھ تماشا وہان ہو رہا ہے

ہین مصیبت مین شریکِ درد و غم نالے مرے
یاس و حرمان رنج فرقت چاہنے والے مرے

اٹھکھڑا کر مین چلا جب اضطرابِ شوق مین
بیخودی بولی کہ بسم اللہ متوالے مرے

انجم و شمس و قمر ہین آسمان پر جنکا عکس
دیکھ لیجے سینہ پر داغ کے چھالے مرے

دل جگر مین آبلے ڈالے ہین اشکِ گرم نے
وصل جانان ہو تو پھوٹین ہجر کے چھالے مرے

چوکڑی بھولا ہون مین یاد آگئی پھر چشمِ یار
دشتِ غم مین سامنے آئے ہرن کالے مرے

ہون شبِ فرقت تپ فرقت سی سوزان اسطرح
شمع کے سانچہ مین گویا استخوان ڈھالے مرے

بخت تیرہ روز فرقت کو کرون کیونکر سُفید
دشمن جان ہو گئے کیسے یہ دو کالے مرے

ہو خبردار اے فلک تیرے دھوین اُڑتے ہین اب
نالہ و افغان ہین آتش کے یہ پرکالے مرے

رنج و غم ہین مانگتے اک ایک کو ممکن نہین
کیونکہ دیدون دل جگر مدت کے ہین پالے مرے

اے جناب عشق عاشق کو نہ پوچھے کوئی کیا
تم رہو حضرت سلامت چاہنے والے مرے

یارب مرے لب تک کبھی فریاد نہ آتی
اچھا تھا اگر انکو مری یاد نہ آتی

بھولے سے بھی عاشق کو کبھی یاد نہ آتی
بیداد گرو کاش تمھین داد نہ آتی

ہر روز نیا دل ہمین درکار نہوتا
ہر روز نئی گر تمھین بیداد نہ آتی

سکھ نیند نہ سوتا کبھی اسطرح سے ابتک
شیرین جو ترے خواب مین فرہاد نہ آتی

گھبراتے ہو فریاد سے تو داد دو صاحب
بیداد نکرتے تو یہ فریاد نہ آتی

پامال ہی کرتے تو مری خاک نہ اُڑتی
جان کوچہ سے ہوکر ترے برباد نہ آتی

وہ آتے نہ یہانتک تو تصور سے بُلاتے
گر نیند تجھے اے دل ناشاد نہ آتی

اس خاک کے کوچے مین کوئی صید نہ پھنستا
گر خاک ترے دام پہ صیاد نہ آتی

مرتے نہین پر مرنے کے اقرار نے مارا
یہ بات دم نزع ہمین یاد نہ آتی

فریاد بھی فریادی ہے بیداد سے **عاشق**
اچھی تھی حسینون کو جو بیداد نہ آتی

جس شب آجائے وہ ہمکو ہے وہی رات نئی
شوق ہر دم جو نیا ہے تو ملاقات نئی

ہم یہ دیکھینگے مسیحا ترا اعجاز نیا
مُنہ سے بولے تری تصویر تو ہے بات نئی

چھوڑا منجھدار مین بسمل کو تڑپتا ہے ہے
تیری شمشیر نے کی کیسی مدارات نئی

وہی توبہ ہے پرانی ترے پاس اے واعظ
مانین گر کہئے کوئی قبلۂ حاجات نئی

ایسے معشوقِ طرحدار سے دل کیونکہ بچے
جسکی سج دھج نئے انداز نیا گات نئی

چیر کر پہلو کو دل ہاتھ پہ رکھکر یہ کہون
دیکھئے نذر نئی لیجیے سوغات نئی

ہے وہ معشوق نیا عیش کا سامان ہو نیا
مئے دو آتشہ دے پیرِ خرابات نئی

گالیان ہمکو ملین اور دعائین ہم دین
دیتے ہین حضرتِ من آپ مکافات نئی

اپنے مُنہ یون تو میان مٹھو ہین سب ای **عاشق**
ہان جو مضمون اچھوتا ہو تو ہے بات نئی

جلنے تھے قعرِ جہنم دشمنون سے بھر گئے
وہ ہوئے میرے تو یہ سب جلتے جلتے مر گئے

بات اب سنتے نہین یا کل تھے میرے ہمزبان
آج پھر اغیار شاید کان اُنکے بھر گئے
ایسی ہیبت ناک دیکھی شکل تیری خواب مین
چونک چونک اُٹھی شبِ غم تجھسے ہم ڈر ڈر گئے
اسطرح تڑپا کہ حیرت بھی تماشائی ہوئی
بزم مین جو رات کو ہم بادلِ مضطر گئے
ہین بڑے عیار بیخود کرکے چشمِ مست سے
لیگئے پہلو سے دل دل کے عوض ساغر دھر گئے
غم سے یہ چھوٹے تو وہ ہین مبتلائے صد الم
مرنے والے جی گئے اور جینے والے مر گئے
تیز رو جلد اور ہم آہستہ رو اس طرح سے
گرتے پڑتے بیٹھتے اُٹھتے اُنہی در پر گئے
یاس و حسرت بیکسی کیونکر نہون پھر نوحہ گر
جسقدر ارمان دلمین تھے وہ سارے مر گئے

بیوفا دم تھا گیا پر کیون گئے تم اُسکے ساتھ
حضرتِ دل آپ **عاشق** سے بدل کیونکر گئے

کیون لڑائی ہو تیری چتون سے
نہ لڑے گر کبھی یہ دشمن سے
چشمِ جانان مین سُرمہ دینے کو
خاک لایا ہون دشت ایمن سے
ہے برنگِ لباسِ یار سے رشک
دُھوین نکلے زبان سوسن سے
آتشِ عشق کی وہ حدت ہے
برق گرتی ہے بچکے مدفن سے
کشتۂ چشمِ یار ہون جو ہرن
آنکھین ملتے ہین میرے مدفن سے
چادرِ چرخِ کہنہ ہوگی رفو
لیجیئے تار میرے دامن سے
ہو گئے کیون یہ سب مرے دشمن
دوست ملتے ہین جاکے دشمن سے
وجد ہے مُشتری و زُہرہ کو
شوق ہے اُنکو میرے شیون سے
ہم تماشا دکھائین دشمن کو
ہوا شارہ جو چشمِ پُرفن سے

عاشق اللہ کا وہ بُت کا ہے
کیون لڑین شیخ جی برہمن سے

شرم وہ جس شرم سے ہے شرم شرمائی ہوئی
وہ حیا جس سے حیا کو ہے حیا آئی ہوئی

غم کی کالی سی گھٹا دشمن پہ ہے چھائی ہوئی
میری بن آئی گر اُسکی ہے اجل آئی ہوئی

مان جاتا دل تو بڑھتی کیون یہ رسوائی مری
پانو رسوائی نے پھیلائے تو رسوائی ہوئی

اُنکے آنے سے ہوا یہ غمکدہ عشرت کدہ
محفل آرائی سے کوئی محفل آرائی ہوئی

بنگئی رشکِ ارم پریون کا جمگھٹ ہوگیا
جو زمین ہے آپکے پانون کی ٹھکرائی ہوئی

پردہ داری عشق پردہ دار کی آسان نہین
کب رُکے گا وہ کہ جسکو قید تنہائی ہوئی

آرزو کوچہ سے اُسکے ناامیدی کو لئے
بس ہجومِ یاس سے آتی ہے گھبرائی ہوئی

ہاتھ قاتل کا مری قسمت سے جھوٹا پڑگیا
تیغ خود جھوٹی تھی یعنی زنگ کی کھائی ہوئی

اشک کے دریا بہت اُمڈے مگر خالی ہے وہ
کاوشِ غم سے جو میرے گردِ دل کھائی ہوئی

روبرو میرے کہے سب ازان سے غیر نے
بہرا گونگا مین بنا کیا خوب دانائی ہوئی

جلد توبہ کیجئے زاہد وہ مے اور ہو حرام
ساقیِ کوثر کی بخشش سے جو ہو آئی ہوئی

وحشتِ دل جوش پر ہے اِن دنون بارِ دگر
تھوڑی تھوڑی ہے طبیعت آپ پر آئی ہوئی

صور سے پہلے کہا جو قم باذنی آپنے
حشر برپا کردیا یہ کیا مسیحائی ہوئی

بخشش غفار پہ تھا ناز جو عاشق تمھین
ابرِ رحمت کی گھٹا ہے قبر پہ چھائی ہوئی

عالمِ ارواح سے آکر تماشائی ہوئی
آرزو کسکے لئے پھرتی ہے گھبرائی ہوئی

ہائے اُسکو دیکھکر آتے پھری آئی ہوئی
موت اُس سے ڈر گئی مجھکو شکیبائی ہوئی

قتل مجھکو کردیا شہرت ہوئی مین چھٹ گیا
حُسنِ عالم کُش کی تیرے خوب بیبائی ہوئی

گھس گیا سنگِ درِ بت پر نہ کچھ حاصل ہوا
جبہ فرسائی سے یارب جبہ فرسائی ہوئی

چھیڑتے ہی زُلف کو جنجال مین پھنس جائیگا
اے صبا کیا تیری شامت ہے کہین آئی ہوتی

پھر کسی بیکس کو قاتل نے کیا بے وجہ قتل
کو بکو پھرتی ہے شہرت آج گھبرائی ہوئی

ہان فقط دشمن کی باقی ہے کہو تو اُسکو کھائین
اور جو کھلائیے ہوگی قسم کھائی ہوئی

چشمِ حق بین سے جو دیکھو تو رسولِ پاک کی
دو جہان پر ہے تجلی ایکسان چھائی ہوئی

رنج و غم درد و الم تھے سب گھیرے ہوئے
ہمکو حاصل ہجر کی شب بھی نہ تنہائی ہوئی

پھرتی ہے آوارہ بازارون مین اُنکی آرزو
یہ کسی کاکل کے سودے مین ہی سودائی ہوئی

تھا کسی پردہ نشین کا عشق جو عاشق تمہین
پردۂ شب مین تمھاری شام تنہائی ہوئی

دلمین اُنکے بل جو تیوری ہے بل کھائی ہوئی
جب کہا دیکھو تو بولے آنکھ ہے آئی ہوئی

وہ نگاہِ ناز محشر مین تماشائی ہوئی
گر اُٹھی میری طرف تو کیسی رسوائی ہوئی

اُسنے غم نامے جلائے نامہ بر جا کر تھکے
اُنکی پا فرسائی میری خامہ فرسائی ہوئی

سوختہ برقِ نگہ نے کر دیا فوراً اُسے
عالمِ امکان مین جس سے شناسائی ہوئی

غیر کے ملنے سے اُنکو کیا حیا آئی ہے آج
آنکھ کی پتلی نظر آتی ہے شرمائی ہوئی

تشنۂ خون ہے گلے ملتا ہے کیسا دوڑ کر
خنجرِ قاتل سے کیا اچھی شناسائی ہوئی

باتون باتون مین اُلجھتے ہین بگڑ جاتے ہین وہ
کچھ تو ٹیڑھی سیدھی دشمن کی ہے سمجھائی ہوئی

غیر کی قسمت مین عیش و وصل تھا روزِ ازل
میرے حصہ مین غم و صبر و شکیبائی ہوئی

نامہ بر جب قتل ہو پھر کیا رہے اُمیدِ صبر
بیکسی پھر کیون نہ ماتم مین ہو گھبرائی ہوئی

کیا سحر کو اُس گلِ رعنا کی دیکھ آئی بہار
چل رہی ہے جو نسیمِ صبح اِترائی ہوئی

شرم تم رکھوگے عاشق اس اجل کی یا نہین
یہ کسی اُمید پر ہے دور سے آئی ہوئی

غزلہائے غیر طرح دیوان ردیف یائے تحتانی جو حضرت داغ کی غزلون پر قافیہ بقافیہ تحریر کی گئین

تمھارے گیسو و رخ سے شمیم عنبرین نکلی
بہت مشکِ ختن کو ناز تھا شیخی یہین نکلی

طبیعت سے تری کب ضد کی عادت نازنین نکلی
کہ جب یہان لب تک آن نکلی ترے منہ سے نہین نکلی

وہ آتش دم ہون مین دم مین جلا کر خاک کر ڈالا
تڑپ کر برق پر اس طرح آہ آتشین نکلی

عجب انداز سے تڑپا ہے بسمل آج مقتل مین
لب شمشیر قاتل سے بھی ہمدم آفرین نکلی

غضب ہے مر گیا مین تو بھی انکو بدگمانی ہے
یہ کہتے ہین ابھی اس نیمجان کی جان نہین نکلی

ہزارون وعدون پر کیسا غضب ہے وہ یہ کہتے ہین
سنی کس نے ہمارے منہ سے ہان نکلی نہین نکلی

نگاہ ناز جانان کے مقابل برق ہو کیونکر
یہ وہ بجلی ہے جو گر کر کہین ٹھہری کہین نکلی

ہمارے دست وحشت نے جنون کو بھی دیئے خلعت
ہزارون مین ہماری آستین اک آستین نکلی

نگاہ ناز سے نکلی تو سیدھی پار ہے دل کے
حیا بھی شوخیون کا سانگ بھر کر شرمگین نکلی

زہے طالع ملک پڑھنے لگے توحید کا کلمہ
صدا اللہ اکبر کی جو وقت واپسین نکلی

بڑی مشکل پڑی ہے بت پرستونکو پرستش مین
جہان پتھر کوئی دیکھا تو عاشق کی جبین نکلی

ترے کوچہ کی وسعت بھی کوئی وسعت سی وسعت ہے
ازل سے تا ابد دیکھو وہی پہلی زمین نکلی

قیام حسن سے یہ بھی نہین بڑھتی قیامت ہے
گرہ جب عمر جانانکی گنی تو چودھوین نکلی

شب تاریک مین اللہ رے اسکے مسکرانے سے
جہان مین غل ہوا وہ رات دیکھو چودھوین نکلی

حیا کے ساتھ ہے حسرت تمھارے دلمین عاشق کی
گیا دل ہاتھ سے لیکن نہ یہ پردہ نشین نکلی

ہزارون نقد جان نکلی ہزارون نیمجان نکلے
تمھارے بزم سے کہدو میری حسرت کہین نکلی

جلائے ہونگے دل عشاق کے اس شمع محفل نے
صبا اس بزم سے کچھ آج غمگین و حزین نکلی

نکلنا تھا اگر یون چھوڑ کر اے بیوفا بیکس
تو دل کے ساتھ ہی پھر کیون نہ اے جان حزین نکلی

غم ہجران کے ہاتھون سے سنبھالو کوئی عاشق کو
اب اسکے پاؤن کے نیچے سے اے ہمدم زمین نکلی

غزل دیگر قافیہ بقافیہ

پھر باز پرس کس لئے روز جزا ہوئی
کب توبتہ النصوح مین مجھسے خطا ہوئی
شوخی مین پہلے شرم و حیا تھی وہ کیا ہوئی
حالت تغیر ایسی یہ کیون دل ربا ہوئی
تیری جفا بھی میرے لئے تو وفا ہوئی
غیرون کی بد دعا میرے حق مین دعا ہوئی
یہان کیا دھرا ہے غیر کے گھر جا کے بیٹھیے
کیون مرگ ناگہان تو عبث بد مزا ہوئی
صورت بدل گئی مری کیون ایسی عشق مین
جو بات راز کی تھی وہی بر ملا ہوئی
دشمن مریگا میری صفائی سے ہمنشین
اُس سے تو کہدے گو نہوئی اُنسے یا ہوئی
جرأت سوال بوسہ کی وہان کون کرسکے
توبہ جہان گناہ بنی یا خطا ہوئی
خانہ خراب پھرنے لگی بیکسی مری
حسرت بھی دل کے ساتھ ہی دلکی فنا ہوئی
دی جان راہ حق مین تو عمر ابد ملی
خضر بقا ہمارے لئے یون فنا ہوئی
کیجیے جفائین آپ جہان تک قبول ہین
دشمن دکھائے آنکھ تو یہ بات کیا ہوئی
خانہ خراب کیسی ہے یہ دل لگی جناب
آخر وہین ہوئی کہ جہان ابتدا ہوئی
جس دل پہ جا پڑی اُسے بس خاک کردیا
برق نظر تری نہ کسی جا خطا ہوئی
کب دشمنون کو مینے کہا ہے برا بھلا
چھوڑو خدا کے واسطے بیجا خطا ہوئی
پھر کیا خون بہا کہ سبھی کچھ تو بل گیا
قاتل جو مسکرا کے کہے ہان خطا ہوئی
فرط خوشی سے ہنسین میرے زخم دل
جب بعد قتل ہنسکے کہین وہ خطا ہوئی
پھر داد خواہ کون ہو انکا جہان مین
بے رحمی ان بتون کے لئے جب روا ہوئی
گریہ کی میرے پہونچی جو آواز تا بگوش
بے چینی یہان جدا ہوئی اور وہان جدا ہوئی
ترچھی نظر جو اُنکی ہوئی سیدھی اس طرف
مقبول جانتے ہین ہماری دعا ہوئی
اُنکی نگاہ ناز قیامت تھی یا بلا
دنیا ہوئی تمام اک اُنکی ادا ہوئی
جس جس نے اُنکو دیکھ لیا آگئی قضا
ایسی ادا ہوئی تو بھلا کیا ادا ہوئی
تیر نگاہ ناز کے پڑتے ہی جان گئی
میری قضا ہوئی تری ظالم ادا ہوئی

جب وہ پڑی رقیب بد اطوار پر پڑی
پھر کہتے ہین نگاہ مری پارسا ہوئی

اپنا سا کر لیا ہے اب اُسکو بھی حق پرست
پڑھ لین دوگانہ بندگی حق ادا ہوئی

مین بھی یہ جانتا ہون کہ لڑتی رہی سدا
غیرون سے کب نگاہ تری آشنا ہوئی

جب تم گئے تو قبر مین ہمکو جگہ ملی
جب دل گیا تو درد کو پہلو مین جا ہوئی

عاشق عدو کو گھیر لیا اُسنے آنکر
جب کوئی آسمان سے نازل بلا ہوئی

زاہد نماز عمر مین تیری ہوئی نہ ایک
عاشق کی ایک سجدہ مین ساری ادا ہوئی

غزلہائے غیر طرح دیوان

ہم ترے کوچہ مین اس طرح رہین آتے جاتے
سر کے بل چلتے ہین ٹھوکریان کھاتے جاتے

ہر قدم شور قیامت ہین اُٹھاتے جاتے
آرمیدون کو ہین ٹھوکر سے جلاتے جاتے

جو بہت چلتا ہے تھکتا ہے وہ آخر اک دن
مدتین دم کو ہوئین سینہ مین آتے جاتے

خون دشمن کا لگاتے ہین زمین پر قشقہ
خاک و خون مین ہین سمجھے یون ملاتے جاتے

پھول جھڑتے ہین گہر گرتے ہین آتی ہین مزے
وہ ہین دشنام سر راہ سُناتے جاتے

مر کے یون خاک ہوئے تھے کہ رسائی ہوگی
ہائے وہ خاک سے دامن ہین بچاتے جاتے

رہرو منزل عقبیٰ کو جو وحدت ہے پسند
پا فتادون کو بھی لازم تھا اُٹھاتے جاتے

رہگزر مین ہے مرا کلبۂ احزان اے جان
اس طرف بھی تو گذر ہو کبھی آتے جاتے

آہین بھرتے ہین ترے سوختہ جان تفتہ جگر
ہین فلک زیر فلک اور بناتے جاتے

سوختہ دل ہین وہ مایوس کہ آہین بھر کر
اک فلک تازہ دھوئین کا ہین بناتے جاتے

لیچلے دل تو عبث چھوڑ کے جاتے ہو اسے
نقش امید بھی سینے سے مٹاتے جاتے

اثر رقت مضمون سے ہے قاصد گریان
حرف مٹجاتے ہین خط کے مرے جاتے جاتے

بتکدے مین کبھی پایا کبھی بتخانہ مین
عاشق رند کو دیکھا ہمین آتے جاتے

ہم بھی **عاشق** وہ مقصد پہ پہونچ جائینگے
نقش پا پیش رووں کے ہین جو پاتے جاتے

دیگر

وہ گردِ رُخ جو زلف معنبر بنائین گے
ہالے کا گرد ماہ کے چکر بنائین گے

دود جگر سے چرخ کی چادر بنائین گے
چنگاریون سے آہ کے اخگر بنائین گے

لکھنے کو وصف مصحف رُخسار یار کے
تارِ نگاہِ شوق کا مسطر بنائین گے

وحشت کریگی گر خلشِ خار کی ہوس
مژگانِ یار کو سرِ نشتر بنائین گے

آب روانِ اشک سے اندوہ ہجر مین
ہم نذرِ یار کے لئے چادر بنائین گے

قاتل ہمارے قتل سے آئیگی اور آب
قطرون سے خون کے جوہر خنجر بنائین گے

ہمسے بگڑ کے غیر بتون سے ملا تو ہے
اب تجھسے ہم بھی اے دل مضطر بنائین گے

بے ساختہ بناؤ تیرے ہائے کیا کہون
دل پر بنائینگے کبھی جان پر بنائین گے

دشمن کی روک کے لئے دل کے غبار سے
دیوار مثلِ سدِ سکندر بنائین گے

احسان کسی کا لین گے نہ ہم راہِ عشق مین
قاصد کے بدلے آہ کو رہبر بنائین گے

تمکو تو ہائے دلشکنی کھیل ہو گئی
ہم کسکے گھر سے روز نیا گھر بنائین گے

خاموش ہو کے وصل مین یون تو نہ بیٹھیے
بُت بن کے آپ مجھکو بھی پتھر بنائین گے

واعظ مجھے ڈراتا ہے محشر کی پیاس سے
سب کام میرے ساقیِ کوثر بنائین گے

تڑپا کے آپ ہمکو قیامت نہ لائیے
مضطر وہ ہین جہان کو مضطر بنائینگے

ہم کچھ عدو نہین کہ بنین اُنکے مُدّعی
کیون رنگِ خون سے قتل کا محضر بنائینگے

ہم اُڑکے جائینگے وہ کرین لاکھ بند و بست
اب طائرِ خیال کا شہپر بنائین گے

عاشق چنین گے وصل مین افشان جبین پہ وہ

اب آسمان حسن پہ اختر بنائین گے

ہم اے فلک ہین ستمگر کے دل دکھائے ہوئے
حزین ہین خستہ ہین مظلوم ہین ستائے ہوئے
اُٹھین نہ رشک سے کیون ہم بغیر اٹھائے ہوئے
رقیب آئے ہین محفل مین بے بلائے ہوئے
قدم قدم پہ تھے فتنے بپا قیامت تھی
چلے وہ ناز سے دامن کو جب اُٹھائے ہوئے
اگر نہ آئے وہ دلبر تو موت ہی آجائے
دعا کو ہاتھ ہین مدت سے ہم اُٹھائے ہوئے
عدو پہ ناز تھا اب کیون بنا وہ مورد طعن
بتاؤ پھرتے ہو کیون اپنا مُنہ بنائے ہوئے
عذاب روز جزا سے وہ کیا ڈرین واعظ
جو سختیان ہین غم ہجر کی اُٹھائے ہوئے
یہ کون بسمل پُرشوق آج قتل ہوا
لباس سُرخ سے وہ خون مین ہین نہائے ہوئے
نہ غنچہ خود ہین شگفتہ نہ اپنے زخم جگر
یہ گل ہین اُس گل خندان کے سب کھلائے ہوئے
وہ دل کو لیگئے اپنے تو رہ گئے بس ہم
کلیجا غم سے مسوسے ہوئے دبائے ہوئے
جو کشتگان تغافل ہین خاک مین سوئے
اُٹھین کسیکے نہ ہرگز کبھی اُٹھائے ہوئے
رہیگی رونق حسن و جمال کب مخفی
نقاب مین ہون وہ گو لاکھ مُنہ چھپائے ہوئے
خطر ہو کیا اُنھین دریائے معصیت کا کچھ
جو بحر اشک ندامت مین ہین نہائے ہوئے

نہ کیون ہون بحر ندامت مین غرق اے **عاشق**
کہ میرا خون ہین وہ مجھسے گنہ بہائے ہوئے

کُشتنی وہ ہین کہ ارمان قتل کے دلمین رہے
سر بکف ہو کر ہمیشہ کوئے قاتل مین رہے
نکلے ارمان شہادت ہائے دل ہی کسطرح
نازکی سے جب نہ خنجر دست قاتل مین رہے
کیا رہے ایسے تو رہنے سے نہ رہنا خوب تھا
جب سبک سمجھے نہین اور بھاری ترے دلمین رہے
بعد پامالی وہ کردی خاک بھی برباد جب
پھر کوئی کیا خاک جا کر کوئے قاتل مین رہے
پیٹین ہم اُن حسرتون کو جو سدا بھٹکی پھرین
روئین اُن ارمانون کو نکلے نہ جو دلمین رہے
تھے شہادت کے جو بھوکے کھایا پھل ثمر
قبضۂ شمشیر و خنجر دست قاتل مین رہے

دختر رز منہ لگی جسکے نہ چھوٹے گی کبھی
محتسب پیتے رہے خون جگر باطل مین رہے

عشق پردہ دار نے ڈھانکا ہی پردہ قیس کا
پھر بھلا لیلی کا پردہ کیون نہ محمل مین رہے

وہ نہین آیا گلستان مین تو آئی ہے خزان
وہ مزے پہلے سے کب شور عنادل مین رہے

کچھ دئے ہین مانگ کو کچھ زلف کو کچھ خال کو
میرے دلکے ٹکڑے یون دامانِ قاتل مین رہے

جھوٹا **عاشق** کو وہ کہتے ہین سوال وصل پر
ہجر کیسا عمر بھر جب تم مرے دلمین رہے

غزل دوم ایضا

پوچھتے کیا ہو شب غم کن مشاغل مین رہے
رنج و غم درد و الم سے مشورے دلمین رہے

یہ زمین چرخ کو افشان کریگا خون سے
دم اگر تھوڑا ابھی باقی تیرے بسمل مین رہے

ناتوانی سے نہ نکلے دو نو گھر سے ہجر مین
مین تو کیا ارمان بھی میرے سخت مشکل مین رہے

ہائے مین تڑپا نہین لوٹا نہین دیکھا نہین
سیکڑون ارمان بھرے قاتل مرے دلمین رہے

وہ تجلی نور کی اور دبدبہ وہ حسن کا
روبرو اُسکے کوئی بیٹھا مقابل مین رہے

وہ عدم آباد کو پہونچین گے کیونکر رہرو
عمر بھر چل چل کے جو پہلی ہی منزل مین رہے

خوب لوٹے آپکے روئے مخطط کی بہار
گر ہمارا نقطۂ دل آپکے تل مین رہے

آنکھ مین ہو جلوہ نظارہ تیرے دوست کا
یاد تیری ہر نفس یارب مرے دلمین رہے

کرتے ہین بے چین جو آ آکے اُنکو تمھین
میرے ارمان ہین جو وقتِ مرگ تھی دلمین رہے

پوچھو تو بتلاؤن مین تمکو کہان تھے پردہ دار
آنکھ کے تل مین رہے تم پردۂ دل مین رہے

ہجر مین **عاشق** جگر اور دلمین بھی بنتی نہین
یون تو سینہ مین بہت مدت سے شامل مین رہے

غزل سوم

جبکہ یکرنگی ہے پھر کیون وہم باطل مین رہے
جز ترے کوئی تصور کیون مرے دلمین رہے

رشک دشمن نے غضب ہی جان کے اے شمع رو
بنکے ہم پروانہ شب کو تیری محفل مین رہے

جلد طے کرتے ہین منزل کو جو ہین آہستہ رو
زود رو کھا کھا کے ٹھوکر پہلی منزل مین رہے

بوند پانی کی نہین چکنے گھڑے پر ٹھہرتی
بات عقل و فہم کی کیون طبع جاہل مین رہے

وصل مین ناخوانده مہمان آتے ہین اور ہجر مین
کون مہمان یاس و حسرت کے سوا دلمین رہے

بار سنگ رشک دشمن ہے ہمیشہ سینہ پر
تیرے بیمار محبت مبتلائے سل مین رہے

شیخ مسجد برہمن مندر مین رہتے ہین تو کیا
دل جگر انکا جو دائم کوئے قاتل مین رہے

یاد مژگان بت سفاک مین فرقت کی رات
خار غم نشتر صفت ہر دم رگ دلمین رہے

دیکھئے پہونچین گے کب تک تا در ملک عدم
قافلے جتنے گئے سب پہلی منزل مین رہے

خار غم نے تیرے بخشے ہین ہزارون دل مین
آبلے جتنے پڑے بن بنکے دل دلمین رہے

عاشق اب وہ جو سزا دین نہین اسکا جواب
کہتے ہین کیون بے اجازت میری محفل مین رہے

کیا قیامت کے تماشے کوئے قاتل مین رہے
سیکڑون ڈبڈب کے نقشے پائے بسمل مین رہے

جان کھوئی ہو جسے وہ ایسی مشکل مین رہے
جز مرے دشمن کا کیا دل جو ترے دل مین رہے

دونو کے ارمان نہ نکلے ایک وچھے وار مین
کچھ مرے دلمین تو کچھ شمشیر قاتل مین رہے

تن کو وہ ڈھانکے نہ کیون پھر خاک کوئی یار سے
تار اک باقی نہ جیب امان سائل مین رہے

بال پڑ جائین گے اس مین حیرتی بن جائے گا
تاب کب آئینہ کو تیرے مقابل مین رہے

داغہائے دل ہین یہ سب خون کے چھینٹے نہین
جو گل خندان نمط دامان قاتل مین رہے

میرے گریہ کا اثر ہے موج طوفان بلا
میری آہون کے شرر دامان ساحل مین رہے

ذبح ہونے مین بھی قاتل ہمدمی کا لطف ہو
جتنا دم خنجر مین ہو اتنا ہی بسمل مین رہے

بیگنہ کے قتل سے جاتی رہی ہے آبرو
پہلے سے جوہر کہان شمشیر قاتل مین رہے

یاس و حسرت کے سوا ہے کون اپنا ہجر مین
کاشکے پیکان قاتل ہی مرے دل مین رہے

آئے تھے دریا بہاتے اور چلے تو گور مین
ہم سدا مخمور ہین آب او راس گِل مین رہے
عمر بھر مین پہونچے ہین یارب کنارِ گور کے
دور ہے جانا ابھی تک پہلی منزل مین رہے

آج **عاشق** کچھ تسلی جانِ مضطر کو ہے کیون
تیر کے پیکان شاید ٹوٹ کر دل مین رہے

نہ پایا میری آہون سے کہین اپنا نشان تونے
بتا سمجھا تھا کیا آخر مجھے اے آسمان تونے
نہ چھوڑا عندلیبانِ چمن کا آشیان تونے
اُجاڑا کیون بہاران مین گلستان باغبان تونے
گلی کوچون مین خاک اُڑنے لگی شہرون مین چرچے ہین
نبھائی رازداری خوب ہی اے رازدان تونے
گھٹی ہے شوکتِ افلاک تیرے آستانے سے
زمین جنت ہوئی وہان کی قدم رکھا جہان تونے
نہ نکلی صورتِ حسرت یہ کیسی بے وفائی ہے
کیا شرمندہ کیون قاتل سے جانِ ناتوان تونے
کٹے جاتے ہین اعدا اور وہ خاموش بیٹھے ہین
نکالی دھار خنجر کی طرح کیون اے زبان تونے
جہان دیکھو جہان مین شور ہے غل ہے دُہائی ہے
یہ کی ہے نوحہ خوانی خوب دل کے نوحہ خوان تونے
فسانہ گر مرا سُنتا نہ سُنتا پھر کوئی قصہ
فقط فرہاد و مجنون کی سُنی ہے داستان تونے
تجھے غیرون سے نفرت ہوگئی سمجھا تھا آج اسکو
قسم کھا کر کیا ہے بدگمان اے بدگمان تونے
ہزارون داغ سینہ کے کئے روشن یہان ہمنے
جو شب بزمِ عدو مین گُل کھلائے میری جان تونے
کہا بُت سے خفا ہوکر یہ پیشانی کے بوسہ پر
بنایا کیا جبین کو میرے سنگِ آستان تونے
غمِ سوزِ نہان صد آفرین شب بزمِ جانان مین
جلائے شمع کی مانند میرے استخوان تونے

تجھے سودا ہوا **عاشق** جو سودا دل کا کرتا ہی
سرِ بازار یہ کیسی لگائی ہے دُکان تونے

ہمارے قتل پر اکثر ہلائی ہے زبان تونے
سوالِ وصل پر لیکن نہ ہون کی ہے نہ ہان تونے
اُٹھایا آہ دل سے کسقدر میرے دھوان تونے
بنایا سر پہ تازہ اور بھی اک آسمان تونے
تصور مین بھی بوسون کے جو یون لب چاٹتی ہے تو
بتا تو ذائقہ پایا ہے کیا اے زبان تونے

غضب ہے قتل ہونے پر بھی مجھسے بدگمانی ہے
ہزاروں بار مقتل میں لیا ہے امتحان تونے

ہوا حورعین میں اندنوں کا بھی ساجھا تیرے باعث سے
بنایا زاہدوں کو معتقد پیرِ مغان تونے

ترا ممنون ہوں رکھا پتہ اُنکے نہ مسکن کا
اڑائی آہِ پر تاثیر خاکِ دشمنان تونے

جو جاتے ہیں وہاں عشاق مرجاتے ہیں گھٹ گھٹ کر
بنایا ہے ہمارے عہدِ دل سے کیا مکان تونے

کیا سر کو جدا اتنا یہ کب بھاری تھا اے قاتل
اس احسان سے کیا ہے دوش کو جتنا گران تونے

کبھی بتخانہ میں ڈھونڈا کبھی کعبہ تجھے جا کر
کہیں کا بھی نہیں رکھا مجھے عشقِ بتان تونے

جوانی رہ گئی تھک تھک کے پیچھے پر نہ ہاتھ آئی
دکھائی چال وہ پیری میں اے عمرِ روان تونے

خدا جانے پسند آئے نہ آئے اُنکو ای **عاشق**
یہی تھا بیش قیمت دل جو بھیجا ارمغان تونے

تجسس میں جو چھنوائی ہے خاکِ لامکان تونے
اُڑائی خاک حسرت کی دلِ پر غم کہان تونے

سلوک اچھا کیا وحشت یہ بنکر میہمان تونے
اُڑائیں خوب امن کی ہمارے دھجیان تونے

تری قدرت کی وسعت کا تجھی کو علم ہے یارب
کیا دو حرفِ کن میں دونو عالم کو عیان تونے

تبسم سے ترے ہر خار و خس میں پھول آئے ہیں
گلستان میں کھلائے گل عجب غنچہ دہان تونے

صفت غلمان و حور و خلد کی سچ مان لیتا میں
مگر دیکھا نہیں زاہد کبھی کوئے بتان تونے

شب ہجران سے میرے اِسکی طولانی کہیں کم ہے
ہوا کیا خضر گر پائی ہے عمرِ جاودان تونے

ہمارے سینہ میں کیا داغِ رشکِ غیر کچھ کم تھے
دیا ہے پھر فلک کیوں داغِ ہجرِ دوستان تونے

ترے **عاشق** نے زندہ کر دیا مردہ مضامین کو
خدایا وہ زبان بخشی اُسے معجز بیان تونے

کیا جو اُس بتِ نامہربان کو مہربان تونے
سکھائی ہوگی طرزِ جور کوئی آسمان تونے

کہیں باقی نہیں چھوڑا ہے کچھ آہ و فغان تونے
زمین بیچاری کیا پھونکے ہیں ساتون آسمان تونے

قیامت کی یہ طولانی جو واعظ کی بیان تونے
درازی روزِ ہجران کی ابھی دیکھی کہاں تونے

خدا جانے لقب پایا ہے کیون آرامِ جان تونے
ہمین ناشاد ہی رکھا نہ رکھا شادمان تونے

چھپے جتنے تھے پیکان تیر کے دل بن گئے اُتنے
دیئے اک دل کے بدلے سیکڑون دل لستان تونے

یہ ٹھہری تھی کہ لیجیے امتحان آج اُسکا مقتل مین
وفا کی خوب ہی دشمن سے مرگِ ناگہان تونے

مرا دامن ہے گویا دامنِ صد وادیٔ ایمن
کبھی نا اُنیا مرے دامن سے دور اے آسمان تونے

ہزارون کوس بجلی بھاگتی ہے جسکی تابش سے
بتا مجھسا کہین دیکھا ہے کوئی تفتہ جان تونے

نہ آئے وہ تصور ہی مین نقشہ کھچکے آیا ہے
نہین کی جذبِ الفت میری محنت رائگان تونے

وفا کی تو جفا کی اور دعا کی تو دغا اُلٹی
اِدھر مینے اُدھر تونے یہان مینے وہان تونے

جہان بیٹھے زمین بیٹھی جہان اُٹھے فلک ٹوٹا
قیامت ہم پہ توڑی ہے زمین آسمان تونے

سخندانی کی شہرت ہے سخندانون مین یون **عاشق**
کہ فیضِ حضرتِ غالب سے پائی ہے زبان تونے

رباعیات طرح دیوان قافیہ بقافیہ

رباعی

اے ماہِ لقا غیرتِ صد مہرِ منیر
کیونکر نہ ہو رشک سے یہ عاشق دلگیر
ہے طرفہ غضب کہ خواب مین غیر سے شب
باتین کرتی تھی ہنسکے تیری تصویر

رباعی

بے رحمی و سفاکی مین بے مثل و نظیر
ہے کون وہ تم ہی تو ہو بیباک و شریر
کیا چھیڑ ہے کیون غیر کی بھیجی تم نے
ہمنے بھی جلائی مُنہ جلے کی تصویر

رباعی

کیا مہر سے خالی ہے تمھاری تصویر
اچھون سے نرالی ہے تمھاری تصویر
کیا کھینچے کوئی کہ دور اپنے کو ہت
خود کھینچنے والی ہے تمھاری تصویر

رباعی

بہزاد نے ہرگز نہ اُتاری تصویر
اس ناز و ادا کی ایسی پیاری تصویر
حیرت سے جو تصویر بنا جاتا ہے
پھر کھینچے وہ کس طرح تمہاری تصویر

رباعی

بدعہد کمرتی ہے تمہاری تصویر
جھوٹا تمھین کرتی ہے تمہاری تصویر
بھرتے ہین تصور مین جو اسکا خاکا
عُشاق سے ڈرتی ہے تمہاری تصویر

رباعی

حور و غلمان سے ہے یہ بڑھکر تصویر
ہے عکس فلک پہ اور زمین پر تصویر
پیوستہ یہ اُس سے اور وہ ہے اِس سے
پھر دل سے یہ کیونکہ نکلے باہر تصویر

رباعی

سیکھی ہے کہان ناز تمہاری تصویر
دم دیتی ہے دمساز تمہاری تصویر
مانند بتون کے راز کہتی ہی نہین
پھر کیونکہ ہو غمّاز تمہاری تصویر

رباعی

رمضان کے روزون سے مِلا خلد مین بار
اسکی گرمی سے سردی پہونچی فی النّار
روزہ ہو وو روزہ کے برابر عاشق
جائز نہین اک دن مین ہو دو بار افطار

تمت بالخیر

غیر طرح دیوان

قصیدہ مشتملبر مدح مہر سپہر عرفان و ہُدیٰ شمع شبستانِ صدق صفا حضرت سید حسن رسول نما قدس سرہٗ

حسن رسول نما پیشوائے اہلِ یقین
اس آستانہ پہ گھستے ہین مہر و ماہ جبین

بلند گرچہ فلک ہے مگر کہاں اتنا
کہ جتنی رکھتی ہے رفعت اس آستان کی زمین
جبے جو ذرۂ خاکِ قدم سے افشان چرخ
تو مہر و ماہ مین ہونے لگی چنان و چنین
یقین ہے نہ رہے خاتمِ سلیمان مین
گراُن کا نام نہ ہو زیب بخشِ جرمِ نگین
بنے گی غیرتِ اکسیر گرد پا اُسکی
جو ہووے دشتِ معلّی مین کوئی خاک نشین
نہین بعید خرد سے کہ طالبون نے ترے
نگاہ جبکہ اُٹھائی تو عرش بھی ہے قرین
لگی ہوئی ہے سرِ رہ سبیل کوثر کی
اس آستانے کی ہے خاک رشکِ ماءِ معین
جہان شرع مین مشہور نام ہے تیرا
ہے جس سے رونقِ اسلام زیبِ دینِ مبین
یہ فیض آپکے سب حسنِ معنوی سے ہے
کہ میری فکر ہے اچھی مرا خیال حسین
لیا یہ رحمتِ باری نے کام روضہ پر
کہ پڑھتی رہتی ہے ہر وقت سورۂ یٰسین
جہان مین آپکی خاکِ قدم ہے خاکِ شفا
نہ دردمند ہے کوئی یہان نہ کوئی حزین
تمھارا نام اگر دایۂ حیات نہ لے
یقین ہے کہ شکم سے کبھی نہ نکلے جنین
یہ حسنِ خلق کا سبزہ مین ہو گیا ہے اثر
تمھارے دشت کے آہو مین رشکِ آہوئے چین
اگر آپکی ہو توجہ تو ہے نجاتِ ابد
سفارش آپکی ہو تو ملے بہشتِ برین
تمھاری یاد مین رو دون زمین پہ بیٹھ کے گر
تو ہو بہشت کے قابل سرشتِ ماء و طین
جہان مین تا بقیامت تمھاری ذات سے ہے
نظامِ شرع و طریقت قوامِ ملت و دین
تمھارے ہجر مین گریہ نے پائی یہ قیمت
کہ قطرہ قطرہ ہے آنسو کا رشکِ دُرِ ثمین
یقین تو یہ ہے کہ پہنچے نگاہ تا سرِ عرش
مراقبہ مین کوئی ہو جو بر سرِ بالین
چڑھائے مرقدِ انور پہ چرخ گر چادر
ستارہ بنکے گرے صورتِ گلِ نسرین
رسولِ پاک سے چاہا ملا دیا جسکو
کیا ہے مُردے کو زندہ زرِ صدق و یقین
اویس قرنی سے بیعت ہوئی ہے رویا مین
تبارک اسمک کیا مرتبہ ہے کیا تمکین
طریقت آپکی عرفان ہے معرفت ہی سلوک
محبت آپکی ایمان ہے اور کفر ہے کین

نگاہ پڑتے ہی روضہ پہ عرش پر جائے
یہ تار کا ہے عجب سلسلہ کہین سے کہین

نمونۂ سلفِ صالح رسُول ثنا
جناب سیدِ احمد حسن ہین صدر نشین

انھین کے دم سے ہے روضہ کو رونقِ تازہ
مثل یہ سچ ہے کہ ہے زینتِ مکان مکین

انہی سے شمع شبستانِ معرفت مین ہے نور
زمین روضۂ انور ہوئی فلک تزئین

فلک اگر نہ پڑھے اِنکے نام کی تسبیح
تو دانہ دانہ جدا ہو خوشۂ پروین

یقین ہے نعرۂ اشہد سے گونج اُٹھے گردون
اگر ہنون کو یہ ذکرِ حسن کرین تلقین

شریعت اِنکا ہے رشتہ طریقت اِنکا چلن
حقیقت اِنکا ہے قانونِ معرفت آئین

بیان کیونکہ کرے لاکھ خوبیون مین ایک
زبانِ خامہ کو طاقت نہین مجال نہین

ہمیشہ روضۂ اطہر سے فیض ہو عاشق
لب سروش دعا پر مرے کہے آمین

غزلہای ردیف الف قافیہ بقافیہ تمامہ غزلہائے دیوان مرآۃ الغیب شاعر بیمثال سخنور نازک خیال فاضلِ اجل کاملِ اکمل جناب مولوی امیر احمد صاحب متخلص امیر مینائے لکھنوی دو غزلہ ردیف یا صفحہ ۲۹۵ و ۲۹۶ دیوان مرآۃ الغیب قافیہ بقافیہ وقصیدہ مندرجۂ دیوان مذکور بمناظرہ شانہ و آئینہ قافیہ بقافیہ

مناظرۂ زلف و رخ

جتنا ہو کم قصور رہے اپنے قصور کا
ہے بحرِ عفو جوش پہ ربِّ غفور کا

کچھ بھی نشان نہین مرے داغِ قصور کا
اللہ رے جوش رحمتِ ربِّ غفور کا

عالم مری نگاہ مین رہتا ہے نور کا
دریا سے موج کو ہے ارادہ عبور کا
جو اک پلک جھپکنے مین واصل ہو یار تک
ایسے سے وہم دور ہے نزدیک و دور کا
درماندگی وصال صنم مین ہو کسلیئے
چلتا نہین کہ فکر ہو نزدیک و دور کا
ذرّہ سے کم نگاہ مین میرے ہین مہر و ماہ
عالم وہ چشمِ دل مین سمایا ہے نور کا
اللہ رے صاف دل کی ہماری صفائیان
جس جا نگاہ کی وہین جلوہ ہے نور کا
بینا ہے جنکی چشمِ دل اسرار عشق مین
گھر بیٹھے دیکھتے ہین تماشا وہ دور کا
مرجھا دیا سمومِ ملامت نے اُگتے ہی
سرسبز کب نہال ہوا ہے غرور کا
شایان ہے تیرے واسطے زیبا تجھی کو ہے
اللہ رے دبدبہ ترے عزّ و غرور کا
نورِ خدا سے نور محمدؐ گیا ہے مل
کتنا عروج پر ہے ستارا یہ نور کا
بہتان اُٹھین گے شرک کے گھر غیر کے نہ جا
مخزن وہ تہمتون کا ہے معدن فتور کا
نے وہ ارم رہے نہ وہ شوکت نہ وہ شہی
شداد کو ملا یہ نتیجہ غرور کا
کون و مکان حبیب کی خاطر بنائے ہین
وہ نورِ پاک خاص سبب ہے ظہور کا
رکھتا ہون بے پری مین بھی وہ تیز پر کہ مین
پستی مین لاؤن اوج سے بشہپر طیور کو
ابر کرم وہ دامنِ عصیان کو پاک کر
دھبا رہے نہ ایک بھی داغِ قصور کا
وہ اسمین جلوہ گر ہے یہ پھرتا ہی ڈھونڈتا
یہ حال ہو گیا ہے دلِ ناصبور کا
اس آرزوئے دل نے اسے کیون بٹھا دیا
اُبھرا تھا بحرِ غم سے سفینہ قصور کا
گرداب مین پھنسائے گا گر بارِ معصیت
توبہ سبک کریگی سفینہ قصور کا
بھاری نکر ڈبو نہ ہوا و ہوس اسے
ہے بحرِ معصیت مین سفینہ قصور کا
پھر کیون نہ ہو پہنچے فخر سی عرشِ برین پہ سر
ہو سایۂ قدم مرے سر پر حضور کا
اے بیکسی کہان ہین وہ سرمایۂ غرور
ملتا نہین نشان اب اُنکی قبور کا
چاہون مین تجھکو اور ہو پھر چاہ غیر کی
کافر ہون گر خیال کرون حسنِ حور کا

زاہد مین اُسکو چھوڑ کے کب دم مین آؤنگا
لالچ جو دے رہا ہے تو غلمان و حور کا

یہ وہ نہین شراب کہ خالی ہون خم کے خم
اک جُرعہ مکتفی ہے شرابِ طہور کا

پیتا نہین ہون کچھ بھی بجز خونِ دل کبھی
مشتاق اسقدر ہون شرابِ طہور کا

مجھکو مے وصال سے مسرور کیجیے
کب خواستگار ہون مین شرابِ طہور کا

وہ عشق پردہ دار نے ڈھانکا بروزِ حشر
کب جسم کوئی دیکھ سکا ہے ہمسلے عور کا

عاشق کا بیڑہ پار لگا دیجیو خدا
بحرِ فنا سے جب ہو ارادہ عبور کا

جوش مین جس دم کہ دریائے شفاعت ہوگیا
سبکا بیڑا پار حضرت کی بدولت ہوگیا

لوحِ دلپر نقش جب نقشِ شفاعت ہوگیا
محو داغِ معصیت اُسکی بدولت ہوگیا

جو کہ ہونا تھا وہ سب وقتِ شفاعت ہوگیا
سبکا چھٹکارا شفاعت کی بدولت ہوگیا

وہ گھٹا آئی کرم کی ابر رحمت ہوگیا
فضل سے لبریز میدان عدالت ہوگیا

دامن اُمید شوقِ جلوہ سے اتنا بڑھا
دور دامن کا رہے دورِ قیامت ہوگیا

ہوگئی بخشش ملی جنت خدا کے فضل سے
مختصر میرے لئے روز قیامت ہوگیا

سونے والون کی کھلین آنکھین جو اُنکی چال سے
پوچھتے ہین مجھسے کیا روز قیامت ہوگیا

جو گرا قطرہ غمِ حسنین مین دریا بنا
جو دھوان آہون کا اُٹھا ابرِ رحمت ہوگیا

جسکو دربانی ملی اُس آستانِ پاک کی
اُسکو دنیا ہی مین حاصل قصرِ جنت ہوگیا

مل گئی کونین کی بس اُسکو پھر شاہنشہی
جسکو فرمانِ غلامی یہان عنایت ہوگیا

ابر رحمت لیکے جب غائب ہوا آغوش مین
چھوڑکر روح الامین حضرت سے رخصت ہوگیا

اُنکے آنے سے ہماری جان رفتہ آئی تھی
اُنکے جانے سے لبون پر دم تھا رخصت ہوگیا

نعرہ تکبیر جب خنجر کے مُنہ سے سُن لیا
اللہ اللہ کیا مجھے شوقِ شہادت ہوگیا

مین وہ تڑپا نکلی خنجر کی زبان سے آفرین
رشک سے دشمن کو بھی شوقِ شہادت ہوگیا

ہاتھ جو اُسنے لگایا تن کے سو ٹکڑے ہوئے
جو نمک چھڑکا وہ خوراک جراحت ہوگیا

خاکساری کے سبب پہونچا کہاں سے یہ کہاں
دل ہمارا وہ ترقی یاب رفعت ہوگیا

گھٹتے گھٹتے درد نے یہ حال میرا کر دیا
بڑھتے بڑھتے ضعف آخر رفعِ محنت ہوگیا

آپ جو چاہیں کہیں اور مین سنوں حیرت زدہ
کیسا جلوہ ہے کہ جس سے محوِ حیرت ہوگیا

سونپی قسّام ازل نے قسمتِ عاشق انھیں
جو زبان سے لفظ نکلا حرفِ قسمت ہوگیا

عاشق اب کیا شکوۂ بیداد گر سے فائدہ
جو کہ ہونا تھا وہ پہلے درجِ قسمت ہوگیا

فلک کیا ہو مقابل عاشقوں کے دورِ دامان کا
ازل سے تا ابد اک گوشہ ہے طولِ گریبان کا

یہ دل جوں آتشین شیشہ ہی منظر شعلہ رویان کا
تماشا خود بخود جس سے نمایان ہے چراغان کا

گذر کیا ہو سکے یہان فہم کا یا دخل امکان کا
بہا تھا کربلا مین خون کیون شاہِ شہیدان کا

گُل عارض کی تیرے عشق نے بخشا اثر مجھکو
جہان رکھا قدم وان بنگیا تختہ گلستان کا

گرجنا گونجنا نالہ کا میرے چرخ پر چڑھکر
مقابل سے کہین مُنہ پھیرتا ہے شیر میدان کا

بیان پیراہنِ اقدس کی عظمت ہو سکے کیونکر
ازل سے تا ابد ۔ اک تار ہو جسکے گریبان کا

قدم پہونچا جہان تیرا فرشتون کی گذر کب تھی
ترے ذرہ سے برتر رُتبہ کب تختِ سلیمان کا

ہمارے سینۂ پر داغ کی دیکھی وہ گلکاری
کوئی مشتاق ہے عالم مین گر سیرِ گلستان کا

دعائین تا درِ ایجاب پہونچین میرے ہاتھون کی
مرادون سے بڑھا وہ سلسلہ میرے گریبان کا

خلش خارِ رہِ الفت کی جسکے دلمین ہوتی ہو
نظر مین اُسکی شکلِ خار ہر گل ہے گلستان کا

تمہارے دستِ رنگین کا وہ سایہ ہے شفق کب ہے
حنائی ہاتھ سے دل خون ہوا ہے لعل و مرجان کا

خدا کی شان ہے زاہد بھی دیوانہ ہوا اب تو
اثر ہے زلفِ حوران مین تری زلفِ پریشان کا

ہماری لاغری نے دی یہ آزادی نئی آزادی
بیابان در بیابان بن گیا ہے گوشہ زندان کا

ہو ویران گلشن ہاتھ سے صیاد و گلچین کے
کسیکو خاک پھر ارمان ہو سیرِ گلستان کا

سیئے تارِ نظر سے مردم چشم اسکو زیبا ہے
دل صد چاک ہی پیوند ہے میرے گریبان کا

گھٹائے سے نہین گھٹتا نہ یہ کاٹی سے کٹتا ہے
مرے طولِ امل کو سامنا ہے روزِ ہجران کا

درازی دیکھ لینا روزِ محشر کی ابھی کیا ہے
مقابل گر کبھی ہو جائیگا یہ روزِ ہجران کا

لکین ہین درد و غم اسمین کہان پھر عیش و راحت ہو
نہین دلمین ٹھکانا اب ہمارے اور مہمان کا

یہ مانا حضرت عیسیٰ جلا دیتے تھے مُردون کو
علاج آسان نہین لیکن ہمارے دردِ پنہان کا

عدو کم ظرف تھا جو راز عالم مین کئے ظاہر
مشیر اسکو بنایا تمنے ناحق رازِ پنہان کا

بلا سے جان جائے یا رہے اسکی نہین پروا
ہمین تو امتحان لینا ہے اکدن انکی پیکان کا

ترے تیرِ مژہ کے عشق مین حالت ہوئی ایسی
کہ ہر موئے بدن ٹکڑا اپنا قاتل کے پیکان کا

لو آؤ دیکھ لو تم سینۂ **عاشق** کی گلکاری
تماشا دیکھنا ہے گر تمھین سرو چراغان کا

دل پرخون نے وہ عالم کیا میرے گریبان کا
کہ گویا رنگ لایا خون پس مردن شہیدان کا

تعلق جسطرح جانکا ہے دل سے دل کو ہے جان کا
گلستان کو یونہین بلبل کا بلبل کو گلستان کا

نہین آسان تماشا دیکھنا کچھ مُلکِ امکان کا
کہ یہ ہو کا مکان ہے جسمین عالم ہے خموشان کا

ہزارون سر اُڑے ابرو جدھر کو ہو گئے ترچھی
جہان مین غل ہوا قاتل تری شمشیرِ بُران کا

تمھاری ابرؤن سے دیکھ بیچے کٹ گئین موجین
پڑا ہے آئینہ مین عکس اس شمشیرِ بران کا

ضرورت تھی جو کرنون کی دیئے مہرِ درخشانکو
رہا اک تار کب باقی مرے چاکِ گریبان کا

چمن مین گل کھلے ہین اور دلمین داغ حسرت کے
مزا ہے سامنا ہو اب گلستان سے گلستان کا

ہمارے زخمِ دل کو چاندنی سے گر بچانا ہے
لگا اے چارہ گر پھاہا کسی گل کے گریبان کا

شرر کہ آہون کے ہیرے دیکھ بیچے وہ چمکتے ہین
تمھین منظور ہے گر دیکھنا جلسہ چراغان کا

قیامت مین قیامت قاتلون کی سر پہ ٹوٹیگی
بہایا کیسی بے رحمی سے خون شاہ شہیدان کا

ہو آئے گلشنِ دنیا یہ اے دل پھولتا کیون ہے
بدلجاتا ہے دم بھر مین یہان رنگ اس گلستان کا

مزے آئے خلش کے تیر مژگان کے تصور مین
مزا ہر تار بستر نے دیا خار بیابان کا

ہمارا خندۂ زخم جگر جب کھولدے ٹانکے
عبث سینا ہے پھر اے بخیہ گر چاک گریبان کا

پھرے فرہاد و مجنون جس بیابان تعشق مین
نہین آسان کنارہ ہاتھ آنا ایسے میدان کا

جہان پہونچا ہے یہ حُبّ نبیؐ مین وہ نہین پہونچا
تصور سے نہین پایہ بڑھا تخت سلیمان کا

اگر دست جنون ہے اپنی تجھکو شب فرقت
تو کوئی تار ثابت رہنے دی میرے گریبان کا

چڑھا نالہ مرا یون چرخ پر اک آن مین شب کو
بگولہ چرخ کھاتا جس طرح اُٹھی بیابان کا

عدو کے گھر کے دھوکے مین وہ میرے گھر چلے آئین
اثر پھیلے جو عالم مین شب تاریک ہجران کا

تمہارے آستانے کا ملا ذرہ تو مین سمجھا
نگینہ ہاتھ آیا خاتم دست سلیمان کا

رسائی خار تک ان کی اور اسکی دست وحشت تک
بڑھے رتبہ نہ کیونکر جیب و دامن سے گریبان کا

بس اب باز آیئے اے چارہ گر مرہم لگانے سے
مرا ہر زخم دل مشتاق و خوگر ہے نمکدان کا

یہ دل ہی کھوئے دیتا ہے ہماری جان کو عاشق
بھروسہ کس توقع پر ہو پھر ایسے نگہبان کا

الجھتا کیون ہے ناحق حوصلہ کب ہے یہ دامان کا
کہ ہو جائے مقابل صورت چاک گریبان کا

کھٹکتا ہے نظر مین خار بنکر عشق خوبان کا
بنا ہے داغہائے دل سے اک تختہ گلستان کا

رہا پردہ اسی باعث ہمارے جسم عُریان کا
کہ محشر مین بھی بس سایہ رہا تیرے گریبان کا

سبب کچھ تھا کہ جو شب کو ہوئی معراج حضرت کو
بجز اللہ واقف کون ہے اس راز پنہان کا

جگر دل ٹکڑے ہو ہو کر بہت اشکون کے ساتھ آئے
بہا دریائے خون ایسا ہمارے زخم پنہان کا

ہمارے داغہائے دل کے پھولون کا ہے یہ گنتھا
بتا دیجے اگر اک پھول ہو اسمین گلستان کا

ہمارے داغہائے دل کی کیفیت نہین دیکھی
کہ موسم ایکسان رہتا ہے اس اُجڑی گلستان کا

ہزارون چاک شانہ مین ہزارون پیچ گیسو مین
سُلجھنا ہے بہت مشکل پریشان ہے پریشان کا

دکھا دیتا ہون اے فرہاد و مجنون راہ الفت کی
سنبھلنے دو ذرا گوشہ تو چھوڑو تم گریبان کا

امیدین وصل کی شب کی اگر ہوتین ہم پہ
کلیجا کسکا تھا جو غم اُٹھاتا روزِ ہجران کا
تمھاری زلف پیچان مین ہمارا دل ہے پیچیدہ
ہوا ہے ربط یہ اچھا پریشان سے پریشان کا
صفائے دستِ قاتل سے ہوئی حیرت دہ کشتون کو
نظر آتا ہے مقتل مین عجب عالم خموشان کا
یہ میرے ہی دلِ خون گشتہ کی رنگت سے ہین ایسے
وگرنہ سُرخ ایسا رنگ کب تھا لعل و مرجان کا
پھٹا جاتا ہے سینہ سینۂ دلبر کی فرقت مین
الٰہی وصل ہو جائے گریبان سے گریبان کا
مٹائے خود نشان پامال کر کے اپنے کشتون کے
بتائے خاک کیا کوئی پتہ گورِ غریبان کا
غلامانِ نبی کا سایہ افگن ہو جو پیراہن
تو محشر مین رہے پردہ ہماری جسمِ عریان کا
کتان کا جوڑہ پہنا دے انھین کوئی شبِ مہ مین
تماشا دیکھنا منظور ہو گر جسمِ عریان کا
کسیکے عشق مین اللہ رے محویت سی محویت
نشان تن کا نہین پھر کیا تردد جسمِ عریان کا
بجائے دل چھپا رکھے جو اسکو اپنے پہلو مین
بنے وہ رازدان ہمدم ہمارے رازِ پنہان کا
اسی سے سُرخروئی ہو گئی حاصل زمانے مین
ترے تلوون پہ سر ملتا ہے یعنی پنجہ مرجان کا
تمھاری زلف میرا دل ہین باہم رازدان دونون
پریشان ہے یہی پوچھے ماجرا کوئی پریشان کا
شفیع المذنبین سا جبکہ ہادی دے دیا ہمکو
نہین محتاج رکھا حق نے عیسیٰ سلیمان کا
ہوا جب آینہ خود حیرتی اس شکلِ زیبا سے
تعجب ہے کہ پھر مُنہ دیکھتے ہین ایسے حیران کا
ہوئے وہ ناتوان فرقت مین اُٹھا بھی نہین جاتا
تماشا دیکھتے ہین گھر مین بیٹھے ہم بیابان کا

قیامت ہٹ گئی ہے چال اُنکی دیکھکر **عاشق**
قدِ موزون کے آگے سر جھکا سروِ گلستان کا

کھٹکنے کو مزے سے دل ہے عاشق نوکِ مژگان کا
مزا ملتا ہے گھر بیٹھے ہمین خارِ بیابان کا
کرے کیا بخیہ گر بخیہ مرے چاکِ گریبان کا
نشان ملتا نہین ہے ایک تارِ جیب و دامان کا
الٰہی بھول جائے غیر رستہ کوئے جانان کا
ہراس آ جائے دلمین اُسکے کچھ خونِ شہیدان کا
ترے تارِ نظر سے مینے دامن کو اگر ٹانکا
اُلجھتا کیون ہے کیا اسمین اجارہ ہے گریبان کا

تری دربانی کی مین اسقدر عظمت سمجھتا ہون
گدا اسکے ہوئے کب طالب ہو دل تختِ سلیمان کا

خلش نوکِ مژہ کی یاد آئے تجھکو جب زاہد
کہ ہو تیرے کفِ پا مین کوئی کانٹا بیابان کا

پڑینگی پائے وحشت مین جنون کی بیڑیان ہمدم
لپٹ جائیگا کوئی تار گر میرے گریبان کا

سُنایا بیت ابرو کا جو مضمون تو وہ یہ بولے
اسے بھی آپنے سمجھا ہے مطلع اپنے دیوان کا

وضو کیسا طہارت کو بھی بھولے شیخ جی اَب تو
اثر یہانتک ہوا ہے عشق مین اُس بُت کی نسیان کا

سنوارو لاکھ زلفون کو پریشانی نہ جائیگی
پڑا ہے اسپہ وہ سایہ مری طبعِ پریشان کا

تمھاری دیکھکر آنکھین وہ اپنی چوکڑی بھولے
غزالون سے پتا معلوم کیا ہوگا بیابان کا

تمھارے شوقِ نظارہ مین گر آنکھین نہین لاکھون
تمھین ہر سوزن [illegible] بدن سے دل نے کیون جھانکا

چلا ہون عمر بھر پوری نہین ہوتی مگر منزل
کٹھن ہے کانٹا یارب محبت کے بیابان کا

ترے تیرِ نظر سے کس طرح کوئی مقابل ہو
خلش سے جسکے دل زخمی ہے ہر خارِ بیابان کا

مری مژگان کا شانہ ہکو سُلجھائے تو سلجھائے
سُلجھنا ورنہ ممکن ہی نہین زلفِ پریشان کا

سِسکتا کوئی کہتا ہے کوئی بیجان کہتا ہے
تری فرقت مین حال ایسا ہوا رشکِ قمر جانکا

نجاتِ عاصیان ہا سمین فقط تسخیرِ دل اُنمین
کب اُنکے نقشِ پا سے نقش بہتر ہے سلیمان کا

بہت مر کھپ گئے عشاق پہ حسرت نہین نکلی
گریبانِ سحر دیکھا نہین شبہاے ہجران کا

فرشتون کو تفاخر کفش برداری سے ہے اُنکی
جنون پریون پہ بیشک بار تھا تختِ سلیمان کا

مدینہ کو چلین دیکھین وہان گلہائے گوناگون
بہار بے خزان ہے پھول ہر اک اُس گلستان کا

وہ حسنِ انتخاب یار کے اشعار ہین **عاشق**
خوشامد کی نہین ۔ ہے منتخب ہر شعر دیوان کا

ہے دشمنِ قدیم عدو یار ہو چکا
اُٹھے پہ اب مرے بتِ عیّار ہو چکا

انصاف ہو چکا کہ جو انصاف ہے یہی
لب تک نہ آئی بات گنہگار ہو چکا

مارا ہوا اجل کا تو اُٹھیگا حشر کو
جو مر گیا ہو آپ پہ بیدار ہو چکا

ملتی نہین ہے نبض ہماری طبیب کو
آزار کیا ہوا کہ تنِ زار ہو چکا
جسکے شفیق آپ ہون وہ جان سے گیا
جسکے معالج آپ ہون بیمار ہو چکا
میری طرح رقیب بھی محروم رہگیا
برخاست اُنکا شام سے دربار ہو چکا
نوبت سلام کی بھی نہ پہونچی غضب ہوا
ہم در پہ جا کے پہنچے کہ دربار ہو چکا
گوشہ ذرا سا اُنکے اُٹھا گیا نقاب کا
ہے سبکو یاس مہر نمودار ہو چکا
پابند ہون مین سلسلۂ عشقِ زلف مین
دلکے طفیل خود ہی گنہگار ہو چکا
محروم رکھا اُنکی نزاکت نے قتل سے
خنجر وہ لیکے ہاتھ مین تیّار ہو چکا
اے دل تو مجھکو رکھے گا صیاد سے خجل
گر ہے تڑپ یہی تو گرفتار ہو چکا
جس باغ مین ثمر نہ ہون وہ بے بہار ہے
مرجھائین جسکے پھول وہ گلزار ہو چکا
پتھر سے سر کو پھوڑ کے فرہاد مر گیا
شیرین کا گرم آج سے بازار ہو چکا
وہ منہ بنا کے کہتے ہین مجھسے نہ ہو نصیب
تنہائی مین کیا تھا جو اقرار ہو چکا
مشکل بہت پڑے گی اُسے دید کی وہان
نادیدنی یہان جسے دیدار ہو چکا
دل ہی نہین رہا تو خریدار کون ہو
سودا ہی جب نہ ہو تو وہ بازار ہو چکا

کیا پوچھتے ہو **عاشق** مجنون کا حال تم
رسوا وہ خوب بر سرِ بازار ہو چکا

مر گیا مین تو مرے بعد ہے چرچا کیسا
خون بہا نام ہے کس چیز کا جھگڑا کیسا
یہ تماشا بھی مری جان تماشا ہے کوئی
جان عاشق کی نکلتی ہے تماشا کیسا
عشق ہے خالقِ مفرد کا جو دل مین مفرد
فردِ عصیان کا مری جائزہ فردا کیسا
ہے ستم بھی تو تمھارا ہمین پیارا صاحب
خوگرِ شکر مین بیداد کا شکوا کیسا
زلف دل پھانستی ہے صید مژہ کرتی ہے
ہے گلو گیر ترے کان کا بالا کیسا
شبِ معراج کو اک دم مین براقِ حضرت
عالمِ لا مین گیا عالمِ بالا کیسا

چارہ گر چارۂ بیچارہ کا چارہ کیا ہے
لا دوا جسکا مرض ہو تو مُداوا کیسا
تری ہر آن عجب ہے تری ہر بات نئی
لوگ عنقا سے تعجب مین ہین عنقا کیسا
پوچھو تو خُلد سے بہتر ہی کہیگا مجنون
ملی جس راہ مین لیلی تو وہ صحرا کیسا
عشق فرہاد کے طعنے تو کبھی مجنون کے
وصل کی شب بھی جلاتے ہین وہ کیا کیسا
چھین سکتا ہے مرا دل کبھی مانگون بھی اگر
بن کے انجان وہ کہتے ہین کہ کیسا کیسا
نزع کے حال مین بیمار کو دیکھا تو کہا
محو دیدار ہوا ہے اِسے سکتا کیسا
کیجیے ذکر اُسی کا کہ ہون مجنون جسپر
ہمدمو تذکرۂ صورتِ لیلا کیسا
کیسی گھٹ جاتی ہے آنے دی شبِ وصل کو تو
دیکھین پھر طول ہے تیرا شبِ طولا کیسا
اُنکی گیسو کی ہوا نے اُسے پھلنے نہ دیا
گر پڑا پھولتے ہی نخلِ تمنا کیسا

مجھکو نالہ کی اجازت نہ دو عاشق ہون مین
پھر کہو گے کہ ہے عالم تہ و بالا کیسا

کچھ ایسی بن گئی کہ وطن سے نکل گیا
نالہ کمین دل تھا دہن سے نکل گیا
آنے سے اُسکے نعش پہ میری بفرطِ شوق
ہر ایک عضو میرا کفن سے نکل گیا
آکر خراب کیون ہوئے ہم اس جہان مین
بیقدر ہے وہی جو وطن سے نکل گیا
اُس رشکِ گل کے ساتھ کھٹکتا رہا سدا
کانٹا تھا غیر کیون نہ چمن سے نکل گیا
گلگشت کرکے باغ سے جسدم چلا وہ شوخ
بو بن کے گل بھی ساتھ چمن سے نکل گیا
پہنچی شمیم زلف جو تیری تو رشک سے
مُشکین اثر غزالِ ختن سے نکل گیا
اس دل کی چاہ نے نہ اُبھرنے دیا کبھی
کب یہ غریب چاہ ذقن سے نکل گیا
سُرخیِ لب سے ہوکے خجل دل عقیق کا
خوشاب بن کے کان مین سے نکل گیا
تیرے خرامِ ناز نے جمنے دیئے نہ پانو
آزاد ہوکے سرو چمن سے نکل گیا
چھوڑی نہ جان گریۂ خون نے شبِ فراق
جتنا لہو تھا سارا بدن سے نکل گیا

وہ برق تھا چھلاوہ تھا اسکو مین کیا کہون - آیا ادہر ادہر کو وہ سن سی نکل گیا -

ہے ہے سنی نہ ایک بھی فریاد صید کی
صیاد بند کرکے چمن سے نکل گیا

فیضِ قدم سے کھل گیا ہر غنچہ باغ مین
شکلِ نسیم جب وہ چمن سے نکل گیا

کتنا کیا ہی ضبط مگر شکوۂ ستم
بے ساختہ زبان و دہن سے نکل گیا

صیاد تیرے جور نے عنقا کو کھو دیا
وہ آشیان کو چھوڑ چمن سے نکل گیا

گلچین کا جور اور خزان کی اُداسیان
دیکھین تو گل کا دور چمن سے نکل گیا

دیکھی جو تیری آنکھ تو سب بھولے چوکڑی
ایک اک غزال دشتِ ختن سے نکل گیا

مجھسے کیا جو وعدۂ دیدار روزِ حشر
ایسی خوشی ہوئی کہ وطن سے نکل گیا

عاشق کی قدر جب نہ کسی گُل سے ہو سکی
بیچارہ سوئے دشت چمن سے نکل گیا

مشتاق اسقدر ہون الٰہی مین دید کا
روزِ جزا پہ صدقے کرون روزِ عید کا

کیا کچھ خراب حال نہ ہوگا پلید کا
محشر مین خوب بگڑے گا نقشہ یزید کا

مُدت سے نامہ بر کی ہوئی وہان رسید گُم
مین منتظر یہان ہون خطون کی رسید کا

عیسی صفت طیور ہزارون جلا دیے
ادنا سا ہے کرشمہ جنابِ فرید کا

کیا قدر ہو پھر اس دلِ ناشاد کی اُنھین
مُفت آگیا ہے ہاتھ نہین ہے خرید کا

ورد زبان ہے نام محمد کا رات دن
ہے فتح باب مین اِسے رُتبہ کلید کا

مقراض بنگئی ہے گلوئی سخن کی یہ
لپکا تری زبان کو ہے قطع و بُرید کا

وہ رند بادہ کش ہین ہم ای خشک زاہدو
پیر مغان لقب ہے ہمارے مرید کا

اُس افتخار کون و مکان کا ہو عدو
مُنہ کیون نہ ہو سیاہ جہان مین یزید کا

قاصد کے عضو عضو کے پُرزے اُڑا دیئے
پرچہ دیا یہ میرے خطون کی رسید کا

لائیگا رنگ خون کے دریا بہائے گا
جس جا گریگا قطرہ تمھارے شہید کا

مجنون زلف کے لیئے زنجیر اور دو
زنجیر پا مین غُل ہے یہ ہَل مِن مزید کا

ترکیب وہ چلے ہو کہ دل مفت ہاتھ آئے
یہ ڈھنگ خوب تمنے نکالا خرید کا
سرخیل کشتگان محبت کا ہو گیا
اللہ رے مرتبہ یہ تمہارے شہید کا

عاشق رخ نگار ہے آنکھون مین جلوہ گر
میری نظر مین رشتہ ہے حبل الورید کا

مشتاق اک جہان ہوا جسکی دید کا
لایا وہ رنگ خون تمہارے شہید کا
میلہ بھرا ہوا ہے عجب اُسکی دید کا
زاہد دوگانہ بھول گئے روز عید کا
بدلی ہے شکل ظلم نے نار سعیر سے
مسکن بنا ہے قعر جہنم یزید کا
پیر مغان سے رند خرابات بڑھ گیا
منہ پیر دیکھنے لگا اپنے مرید کا
چھینٹون سے خون کے جو گل افشانیان ہوئی ہین
نظارہ کیون کرین نہ وہ اپنی شہید کا
بتلاؤن خاک کیونکہ گذرتی ہے ہجر مین
ہے رات قہر کی تو غضب دن ہے عید کا
بیعت کرون مین دختر رز سے تو کیا ہے ڈر
اک سلسلہ ازل سے ہے پیر و مرید کا
کٹ جائے سر جو بات کا دلمین خیال آئے
کیا ذکر ایسے حال مین گفت و شنید کا
پانی ملے نہ ساقئ کوثر کے لال کو
جاری تھا حکم جنگ مین ہر سو یزید کا
اس رشک مہ نے رخ سے اٹھایا نقاب کو نمایان ہے
عالم مین غل ہے چاند وہ نکلا ہے عید کا
دل وہ بین چشم حقیقت نگر ہو گر
ہر حرف معرفت ہے کلام مجید کا
پیغامبر کی وہان کبھی ملتی نہین رسید
پھر کیا پتہ ملے مرے خط کی رسید کا
جس شب وہ آئے یہان وہی شب ہے شب برات
جسدن وہ آے دن ہو وہی ہمکو عید کا
رجس سے نکل رہی ہے صدا یار یار کی
ہے بس وہی مزار تمہارے شہید کا

عاشق شکم کو نور توکل سے پہلے بھر
یون کب روا ہے باندھنا توشہ فرید کا

تشہیر سر کیا تھا حسین شہید کا
ہر کوئی تشنہ کیون نہ ہو خون یزید کا

بعدِ وفات بھی ہے نہ دیدہ یہ دید کا
وا رہ گیا ہے دیدہ تمھارے شہید کا

پہلے تو دل ہی کھینچتی تھی آپ کی نظر
اب طرزِ نو نکالا ہے جان کی کشید کا

کیا کیا شبِ فراق مین کرتا ہے بیقرار
ہونا وہ ہمکنار تِرا روزِ عید کا

دیکھا نہ دیکھا اور سُنا اَن سُنا کیا
کیا اعتبار اُنکی ہو دید و شنید کا

مِلتا نہین ہے نامہ برون کا کہین پتہ
دیتے نہین وہ کوئی بھی پرچہ رسید کا

پیرِ فلک نے چال تمھاری اُڑائی ہے
بگڑا ہے خوب ڈیل تمھارے مرید کا

کب یاد اُسکی دل سے بھلاؤنگا زاہدا
وابستہ ہون مین رشتۂ حبل الورید کا

زاہد جو کھولنا ہے تو عاشق کی لے دُعا
محتاج قفلِ راز ہے ایسی کلید کا

گر چاہتے ہو اپنی صفائی بروزِ حشر
محضر بناؤ تم مِرے خط کی رسید کا

یھان جسنے جھیل لین ہین شبِ غم کی سختیان
ڈر اُسکو کچھ نہین ہے عذابِ شدید کا

زُہّاد ہین مریدِ شبابِ پری وشان
کب منحصر ہے پیر پہ ہونا مُرید کا

قُربان ایسے وعدے پہ کیونکر کرون نہ جان
اقرارِ وصل اُسنے کیا مجھسے عید کا

دشمن کے سامنے جو مِری بات کاٹتے
سیکھا کہان سے ڈھنگ یہ قطع و بُرید کا

زاہد وہ منزلین بھی تو طے کر وصال کی
صرف اعتکاف ہی نہین چلہ فرید کا

قربان کیون نہ ہون خمِ شمشیرِ یار پر
عاشق نویدِ قتل کردن ہے یہ عید کا

جوہر نہین یہ دیدہ ہے مشتاقِ دید کا
خنجر پہ خون چمکتا ہے تیرے شہید کا

مُنہ خم کا کھول پیرِ مغان دِن ہے عید کا
لیتے ہین کام نالہ سے قفلِ کُش کلید کا

وعدے کا تھا خیال جنابِ حسینؑ کو
ورنہ تباہ دم مین تھا لشکر یزید کا

یھان نانِ خشک جسکو سمجھتے ہو زاہدو
سرسبز ہوگا خُلد مین توشہ فرید کا

اے شیخ میکدہ مین ذرا چلکے دیکھ لو
کیا حال ہو رہا ہے تمھارے مُرید کا

وہ مجھکو ذبح کرکے یہ کہتے ہین غیر سے
ہے آج خون حلال کہ یہ دن ہے عید کا

احسان سر پہ تھا وہ کسی کا اُتر گیا
کتنا سُبک ہوا ہے جنازہ شہید کا

ماہِ صیام ختم ہے روزہ حرام ہے
ساقی پلا دے بادہ کہ دن ہے یہ عید کا

آئے ہین وہ ذرا ملک الموت صبر کر
موقع نہین ہے دوست یہ گفت و شنید کا

کیون جستجوئے رنگ حنا ہو گئی تمھین
بہتر ہے اُس سے خون تمھارے شہید کا

واعظ خُدا کے واسطے خالی نکر دماغ
کھائے کہان تلک کوئی توشہ فرید کا

تیرا دہن ہے قفل تو اُسکی زبان کلید
ہوتا نہین ہے قفل کوئی بے کلید کا

مے نوش تیرا پیر مغان خُم کے خُم پیئے
تر ہو گلو نہ ایسے مُہوّس مُرید کا

دامن کو جتنا دھونا ہے قاتل تو دھو کہین
دھبا کبھی نہ چھوٹے گا خون شہید کا

عاشق بتائے کیا تجھے ای غیر جا کے کچھ
مضمون کھلے گا دم مین عدم کی رسید کا

خوگر ازل سے ہے جو عذاب شدید کا
اللہ رے حوصلہ یہ تمہارے شہید کا

نادان ہین جو سمجھتے ہین رشتہ بعید کا
وابستہ دل ہے عقدۂ حبل الورید کا

کرتا ہے لینے والیکو اپنا سا بیقرار
پھر کسکو حوصلہ مرے دل کی خرید کا

انگور کے فشردہ کو زاہد مُباح کر
پانی مین مل گیا ہے اثر کچھ کشید کا

کھلتا نہین جو قفل خزینہ کبھی بخیل
مُنہ بند ہو گیا تری بے شک کلید کا

یہان حوصلہ فراخ وہان کچھ کمی نہین
دل خواستگار کیون نہ ہو لطفِ مزید کا

اللہ رے فرطِ شوق کہ چھیڑے اگر کوئی
فوّارہ سان اُبلنے لگے خونِ شہید کا

مینے کیا سلام وہ سمجھے کچھ اور بات
پوچھا یہ کس لئے تو کہا مینے عید کا

کھنچتی نہین جہان سے تصویر آپکی
عاشق کو پھر بتایئے باعث کشید کا

تن سے جُدا ہوا تو ہے قاتل کے پانو پر
سجدے سے کب اُٹھے گا یہ سر ہے شہید کا

بسمل کی یہ صدا ہے کہ اک وار اور بھی
اعجاز دیکھ لیجئے اپنے شہید کا
پائی ہے تِل نے مصحفِ رُخسار پر جگہ
حافظ بنا ہے خوب کلامِ مجید کا
دامانِ انبساط مرادون سے بھر خدا
مُدّت کے بعد آج دن آیا ہے عید کا
کوئی قصور کوئی خطا بھی بتائیے
بیزار ہمسے کیون ہو سبب کیا کشید کا
تھوڑی سی داد پائین مُحِبِّ حُسینؑ گر
محشر کی ٹھوکرون مین رہے سرِ یزید کا

عاشق کو قتل کر کے پشیمان ہوئے وہ خود
قدمون پہ اُنکے لوٹ گیا سر شہید کا

تھا جو مضمونِ خطا وقتِ رقم توڑ دیا
رحم نے جرم نویسی کا قلم توڑ دیا
تجھکو تجھسا وہ دکھاتا تھا مُقابل ہوکر
آئینہ خوب کیا تونے صنم توڑ دیا
سنگ دل آہ ترے دل پہ ہوا کچھ نہ اثر
کیا ہوا ہاتون سے گر قصرِ اِرم توڑ دیا
تیری خاطر سے لے اب غیر کی کھاتی ہین قسم
مُدّتون سے تھا ہمین عہدِ قسم توڑ دیا
تیری شمشیر نے مُنہ وار سے پھیرا قاتل
ایک دم مین ترے بسمل نے بھی دم توڑ دیا
سلسلہ وار لگانے کا جو توڑا تو نے
بس اُسی دم ترے کشتہ نے بھی دم توڑ دیا
خواب مین سیر کو دان تمکو نہین جانا تھا
کیون صنمخانۂ چین تونے صنم توڑ دیا

بخت کیون غیر کا **عاشق** سا ہو جب کاتب نے
بعد تحریرِ مُقدّر وہ قلم توڑ دیا

کسلئے تیرا لقب حور شمائل ٹھہرا
حور کا حُسن کہان تیرے مقابل ٹھہرا
آج یہ کسکا سفینہ صفتِ دل ٹھہرا
کون یہ آکے الٰہی لبِ ساحل ٹھہرا
یون تری کاکلِ پُرخم مین مرا دل ٹھہرا
جسطرح کوئی مسافر سرِ منزل ٹھہرا
گوشِ گل تک مرے نالون کی صدا جانے دے
باغبان بہرِ خدا شورِ عنادل ٹھہرا
کھلکے وحشت نے بڑھایا ہے قدم بسم اللہ
مجھسا دیوانہ گرفتارِ سلاسل ٹھہرا

مین تو خود سلسلۂ عشق مین پیچیدہ ہون
بیوفا مجھکو نہ پابندِ سلاسل ٹھہرا
دلِ بسمل کے تڑپنے پہ مجھے رحم آیا
کچھ تو باعث ہے کہ خنجر ترا قاتل ٹھہرا
آفرین غیر کو کہتے ہین مرے قتل پہ وہ
کشتۂ ناز کا مرنے پہ یہ حاصل ٹھہرا
خط لکھون اُنکو تو وہ غیر کو دیتے ہین جواب
ہائے لکھا مری تقدیر کا باطل ٹھہرا
چلنے والے نہ کبھی چین سے دم بھر بیٹھے
تری چتون کبھی ٹھہری نہ مرا دل ٹھہرا
وہ چلے آئین تماشائی مری میّت پر
صفِ ماتم کو خدا رونقِ محفل ٹھہرا
کششِ دل کو غلط کہتے ہو پر یہ تو کہو
کیا بنی تھی کہ جب چلتے ہوئے محمل ٹھہرا
تیغِ قاتل کے مقابل مین نہ ٹھہرا کوئی
کوئی ٹھہرا تو ہمارا دلِ بسمل ٹھہرا
شوق مین تیرے تجسّس کے رہا آوارہ
دل مضطر نہ ہمارا کسی منزل ٹھہرا
وحشتِ دل نے نہ اکدم اُسے دم لینے دیا
چھاؤنی چھا کے نہ عاشق کسی منزل ٹھہرا

جاگزین رہتے ہین کیون اسمین بتانِ عالم
دل **عاشق** بھی الٰہی کوئی محمل ٹھہرا

یون جانیئے کہ جان سے گویا جُدا ہوا
نا آشناؤن کا جو کوئی آشنا ہوا
اتنی سی آرزو مین دم اپنا فنا ہوا
اُس خالِ لب کا بوسہ نہ ہمکو عطا ہوا
وہ کون ہے جو مرگ سے نا آشنا ہوا
اللہ کے سوا تو سبھی کچھ فنا ہوا
ناحق ہمارے سینہ سے اے دل جُدا ہوا
دیکھا اسیر طرۂ زلفِ دوتا ہوا
جان ہجر سے بہ تنگ تھی دم ہو گیا فنا
تیری ادا مین فرض ہمارا ادا ہوا
قسمت سے ناز اُسکو ملا اور ہمین نیاز
تقدیر مین جو کچھ کہ لکھا تھا ہوا ہوا
منہ بیخودیِ شوق مین مُنہ سے ملا دیا
کیجے قصور عفو کہ اب جو ہوا ہوا
دشمن کے بدلے لیتے ہین وہ امتحان مرا
مقصود اور کچھ تھا یہ کیا ماجرا ہوا
جانا کہ نامہ بر کے بھی ٹکڑے اُڑا دیئے
خط پُرزے پُرزے ہو کے جو آیا اُڑا ہوا

تاریکیٔ مزار کا مجھکو خطر نہین
رکھتا ہے رنگ شمع مرا دل جلا ہوا
لوٹے گا اسطرح کہ جہان لوٹ جائیگا
پھر سیر دیکھنا جو مرا سر جُدا ہوا
بوسے ہزار مانگے تھے لیکن ملا نہ ایک
میرا سوال اُسکو گدا کی صدا ہوا
دل میرا اُسکی زلف مین جاکر جو پھنس گیا
یہ صیدِ نیم جان خورشِ اژدہا ہوا
خط مین خراشِ دل نے کچھ کیسا اثر کیا
جو حرف مُدعا تھا وہ دیکھا مِٹا ہوا
پہلے تو آپ کہتے تھے اب تو ہے برزبان
تکیہ کلام آپ کا یہ دوسرا ہوا
کم حوصلہ تھے تم جو اُسے سر چڑھا لیا
کم حوصلہ تھا غیر اُسے حوصلا ہوا
بولے وہ میرے دیدۂ پُرخون کو دیکھکر
ہے ہے چھلک نہ جائے یہ ساغر بھرا ہوا
لایا ہے رنگ خون یہ تمھارے شہید کا
تمنے ملا تو رشک سے خون حنا ہوا
اک وار مین صفون کی صفون کو لٹا دیا
قاتل کا ہاتھ دیکھئے دستِ قضا ہوا
پامالیون کا شوق ہوا اور بھی سوا
دیکھا جو اُسنے راہ مین دل کو گرا ہوا
اے شوخ باحجاب ذرا آنکھ تو ملا
جاتا ہے نیچی نظرون سے کیا دیکھتا ہوا
اے شیخ تیرے کہنے سے کیا آج چھوڑ دین
مدت سے اپنا دل ہے بتون سے لگا ہوا
آتا ہے کس خوشی سے تمنا تو دیکھئے
سر پانو پر تمھارے مرا لوٹتا ہوا
محفل مین غیر کو جو بٹھایا تو کیا کرین
اُسکو بٹھائے کون جو دل ہو اُٹھا ہوا
آہ و فغان کے ساتھ تڑپ اسقدر رہی تھی
کہتے ہین بعد قتل کے یہ مجھکو کیا ہوا
ایسا نہو کہ اُس سے کہین ہمکلام ہو
قاصد کے ساتھ دم بھی ہمارا ہوا ہوا
کیا اشتیاقِ دید ہے اللہ رے اشتیاق
خط دستِ نامہ بر سے اُڑا اور ہوا ہوا

حورون کا اشتیاق بتون سے ہے اجتناب
عاشق خدا سے ڈر کہ تجھے اب یہ کیا ہوا

مری تشنہ دہانی نے جو ساغر مے سے بھر رکھا
نگاہ تیز ساقی نے ادھر ٹپکا اُدھر رکھا

مری وحشت نے بعد مرگ بھی اتنا اثر رکھا
چڑھایا پھول بھی لاکر کسی نے تو کتر رکھا
بڑھایا ہر طرح دشمن کو اور ہمکو گھٹایا ہی
گرایا آنکھ سے ہمکو اُسے پیش نظر رکھا
جبین گھستے رہے ہم عمر بھر جس آستانے پر
برائے سنگ تربت چھانٹ کر وہ سنگ در رکھا
گنوایا آپ ہمنے اپنے دل کو اپنے ہاتھون سے
کسی سے جاکے کیا پوچھین کہان کھویا کدھر رکھا
رقیبون ہی مین نبھتے تو بھی ہمکو صبر آجاتا
تعجب ہے کسیکو بھی نہ اپنا تمنے کر رکھا
وہ کہتے ہین کیا تھا تو نے رسوا مجھکو عالم مین
مری تعذیر کا الزام بھی میرے ہی سر رکھا
ہمین کو قتل کرتے ہین ہمین ملزم بتاتے ہین
کہ تو نے خون کے چھینٹون سے کیون دامن کو بھر رکھا
عدو کا ذکر گوش دل سے تم دن رات سنتے ہو
ہمارا حال سنکر ہاتھ تمنے کان پر رکھا
فلک لاکھون بنائے ایک چرخ پیر کی ضد پر
ہمارے دود دل کے جوش نے آہون کو ادھر رکھا
تری تلوار نے جو زنگ کاٹا مجھکو اے قاتل
نہ دل رکھا نہ جان رکھی نہ تن رکھا نہ سر رکھا

شکستہ شیشۂ دل رہگیا ہے پاس اے **عاشق**
یہ اک ٹوٹا سا پیمانہ مری قسمت نے بھر رکھا

بھروسا کیا کوئی رکھے بھلا دنیا کے گلشن کا
کہ دانہ دانہ پس جاتا ہے آخر جسکی خرمن کا
ترا کوچہ بھی اے قاتل عجب تختہ ہے گلشن کا
جہان ہے بسملون کا شور یا ہنگامہ ہے رن کا
بڑھاو طوق منت کا خدا کے واسطے کوئی
نہ رکھو اپنی گردن پر مری جان بوجھ گردن کا
ہمارے خون کے غازے سے ہی جوبن ہے ترے رخ پر
ترے رنگ گل عارض سے ہے چمکا رنگ گلشن کا
ہوئی تھی چادر چرخ کہن کیا چاک جو اکثر
لگایا بخیہ گر نے تار اُسمین میرے دامن کا
یہ مانا موتیون سے منہ ہزارون کا کوئی بھر دے
نہین بھرتا ہے پر آسان زخم دل کے روزن کا
حیا جس جا نگہبان ہو وہان دربان کی کیا حاجت
نگاہونکا جہان پردہ ہو وہان کیا کام چلمن کا
یہ سبحہ ہاتھ مین رکھا ہے وہ زنار گردن مین
اسی رشتہ سے رشتہ ملگیا شیخ و برہمن کا
کسیکے حسن کے پردہ نے یہ پردہ دری کی ہے
جنون کے ہاتھ سے اک سلسلہ ہے جیب و دامن کا

وہ جس دھجی سے مسی پونچھکر پھینکے گلستان مین
عجب کیا ہے وہ دھجی پھول گر بنجاے سوسن کا
خیال آیا تجھے کیون رشتۂ الفت کا اے قاتل
لگا رکھا ہے باقی کیون یہ تسمہ میری گردن کا
نہین کچھ کام کفر و دین سے رندِ لاابالی کو
گلہ کچھ شیخ کا اُسکو نہ شکوہ کچھ برہمن کا
جگہہ پائی ہے ہمنے جان دیکر اُنکے کوچے مین
نشان کچھ نام ہی کو بیکسی سے ہے مرے مدفن کا
کبھی کچھ خود بخود ہنسنا کبھی کچھ خود بخود رونا
نیا انداز ہے سارے جہان سے میرے شیون کا
مسی مالیدہ لب کو چوس کر جو مینے جان دی تھی
اُگا ہے خود بخود تربت پہ میری پھول سوسن کا

بڑھاپے مین یہ چرخ پیر ڈھاتا ہے ستم **عاشق**
خُدا جانے زمانہ ہوگا کیا اسکے لڑکپن کا

نہ اندیشہ رقیبون کا نہ دھڑکا شوخ پُرفن کا
مگر رہتا ہے کھٹکا کچھ نہ کچھ اُس چشمِ رہزن کا
لپٹنا یاد آیا جب کسی سے دست و گردن کا
رہا اے ہمنشین پہرون نہ ہمکو ہوش تن من کا
دبستانِ محبت مین پڑھایا ہے سبق مینے
مجھے مجنون نے بھی اُستاد مانا عشق کے فن کا
پُھنکا جاتا ہون اے سوزِ درون کچھ رحم کھا مجھپر
کہ ہر تنکا شرارہ بن گیا میرے نشیمن کا
بتو سب سختیان جھیلون گا مجھکو سخت جان سمجھو
تمھارا دل ہے پتھر کا تو میرا دل ہے آہن کا
ترے دیوانہ کی وحشت سے زنجیرین بھی چیخ اٹھین
ذرا تو دیکھ لے زندان مین کیا غل ہے آہن کا
اشارہ سے عدو کے تمنے میرا سر اُڑایا ہے
رہیگا کسکی گردن پر ثواب اس بارِ گردن کا
ہوا ہے ابر ہے ساقی ہے مے ہے مطرب ناچے ہے
بہار آئی ہوئی ہے زور پر ہے رنگ گلشن کا
رقیب روسیہ کو اور اپنے رنگ کو دیکھو
کہان جوبن ہے گل کا اور کہان ہے پھول سوسن کا
مسی مالیدہ لب پر مین کسیکے ہون وہ دیوانہ
کہ نیلے چرخ کو بھی جانتا ہون پھول سوسن کا
بہت مدت سے روتا ہون الٰہی اب تو سنوا دے
عدو کے گھر مین تھوڑا سا اثر ہو میرے شیون کا
تمھاری آرزو نین ایک سے لاکھون ہوئین دلمین
کہ دانہ دانہ سے انبار ہوجاتا ہے خرمن کا
جھڑی گریہ کی یہ مینے لگائی اُسکی فرقت مین
کہ پھر دھوکا ہوا عالم کو بے برسات ساون کا

ستم ڈھایا کہ اُسکو آپ اپنے پر کیا مفتون
دکھا آئینہ نے اُسکو نقشہ اُسکے جوبن کا

تو کسکی جان کا دشمن ہے کہہ جانِ **عاشق** کا
مین عاشق کسکا عاشق محوِ حیرت تیرے جوبن کا

آرزو طور کی کس طرح سے موسیٰ کرتا
دستگیری نہ اگر یون یدِ بیضا کرتا
تیری افشان کا جو اک ذرہ بھی پیدا کرتا
تو فلک سر پہ چڑھا کر اُسے تارا کرتا
رشکِ دشمن نہ مرے واسطے پیدا کرتا
تو مین دل کو ترے سر پہ سے اُتارا کرتا
ہم تو خود اچھون کو کر دیتے ہین رُسوا دیکھو
ہمسے رسوا کو بھلا کیا کوئی رُسوا کرتا
امتحانِ غیر کا مقتل مین اگر ہو جاتا
ہمسری کا نہ مری وہ کبھی دعویٰ کرتا
خانۂ یار کی دیوارون سے سر ٹکراتے
اے جنون تو نہ اگر بادیہ پیما کرتا
اک جہان جسکا تماشائی ہے وہ بسمل ہون
طائرِ قبلہ نما خاک تماشا کرتا
اُنکی شہرت کی بھی تصدیق ذرا ہو جاتی
کبھی چارہ جو مرا آکے مسیحا کرتا
ہون وہ سودائی جو بِکتا اُسے سودا ہوتا
میرا سودا نئے سودے کو مہیا کرتا
فتنہ گر تو نے فتنون کو جو کرتا ایجاد
اک نہ اک مین بھی نئی بات کو پیدا کرتا

ہمنشین کیا کہون میرا کبھی جانا نہ ہوا
تھا مزا جب کہ وہ **عاشق** کی تمنا کرتا

تمھارا سلسلۂ زلف سر بلند ہوا
یہ عاشقون کے دلون کے لئے کمند ہوا
کوئی نہ میرا زمانہ مین دردمند ہوا
مین جلتے جلتے تپِ عشق مین سپند ہوا
سُنا رہا تھا تمھین لن ترانیان دشمن
ہمارے ایک ہی فقرہ مین ایسے بند ہوا
فلک کو شرم سے جھکنا پڑیگا آخرِ کار
مرا غبار جو اُس سے کبھی بلند ہوا
خدا سے بندہ نوازی ہو بندگی ہے یہی
وہی ہے بندہ جو معبود کو پسند ہوا
پناہ مانگتے ہین ساکنِ زمین و زمان
الٰہی خیر وہ دستِ ستم بلند ہوا

کہان ہے زلف مین دل خوب غور سے دیکھو
یہ کسکو قید کیا تمنے کون بند ہوا

ہمین خبر تو ہو ہم لیکر آئے ہین دل کو
یہ ناپسند ہوا تم کو یا پسند ہوا

بلا سی اپنی بہار آئی ہے جو گلشن مین
ہمارا ضعف ہمارے لئے کمند ہوا

جو تیرے پانون پہ قربان ہو جان پاتا ہے
جو تیرے سر سے ہو صدقے وہ نخل بلند ہوا

کریہ منظر و کم ظرف اور بد باطن
خدا کی شان عدو پھر تمھین پسند ہوا

اُسی کو کرتے ہو پامال واہ رے انصاف
جو ناز اُٹھا کے تمھارے نیاز مند ہوا

نہین پسند کسیکو جو ناپسند تمھین
وُہی پسندِ جہان جو تمھین پسند ہوا

یہ دل مین رہتا ہے اُس بت کی آرزو بنکر
ہمارا نالہ نہ لب سے کبھی بلند ہوا

مری نگاہ مین آکر نکل نہین سکتے
وہ نازنین ہو کہ تارِ نظر کمند ہوا

لگائے چارہ گرون نے ہزار مرہم
ہمارا زخم جگر پھر کبھی نہ بند ہوا

اُٹھائے ہین وہ ستم تمنے بیگمان **عاشق**
کہ واہ واہ کا غل ہر طرف بلند ہوا

نہ نکلا حوصلہ دل کا نہ نکلا حوصلہ دل کا
لگایا تھا مگر اوچھا پڑا ہے ہاتھ قاتل کا

جگر تو دیکھو بسمل کا جگر تو دیکھو بسمل کا
کہ مُنہ مُڑ مُڑ گیا ہر وار پر شمشیر قاتل کا

بشر کو چاہیئے شاکر رہے اللہ کے اوپر
کہین مطلب نکلتا ہے بھلا سائل سے سائل کا

وہ پہونچے ضعف سے کیا منزلِ مقصود کو ہے ہے
کہ اک اک گام بھی جسکو سفر ہو پوری منزل کا

نگاہون مین ترے بسمل کی حسرت تھی دمِ آخر
کبھی قاتل کا مُنہ دیکھا کبھی شمشیر قاتل کا

تری دلمین گرہ بنکر مرے دل کی تمنا ہے
تری حسرت مرے دل مین پھپھولا ہے مرے دل کا

تصور سے تھکا جاتا ہون وہ ہے ضعف کا عالم
خیال آتا ہے جب دلمین مجھے الفت کی منزل کا

غضب کی چاٹ ہے اسکو یہ ہر دم خون پیتی ہے
تری شمشیر کیون مُنہ چومتی ہے زخمِ بسمل کا

ہماری آنکھ مین آکر ہمارے دلمین آجاؤ
پتہ منزل ہی پر جا کر ملا کرتا ہے منزل کا

انھین صحت علاج چارہ گر سے ہو تو کیونکر ہو
دہان زخم بھر دم بھر رہے ہین تیغ قاتل کا

نہین تھمتا جو یہ دن رات کے جگر مین ہے یارب
فلک پر بھی مجھے اکثر گمان ہوتا ہے محمل کا

لب معشوق کا بوسہ پس مردن تو حاصل ہو
بنا کر انکو دینا کوزہ گر ساغر مرے گل کا

نہ اسکو جیتے چین آئے نہ اسکو مرتے چین آئے
عجب حالت ہے کچھ دل کی عجب نقشہ ہے کچھ دل کا

یہ صورت اور مین شوق شہادت تیرا احسان ہے
مرے سینہ پہ زانو اور گلے پر ہاتھ قاتل کا

ترے کوچہ سے گھر آنے کو میرا دل نہین ہوتا
اٹھانا اک قدم بھی کاٹنا ہے مجھکو منزل کا

چمکتے ہین چمکتا دیکھکر برق جہندہ کو
وہ کیونکر دیکھین اسے عاشق تڑپنا اپنے بسمل کا

شہادت کو مفر ہے خود تڑپنا جان بسمل کا
کہ پورا اڑ سکا جمکر نہ کوئی ہاتھ قاتل کا

اسے باقی ہے شوق دید ابتک اپنے قاتل کا
کہے دیتا ہے وا رہنا برابر چشم بسمل کا

ہے یارب تشنۂ دیدار کس زہرہ شمائل کا
اُبل کر منہ تک آجاتا ہے پانی چاہ بابل کا

کبھی بوسہ لیا خنجر کا گاہے دست قاتل کا
فزون ہے اسقدر شوق شہادت نیم بسمل کا

اجل بھی چھپتی پھرتی ہے ہوا ہے جب سے یہ شہرہ
نہین تسمہ لگا رکھتا روان ہے ہاتھ قاتل کا

سمجھتا ہون اُسے بھی راہبر اللہ رے محویت
پتا مین راہزن سے پوچھتا ہون اگلی منزل کا

بھروسا ہے تری رحمت کا گرچہ پر معاصی ہون
نہ لینا جایزہ یارب مرے اعمال باطل کا

جہان ڈوبے گا وہ دریا ہے گا خون کا قاتل
زمین پر ایک قطرہ بھی گرا گر تیرے بسمل کا

نہین ہے انتہائے راہ الفت کسطرح پہونچون
الٰہی راہبر مجھکو بنایا سخت منزل کا

کیا بارے اثر اتنا تو میرے عشق نے اُسپر
کہ کھینچا چاہتا ہے عطر خاک گور سے گل کا

پہنچنا تھا کہین اور ہم کہین پہنچے خدا حافظ
دل گم گشتہ نے رستہ بھلایا ہمکو منزل کا

نہ دیکھا آج تک ایسا کوئی چکنا گھڑا ہمنے
خدا جانے عدو کمبخت ہے کس آب کس گل کا

کہین باد صبا چھو لے نہ تیرے مصحف رخ کو
بنایا دل کو ہمنے اسلیئے حافظ ترے تل کا

کہان بلبل کے سوز و ساز کو نسبت مرے دل سے
وہ دیوانہ ہے گلشن کا یہ پروانہ ہے محفل کا

یہ مانا وہ چمک وہ آب و تاب اُسمین نہین لیکن
ترے نقشہ سے کچھ ملتا ہے نقشہ ماہِ کامل کا

سسکتا چھوڑ اُسکو تو کہان جاتا ہے مقتل سے
کہ اک عالم تماشائی ہے قاتل تیرے بسمل کا

کسی کی چشمِ تر اُبلی ہی ہے خیر ہو یارب
قیامت ہوگی سمجھیں سامنا ہے دو دو قاتل کا

تمھین ہے اختیار اسکو سزا دو یا بری کر دو
تمھین پر ہمنے رکھا منحصر اب فیصلہ دل کا

ہمیشہ حسن خوبان کا رہا ہے پردہ در عشق
ہوائے آہ مجنون نے اُڑایا پردہ محمل کا

عدم کو ہم سمجھتے تھے بہت ہی دور ای عاشق
مگر بستر لپیٹ کر راستہ لپٹا ہے منزل کا

تمکو عاشق سے نہ دم بھر بھی جدا رہنا تھا
دلمین رہتے تھے مگر گھر مین بھی آ رہنا تھا

ایک ہی وار مین کیون رشتۂ الفت توڑا
قاتل اک تسمہ تو گردن کا لگا رہنا تھا

آفت آئیگی پڑا ہوگا اگر غیر کے ہاتھ
بیخودی خط کا لفافہ نہ کھلا رہنا تھا

تیرے کوچہ سے جو ہم جاتے تو کیونکر چلتے
زندہ در گور ہی قسمت مین پڑا رہنا تھا

در پہ دم بھر بھی تو دربان نے ٹھہرنے نہ دیا
عمر بھر کے لئے اس جا ہمین کیا رہنا تھا

کر لیا چشم و دل و جان کا بھروسہ ناحق
سب مین لگ کر ہمین ان سب سے جدا رہنا تھا

یار کی ٹھوکرین تو کھاتے ہم آتے جاتے
صفتِ سنگِ در اُس در پہ پڑا رہنا تھا

دل جگر ایک نشانی مین جو ناوک کی چھدے
اِسکو رہنا تھا جدا اُسکو جدا رہنا تھا

تمکو واجب تھا کہ دلمین مرے آکر بیٹھو
تمکو لازم مری آنکھون مین سما رہنا تھا

عذر ہے بات نہ سُننے کا ہماری کیا خوب
آج ہی غیر کی باتون مین لگا رہنا تھا

سخت جانی نے مری دیکھ لے منہ پھیر دیا
تیغ قاتل تجھے مجھسے نہ کھچا رہنا تھا

بزم اغیار مین کچھ بس نہ چلا کیا کیجے
پردہ بنکر تری آنکھون پہ پڑا رہنا تھا

آتشِ حسنِ جہان سوز کو چمکا دیتے
تمکو پردہ مین مری جان نہ چھپا رہنا تھا

مجھسے وہ کہتے ہین کیون دل کو لگایا ہمسے
تمکو ایسا ہی اگر گھر مین پڑا رہنا تھا
تیرے قدمون کے تلے سر کو رکھتا رہنا
تیری شمشیر تلے میرا گلا رہنا تھا

شوق نظارۂ عاشق سے پڑے بیچ اس مین
یون تری زلف کو چہرہ پہ نہ چھا رہنا تھا

کیا کہین ہمسے الگ ہمسے جدا کیونکر ہوا
آشنا ہو کر وہ بُت نا آشنا کیونکر ہوا
کبر تھا کب اُسکو یہ اے کبریا کیونکر ہوا
آشنا تھا وہ تو اب نا آشنا کیونکر ہوا
مینے مانا درد بے درمان ہی میرا علاج
جب دوا تم خود ہو تو وہ لا دوا کیونکر ہوا
دوستی کا میرے دم بھرتے ہو ظاہر مین بہت
پھر مرا دشمن تمہارا آشنا کیونکر ہوا
دیکھنا اُنکا تجاہل سُنکے میرا حالِ مرگ
پوچھنا ایک ایک سے یہ کیا ہوا کیونکر ہوا
تمکو خالق نے بنایا شاہِ خوبانِ جہان مین
پوچھتے ہو کس لئے پھر تو گدا کیونکر ہوا
بندۂ حق ہون مین مجھکو بندگی پر ناز ہے
پھر یہ حیرت ہے کہ بندہ آپکا کیونکر ہوا
عاشقِ ناشاد سے برسون ملے ہو بیحجاب
اب تمھین پردہ ہوا یہ کیا ہوا کیونکر ہوا
دل ہی واقف ہے اُٹھائے ہین جو چھپ چھپ کر مزے
کیا بتاؤن وصل مین کیا کیا ہوا کیونکر ہوا
نامہ بر چلتی نہین وہان اچھے اچھون کی زبان
تجھسے پیغامِ زبانی پھر ادا کیونکر ہوا
غیر اچھا مین برا پر یہ بھی تو معلوم ہو
وہ بھلا کیونکر ہوا مین نا سزا کیونکر ہوا
وہ ہے نازک اور اُسکی نازکی مشہورِ عالم
سخت حیرت ہے کہ اُسکا دل کڑا کیونکر ہوا
اک بُتِ نا آشنا کی ہے عنایت ہمنشین
کیا کہون مین بحرِ غم کا آشنا کیونکر ہوا
گر نہ کھویا تو نے ہمسے ناز برداری اُسے
وہ ہمارا کم نما پھر خود نما کیونکر ہوا
لیلئ محمل نشین اپنے ہی دل سے پوچھ لے
قیس کیا بتلائے اُسکا ماجرا کیونکر ہوا
آگیا ہوگا تصوّر اُسکے دل مین غیر کا
وہ مزے کے وقت ہمسے بدمزا کیونکر ہوا
غیر کو بلوا کے اُسکے ساتھ گلشن مین گئے
یہ ہوا کیونکر ہوا اور وہ ہوا کیونکر ہوا

شکر ہے بڑھتا چلا ہے ابتو اُن سے ربط ضبط
آپکا اور اُنکا **عاشق** فیصلا کیونکر ہوا

زخم ہے شمشیر کا کوئی تو کوئی تیر کا
بن گیا رشک چمن سا بابدن نخچیر کا

اُنکو نو مشقی سے باور ہے دہانِ تیر کا
منہ کھلا دیکھا جو مقتل مین کسی نخچیر کا

منہ کھلا رہتا ہے قاتل کے ہمیشہ تیر کا
تشنۂ خون ہے مقرر یہ کسی نخچیر کا

دید کے قابل عجب ہے اتحاد حسن عشق
میری صورت سے ملا نقشہ تری تصویر کا

سلسلے سے ہو گئی پابند آزادی مری
جب پسندیدہ ہوا کھٹکا اُنھین زنجیر کا

عشق سے دل کو تعلق اور دل سے عشق کو
دیکھ لیجے حال یکسان ہے مرید و پیر کا

سارے عالم مین تری سفاکیان مشہور ہین
موجین دریا مین ہین کب یہ کاٹ ہے شمشیر کا

کوڑیون کے مول بھی اُسکا کوئی خواہان نہین
خاکساری سے مری دل خاک ہے اکسیر کا

میری وحشت نے ہزارون کو کیا وحشی مزاج
رشتۂ الفت نہ توڑے سلسلہ زنجیر کا

مہربانی سے کسی دن تو کرو وعدہ وفا
کچھ تو اُٹھی لطف میرے شوقِ دامنگیر کا

قتل گاہ عشق مین دل ہے مرا قبلہ نما
جسطرف کو یہ پھرا منہ پھر گیا شمشیر کا

وہ رمیدہ ہین تمھارے آہوان چشم شوخ
کچھ نہین چلتا ہے بس صیاد آہوگیر کا

کون پاس آئے مین وہ ہون وحشئ نازک مزاج
آنکھ دکھلاتا ہے ہر حلقہ مری زنجیر کا

میہمان کو لینے گیا خوش خوش چلا ہی میزبان
دل مرا کرتا ہے استقبال تیرے تیر کا

چرخ گونجا ساکنانِ ہر دو عالم مین ہے غل
حشر کرتا ہے بپا نالہ مری زنجیر کا

اسلئے ہوتے ہین **عاشق** ہم اسیر دامِ عشق
پیچ ملتا ہے کسی کی زلف سے زنجیر کا

چھد گیا اک وار مین دل اور جگر نخچیر کا
توڑ ہے ناوک فگن کیا خوب تیرے تیر کا

دودِ آہِ دل ہمارے نالہ شبگیر کا
بن گیا حلقہ تمھاری زلف کی زنجیر کا

کھینچ لاتی ہے کشش دل کی تصور مین مجھے
عکس لے لیتا ہون مین تصویر سے تصویر کا
تاب ہی مجھ مین نہین ہے تم ترش ابرو نہو
مجھ مریض عشق پر اور کھینچنا شمشیر کا
جان وابستہ ہے تیرے گیسوے پُرپیچ مین
دل ہوا پابند تیری زلف کی زنجیر کا
پرتوِ برق تجلّی نے مجھے تڑپا دیا
وار خالی جائے گا قاتل تری شمشیر کا
خانۂ دل مین ہوا ہے یاس و حرمان کا ہجوم
درجہ بڑھجائے گا ویرانہ سے اِس تعمیر کا
رنگ لایا ہے مرا شوق شہادت دیکھنا
خون کے چھینٹے ہین یہ جوہر نہین شمشیر کا
جان تک بھی رونمائی مین جو کرتا ہون فدا
حوصلہ کتنا بڑا ہے عاشقِ دلگیر کا
کاٹ لو تم سر مرا یا کاٹ لو میری زبان
کاٹنا آسان نہین ہے عشق کی زنجیر کا
تیغ ابرو کا تمھاری کچھ نیا انداز ہے
زخم بھرتے ہی نہین دیکھا ہے اِس شمشیر کا
یار آئے اور منائے منتین کر کے مجھے
واہ وا کہنا ہے کیا اس خوبئ تقدیر کا
آپ جائین یا مین جاؤن آپسے مجھسے ہی بات
غیر کو کیا دخل اس تقریر مین تقریر کا
ہے شکستہ دل کا پابندی مین بھی اتنا اثر
ہو گیا ہے حلقے سے حلقہ جدا زنجیر کا
نارسائی بخت بد کی ہائے مین کس سے کہون
ہاتھ بھی قاتل پڑا اوچھا تری شمشیر کا

دیکھکر **عاشق** اُنھین کیونکر نہ مین حیران ہون
اُنکی صورت پر ہے عالم دیکھئے تصویر کا

مقتل مین خاک و خون سے جب دل لپٹ گیا
اللہ رے رحم کشتہ سے قاتل لپٹ گیا
جاتے تھے وہ رقیب کے گھر چھپ کے رات کو
نالہ ہمارا بن کے سلاسل لپٹ گیا
زلفون سے اور دل سے عجب کشمکش ہوئی
وہ دل سے اُلجھے اُس سے مرا دل لپٹ گیا
آنکھون مین ہے ترے اثر کہربا ضرور
جس پر پڑی نگاہ وہین دل لپٹ گیا
رخسار پر یہ تل تو نہین رشک گل ترے
دل گل سمجھ کے مثل عنادل لپٹ گیا
وہ بحر غم مین نالہ نے طوفان کیا بپا
ساحل کو موج موج کو ساحل لپٹ گیا

گو راہزن نے لوٹ لیا بنکے راہبر — رستہ تو تیرا رہرو منزل لپٹ گیا
لیلی ہوائے شوق کا مجنون کہے ہے اثر — محمل کے سر سے پردۂ محمل لپٹ گیا

دیوانگی مین آج تو عاشق کی بن پڑی
اُس بت سے جاکے وہ سر محفل لپٹ گیا

غیر کے بھید کی صورت نہین کھلتا کہنا — مجھ سے آتا ہے تمھین خوب معمّا کہنا
میرے رونے کو یہ کیا ہے کہ نہ رونا کہنا — میرے ہنسنے کو بھی رونے کی تمنّا کہنا
دل ہی دل مین ہے خدا جانے یہ کیا کیا کہنا — کس طرح کوئی سمجھ جائے کسی کا کہنا
وصل مین بیخودی و دید مین چپکا رہنا — یاد آتا ہے شب ہجر مین کیا کیا کہنا
اُنکی تعریف یہ بھی ہے وہی آفت نازل — چھیڑنے کو وہ کہین مجھسے ترا کیا کہنا
چشم تر پر اُنھین طوفان اُٹھانا ہر دم — کبھی نالہ کبھی ندّی کبھی دریا کہنا
ہاتھ ٹوٹین جو ہمین چھیڑے کوئی دور رہے — یاد آتا ہے شب وصل مین تیرا کہنا
آتش حُسنِ خداداد نے پھونکا ہے مجھے — حال میرا بھی تم اللہ سے موسیٰ کہنا
یہ بھی کچھ بات ہے جھوٹے کو بنانا سچّا — یہ بھی انصاف ہے کچھ سچّے کو جھوٹا کہنا
آزما دیکھو مری بات اگر جھوٹ رہے — پھر اگر سچ بھی کہون تم مجھے جھوٹا کہنا
سُنکے افسانہ مرا بولے وہ کروٹ لیکر — انکو نیند آتی ہے تم پھر کبھی اچھا کہنا
بات گھڑتا ہے جو قاصد مین سمجھ لیتا ہون — نہین ملتا کسی کہنے مین تمھارا کہنا
چلدیئے ذکرِ عدو سُنتے ہی تم تو صاحب — ورنہ تھا اسکے لئے اور بھی کیا کیا کہنا
ایسے انداز سے تعریف کی ہمنے اُنکی — وہ بھی بیساختہ کہہ اُٹھے کہ ہان کیا کہنا
عاشقی کیا ہے یہی شیوۂ تسلیم و رضا — اچھا ہر ایک سے سُننا ہمین اچھا کہنا
غیر اچھا بھی ہو تو اُسکی عیادت کرنا — میرے حالِ متغیّر کو بھی اچھا کہنا
جب غرض ہی نہین کچھ ہمکو کسی سے اے دل — کس سے کہنا ہمین کیا کہنا ہے کس کا کہنا

کاٹ دینا اُنھین مقصود ہے باتونکا مری
مری ہر بات پہ کچھ اُنکا لطیفا کہنا
نیم جان ہون جو مرا جامۂ عمر بہ غم
کرچکو قطع تو پھر تم اُسے نیما کہنا
وہ ہین نازک تو ہی قاصد کو یہ میری تاکید
سخت جان کہتا ہے تو حال نہ میرا کہنا

عاشق اچھی نہین ہوتی ہے تعلّی ہرگز
رشک اغیار سے چھپتا نہین اچھا کہنا

وہ شمع حُسن جو رونق فزائے خانہ ہوا
تو سنگِ طور مرا سنگ آستانہ ہوا
تمھاری زلف سے جب دل مرا یگانہ ہوا
ملی یہ داد کہ صد چاک مثلِ شانہ ہوا
فلک بہت شبِ وعدہ رہا جو گریہ کنان
بہانہ جو کو مرے خوب یہ بہانہ ہوا
ہمارے جذبۂ دل نے اثر کیا اُلٹا
کہ سوئے خانۂ دُشمن وہ بُت روانہ ہوا
وہی ہے سینہ جو شمشیر کے چڑھا مُنہ پر
وہی ہے دل جو ترے تیر کا نشانہ ہوا
یہ ہے محال کہ لین نقد جان اُنھین دیکر
جو اُنکے ہاتھ لگا داخل خزانہ ہوا
پسِ فنا بھی مرا دودِ آہ کام آیا
کہ میری گور پہ آکر وہ شامیانہ ہوا
یہ نازکی ہے اور اسپر بنے ہین وہ قاتل
کہ لی جو ہاتھ مین تلوار دردِ شانہ ہوا
نہ خالی وار گیا تیری تیرِ مژگان کا
جو دل بچا تو ہمارا جگر نشانہ ہوا
ملا جو زلف سے تو اور ہو گیا وحشی
سمند دل کو مرے اور تازیانہ ہوا
الٰہی پھیر دے اب تو زمانہ کی گردش
ملے ہوئے ہین اُنسے بہت زمانہ ہوا
رہا نہ خالی کبھی نقد دل کی کثرت سے
تمھارا حلقۂ گیسو بھی اک خزانہ ہوا
تری گلی مین ہمین شب کو خوب نیند آئی
کہ تکیہ سر کا ترا سنگِ آستانہ ہوا
ہے سجدہ گاہ جبینِ نیاز شیفتگان
کہ سنگ کعبہ ترا سنگِ آستانہ ہوا

یہی دعا مین گذرتی ہے رات دن عاشق
الٰہی خیر مرا نامہ بر روانہ ہوا

ترا مطیع فقط مین ہی کیا زمانہ ہوا
وفا پسند مگر چرخ بے وفا نہ ہوا
ہمارے خون سے افشان وہ آستانہ ہوا
کہ جس سے چین کا پھیکا نگارخانہ ہوا
ہمارے عشق سے واقف اگر زمانہ ہوا
تمہارے ظلم کا شہرہ بھی خانہ خانہ ہوا
فراق و یاس و غم و درد میرے ساتھ چلے
مین اس جہان سے تنہا نہین روانہ ہوا
تو اپنے آگے جلاتا نہ ہو نظر تجھکو
ہمارا دل اگر اسپند ہی کا دانہ ہوا
کہان تلاش کرین کیونکہ باریابی ہو
کہ لامکان ہمین انکا عیش خانہ ہوا
رقیب بد سے بھلا ہم برے ہین ہیچ ہی
جدھر کو تو ہوا ادھر جانِ من زمانہ ہوا
عدو کے چین منانے کو آپکا گھر ہے
ہمارے سر کے لئے سنگِ آستانہ ہوا
تمہارے تیر جو آتے ہین بنکے تشنۂ خون
ہمارا دل نہ ہوا اک عذاب خانہ ہوا
یگانون کو تو بنایا ہے تونے بیگانہ
جو غیر تھا ترے نزدیک وہ یگانہ ہوا
کہا تھا شیخ نہ تجھسے الجھ نہ رندون سے
جدا جدا ترے سبحہ کا دانہ دانہ ہوا
رکھا تباہ اسے باغبان و گلچین نے
کبھی نصیب نہ بلبل کو آشیانہ ہوا
نگاہ جسپہ پڑی لوٹ پوٹ ہو ہی گیا
تمہاری چشم ہوئی یا شراب خانہ ہوا
پلا ہے خونِ جگر کھانیکو تو پینے کو اشک
ہمین نصیب یہ قسمت سے آب دانہ ہوا
گریگی برق تڑپ کر نہ کیونکہ ہے دلسوز
کہین ہمارا جو خرمن مین ایک دانہ ہوا
وہ عہد مہر و وفا کیا ابھی سے بھول گئے
ابھی تو ایسی نہ مدت نہ کچھ زمانہ ہوا

فرد

خدا نے تجھکو اگر حسن مین بنایا فرد
تو عشق مین ترا عاشق بھی اک یگانہ ہوا

اللہ اللہ جلوۂ پرتاب تیرے نور کا
رشک سے سوزان ہے جسکے شعلۂ شمع طور کا
وہ جلال و سوز کا عالم ہے اُسکے نور کا
ایک ذرہ تک رہا باقی نہ کوہِ طور کا
بند ہوتا منہ نہین دیکھا کبھی ناسور کا
پھاہان اثر کا فور ہے خود مرہم کافور کا

تیغ قاتل کو ہمیشہ دیکھکر ہنستے رہے
دل کے زخمون نے نہ دیکھا مُنہ کبھی انگور کا
پھونک دے فوراً تمھارے حُسن کا شعلہ اُسے
گر زبان پر میری نام آجائے اے بُت حور کا
حور سے آنکھین لڑاتا ہون وہ ہون عالی خیال
دور بین ہون مجھکو مضمون سوجھتا ہی دور کا
ہمنے جھیلا سر پہ بار عشق کچھ تم بھی تو دو
بے لئے بڑھتا نہین ہے دل کسی مزدور کا
جان خوبی مجمع خوبی ہے تو ای کانِ حُسن
جسم ہے تیرا پری کا اور چہرہ حور کا
تونے شیرین جانِ شیرینِ اُسکی کیون بہادی
کام تھا یہ کوہکن کا یا کسی مزدور کا
کیا اثر ہوتا کہ مین ہے ناوکِ مژگانِ یار
چارہ گر مشکل ہے آنا زخم پر انگور کا
دل لئے پھرتا ہے انبار غم و حرمانِ یاس
منصفی کیجے کلیجہ دیکھئے مزدور کا
ہر گھڑی کی چشمِ پُر نم اشک باری چھوڑ دے
بند ہونا غیر ممکن ہوگا اِس ناسور کا
تیرے دیوانون کی وہ زنجیرِ پا کا غُل ہوا
دب گیا ہیبت سے جسکی شور بانگِ صور کا
تابش برقِ جمالِ یار کیا دیکھی نہین
ہر گھڑی اچھا نہین موسیٰ ارادہ طور کا
یہ حسینون کی ملاحت یہ نزاکت ہے کہان
تجھکو ہی زاہد مبارک ہو تماشا حور کا
پیتے ہین بے رنگ کی غٹ غٹ جناب شیخ جی
اور کہتے ہین فشردہ یہ نہین انگور کا

عاشق اسکا سلسلہ اب دیکھئے کب قطع ہو
طول بیغایت ہوا اپنی شب دیجور کا

وصل کی شب نور پھیلا وہ رُخِ پر نور کا
ہے گمان گھر پر ہمارے جلوہ گاہِ طور کا
لال ہے خونِ جگر سے مُنہ مرے ناسور کا
رنگ پھیکا پڑ گیا ہے مرہم کافور کا
مجھکو اک تو چاہیے کب اور سے ہمکو کچھ غرض
کون مشتاقِ پری ہے کون طالب حور کا
توڑ کر اسکو کہان سے لاؤگے تم اسکا جوڑ
ساغرِ دل زاہدو شیشہ نہین بلور کا
ہے قیامت آشکارا ہو گیا ہے روزِ حشر
نالہ دل مین اثر ہے اب صدائے صور کا
ہو گیا ہے اب تو دولت کو شرافت پر شرف
مرتبہ دیکھا نہین کچھ مردِ بے مقدور کا

چاندنی کے فرش پر جب لوٹتی ہو چاندنی
دست بلورین مین اُنکے جام ہو بلور کا
موت بھی کمبخت اسکے خوف سے آتی نہین
حال کیا تمسے کہون رنگِ شبِ دیجور کا
نیش ہی سے نوش ملتا ہے یہ نکتہ یاد رکھ
بے مشقت کے نہین ملتا عسل زنبور کا
سوجھتی ہے اور کچھ رندون کو بس خاموش شیخ
وصف بیجد تجھکو نا زیبا ہے واعظ حور کا
قلقلِ مینائے مے ہے مست حال و قال مین
دھوم سے ہے عرش اک بادہ کش مغفور کا
دوستو ہون جان و دل سے دخترِ رز پر نثار
گور پر میری لگانا تم شجر انگور کا
وہان تو اک موسی تھے یہان ہین سیکڑون مشتاقِ دید
بام تیرا رشکِ وہ ہے جلوہ گاہِ طور کا
حیثیت اپنی بدلنی عشق مین زیبا نہ تھی
کوہکن افسوس یہ تو کام تھا مزدور کا
وہ انا الحق مین تھا بیخود مین ترا بھرتا ہون دم
مرتبہ رتبہ سے میرے کب بڑھا منصور کا
زاہد و پیرِ مغان کی تم کرامت دیکھ لو
جہان دیگر رند نے پایا لقب مغفور کا
حور کی چاہت مین زاہد کو ملا اچھا خطاب
رند پھبتی سے اسے کہتے ہین بندہ حور کا

عاشق اس دنیا کو سچ کہتے ہین سب عبرت سرا
ہے گدا کی ٹھوکرون مین آج سر فغفور کا

نور کا پرتو ترا اللہ رے جلوہ نور کا
غیرت خورشید ہے ہر ذرہ کوہِ طور کا
ہے اثر اوڑلے سایہ میرے دل محرور کا
بنگیا آتشکدہ ہر زخم اب ناسور کا
دیدۂ بینا سے جلوہ دیکھئے اُس نور کا
بنگیا کحل البصر ہر ذرہ سنگِ طور کا
چٹکیان تیرا تصور لیکے چونکا دے مجھے
خواب مین بھی گر خیال آجائے وصلِ حور کا
المدد اے نالہ ہائے آتشین و شعلہ بار
پھونکنا ہے اب مجھے دامن شبِ دیجور کا
قتل کرنے سے ڈرا کیا ہے او قاتل ہمین
دور سے ہم آئے ہین کرکے ارادہ دور کا
ہے سبکدوشی سے چلنا خوب راہ عشق مین
بوجھ باندھین ساتھ اپنے کسلئے مزدور کا
جسمین شوخی و ادا و ناز و غمزہ کچھ نہین
تو بھی اے زاہد ہوا شیدا تو کِسکا حور کا

وادیٔ ایمن سے نکلا کونسا خورشید رو
نور رُدُہندلایا ہوا کیون ہے چراغ طور کا

لیلیٔ شب پر فدا اپنا دلِ مجنون ہوا
ہے ازل سے سابقہ میری شبِ دیجور کا

تیرے برقِ حُسنِ عالم سوز کو یہ ننگ ہے
پھونکنا برقِ تجلّی کیا ہے برقِ طور کا

پاس والون کا بھی تمکو پاس کچھ مطلق نہین
کرتے ہین خاطر جو گھر آجائے کوئی دور کا

عقل کہتی ہے کہ پاسِ آبرو بھی چاہیئے
شوق کہتا ہے کہ ہے اپنا ارادہ دور کا

دارِ مژگان پر یہ چڑھکر ہوگیا سردارِ عشق
رتبہ میرے دل نے پایا عشق مین منصور کا

کون ہمدردی کرے اپنی سوائے بیکسی
پوچھنے والا نہین کوئی دلِ رنجور کا

کسطرح سے ہاتھ ڈالین تم پہ ہم اب کیا کرین
تم عسل ہو تو عدو بھی نیش ہے زنبور کا

ہے ترش روئی مین بھی پیرِ مُغان کو میرا پاس
مجھکو سرکہ بھی اگر بھیجا تو بس انگور کا

عمرِ ضایع کر نہ بیجا رہروِ ملکِ عدم
رکھلے کل کے واسطے توشہ سفر ہے دور کا

بیگنہ کے خون کا چھینٹا تمھارے سر ہوا
کون کہتا ہے اسے قشقہ ہے یہ سیندور کا

پھونک دے برقِ تجلّیٔ صنم اک آن مین
نام آجائے زبان پر بھول کر گر طور کا

جب نہ ہو جلوہ نصیب اُسکا تو **عاشق** کون جائی
شور ہے محفل مین اُسکی دور باش و دور کا

نالون سے تو نہ اے دلِ نالان گجر بجا
دم نکلے گا جو یون ہین یہ آٹھون پہر بجا

خود ہی گجر نواز کو ایما ہے آپکا
اور مجھسے پوچھتے ہین گجر سا کدھر بجا

رکھتے ہو شام زلف بھی صبح جبین بھی
تم رشکِ مہر اور ہو رشکِ قمر بجا

تھا انتظارِ یار شبِ وعدہ کس قدر
میرا جو کان شام سے لے تا سحر بجا

مفلس کو پوچھتے بھی نہین ہین حسین لوگ
اے ہمنشین پہلے ہے یہان فکرِ زر بجا

اسمین بھی کوئی بات ہے اور کوئی چال ہے
کہتا ہے بات بات پہ اب نامہ بر بجا

اُٹھ جلد بزمِ غیر سے وقت سحر ہوا
تجھکو خبر نہین کہ ہے کیا بے خبر بجا

کہتے ہین بے وفا تمھین ہوتے ہو کیون خفا
پھر کیا کرو گے نکلا یہ الزام اگر بجا

جانے بقا کو جو کہ فنا آدمی ہے وہ
عاشق ہے اس قیام پہ فکرِ سفر بجا

گر ایک قطرہ گرا میرے دیدۂ تر کا
پتہ ملیگا نہ اہلِ جہان کے گھر کا

نوشتہ دیکھتے کیا ہو مرے مُقدّر کا
لکھا ہے اس پہ سب احوال روزِ محشر کا

تجھے تو پینے کی عادت نہین ہے ای زاہد
پیئے گا حشر مین کسطرح جامِ کوثر کا

اُبل رہا ہے پیا سو پیو سبیل ہے آج
وفورِ رحمتِ باری سے آب کوثر کا

مجھے نہ فخر ہو کیونکر سیاہ بختی پر
کہ اس مین رنگ ہے اُس گیسوئے مُعنبر کا

تمھاری زلف نے بیقدر کر دیا سبکو
رہا نہ کوئی خریدارِ مُشک و عنبر کا

نہین ہے خوف مجھے آفتابِ محشر سے
کہ سر پہ سایہ رہا دامنِ پیمبر کا

کسی کے ہجر مین اشکون کی آبرو نرہی
غضب ہے خاک مین ملجائے دانہ گوہر کا

کسیکے یہ شکمِ صاف کی صفائی ہے
ہے لوح ہیرے کی یا تختہ سنگِ مرمر کا

انھین فسانۂ الفت سے ایسی نفرت ہے
سُنا نہین کبھی قصہ گُل و صنوبر کا

ہر اک حسین سے کھاتا ہے دل ہمارا داغ
یہ جمع بھیک سے کرتا ہے گرد گھر گھر کا

کبھی تو وصل کا وعدہ کرو کبھی تو ملو
خُدا کا واسطہ اور واسطہ پیمبر کا

ہمارا دل صفِ مژگان سے جاکے لڑتا ہے
سپاہی سامنا کرتا ہے ایک لشکر کا

بناکے آئینہ خودبین کیا حسینون کو
قصور اسمین ہے سب حضرتِ سکندر کا

وہ دل کی خاک کو گھر گھر لئے جو پھرتا ہے
گمان ہے ترے عاشق پہ کیمیا گر کا

ہزار طرح سے سنگِ ستم گراتے ہین
یہ بُت وہ بُت ہین کہ رکھتے ہین دل بھی پتھر کا

رقیب ایک بھی ٹھہرا نہ آج مقتل مین
یہ مین ہی ہون کہ تمھارے نہ پاس ہے سر کا

بناؤ اشک کا دُرِ دانہ اپنے واسطے تم
یہ قطرہ وہ ہے کہ رکھتا ہے حکم گوہر کا

کہا جو سنگ دل اُنکو تو کیا ہی غصہ سے
وہ مجھسے بولے کلیجا ہے تیرا پتھر کا

کسی کی گردش چشم سیہ پہ مرتا ہون
فقط مین اسلئے عاشق ہون جام و ساغر کا

مین اُنسے جذبِ شوق مین وہ ایک تن ہوا
ہر بند بند جسم کا وصلِ بدن ہوا

خارِ غمِ فراق یہان رخنہ زن ہوا
ہمراہ تیرے غیر جو رشکِ چمن ہوا

نازک بدن کے عشق مین نازک یہ تن ہوا
خود ہمکو جامۂ تنِ عُریان کفن ہوا

وِردِ دُرود و ذکرِ خدا کا اثر ہے یہ
مُشکِ ختن کی طرح معطّر دہن ہوا

آوارگان راہ محبّت کا کیا مقام
دھونی جہان رمائی وہ اُنکا وطن ہوا

سایہ کی طرح ساتھ ہین ہم تیرے اے صنم
جس جا کہ تو ہوا وہ ہمارا وطن ہوا

انجم نثار کرنے لگا سر سے آسمان
جبدم وہ شب کو زیب دہِ انجمن ہوا

مانا کہ ہم تجھے سیدھے مسلمان پر یہ کیا
بُت تجھسے بھی تو رام نہ اے برہمن ہوا

اُس رشکِ ماہِ مصر کی چاہت مین کیا ملا
ہان دل اسیرِ الفتِ چاہِ ذقن ہوا

تارِ نظر کے عشق مین تیرے زہے نصیب
حورون کے پیرہن سے ہمارا کفن ہوا

عریانیون نے ڈھانک لیا ہے ہزار شکر
ممنونِ بخیہ گر نہ مرا پیرہن ہوا

غیرون کے ساتھ آئے ہین بھولو نہین وہ مرے
ماتم کدہ بھی رشک دہِ انجمن ہوا

سایہ کی طرح آئے یہان اور ڈھل گئے
ملکِ عدم ازل سے ہمارا وطن ہوا

انداز سارے تیرے ہمارے لئے ہین موت
غمزہ ہوا کہ ناز ہوا بانکپن ہوا

جس جا نگاہ تیری پڑی گُل کھلا دیئے
رکھّا جہان قدم وہین پیدا چمن ہوا

تھے ابتدائے شوق مین سمجھے جسے سبک
قسمت سے بارِ عشق ہمین لاکھ من ہوا

عاشق کا دل ہے رازِ حقیقت کا رازدار
گنجینۂ معرفت کا ہمارا سخن ہوا

تار شعاعِ مہر سے اپنا کفن ہوا
اُس رشکِ مہر کا یہ عطا پیرہن ہوا

تار فلک سے ٹوٹے یہ رشکِ سخن ہوا
کچھ دُرفشان جو آج وہ درجِ دہن ہوا

وہ رشکِ گل چمن مین اگر خندہ زن ہوا
شرمندگی سے ہر ورقِ گل شکن ہوا

جس جا مین میہمان وہ مہمان سرا ہوئی
اگر جہان سے جائین جہان وہ وطن ہوا

ایدل کہین امید کا رشتہ نہ ٹوٹ جائے
کوئی اگر کلام وہان دل شکن ہوا

نکلی ہے کوئی بات اگر تیری بات مین
پیدا ہر اک سخن سے ہمارے سخن ہوا

گوہر نکل کے بطنِ صدف سے ہوا عزیز
قدر اُسنے پائی جو کہ غریب الوطن ہوا

لکھا مرے نصیب کا مٹتا نہین ہے کیون
یہ بھی کوئی تمھاری جبین کا شکن ہوا

بوسون کی لذتون سے پھنسا صیدِ اشتیاق
دل شکلِ خال باعثِ زیبِ ذقن ہوا

ہے اُنکی میٹھی باتون سے وہ لذتین نصیب
شیرین ہی کلام سے شیرین دہن ہوا

وحشت کے جوش نے مری مٹی خراب کی
آوارگی مین خاک بھی اک پیرہن ہوا

زاہد مرے گلے مین یہ رشتہ ہی عشق کا
زنار کب ہے اور مین کب برہمن ہوا

آئی کسیکی زلفِ معنبر کی بھبھ ہوا
کیسا معطر آج ہمارا کفن ہوا

پائے خیال سے ہوئی راہِ عدم جو طے
گھر بیٹھے ہی مین آج غریب الوطن ہوا

کہئے یہ کیسا تکیۂ بالین پہ ہے نشان
عارض پہ خط نہ تھا تو یہ کیونکر شکن ہوا

آوارگان عشق کا کوئی وطن نہین
عنقا جہان رہا وہی مسکن وطن ہوا

عاشق وہ میری بات پہ باتین سُناتے ہین
کیا نکتہ چینیون کو ہمارا سخن ہوا

فیضِ چمن سے یار کے رنگین چمن ہوا
کیا تازہ تر ہر ایک نہالِ کہن ہوا

واعظ بھی آج شوق سے توبہ شکن ہوا
وہ دل با جو زیب دہ انجمن ہوا

سینہ ہمارا داغون سے رشکِ چمن ہوا
تازہ غمِ فراق سے زخمِ کہن ہوا

مشقِ ستم کے واسطے اُسکے بنا ہدف
آماجگاہِ تیر ہمارا بدن ہوا

وہ اِس سے پھنس گئے تھے یہ اُس سے لپٹ گیا
دل زلفِ یار سے جو شکن در شکن ہوا

کیا دھجیان اُڑائی ہین دستِ جنون نے ہائے
کیسا یہ تار تار مرا پیرہن ہوا

آوارگی شوق ترا ہو جیو بھلا
غربت کا دشت ابتو ہمارا وطن ہوا

مین اور مے پیون مگر اے شیخ کچھ نہ پوچھ
جھوکا ہوائے سرد کا توبہ شکن ہوا

آئے ہین فاتحہ کے لیئے اور یہ تاک جھانک
دستارِ شیخ کے لیئے میرا کفن ہوا

کیا پوچھتے ہو اہلِ وطن ہمسے سرگزشت
پردیس مدتون سے ہمارا وطن ہوا

پژمردہ دل ہمارا کچھ ایسا کھلا ہی آج
اُس رشکِ گل کے آنے سے رشکِ چمن ہوا

وہ رشکِ ماہ آیا شبِ ماہ وقتِ نزع
صد شکر چاندنی کا ہمارا کفن ہوا

اس ضعف سے یہ حال ہوا کوئے یار مین
گویا قدم قدم پہ ہمارا وطن ہوا

گل جامہ در تھے رشک سے وہ رنگ دیکھکر
آتے ہی اُنکے اور ہی رنگِ چمن ہوا

دکھلائی آنکھ اُسنے غزالانِ دشت کو
میرا خیال چوکڑی بھر کر ہرن ہوا

وہ گالیان سُنا کے طلب کرتے ہین جواب
یہ بھی کوئی سوال ہوا یا سخن ہوا

اللہ رے توڑ آپ کے تیرِ نگاہ کے
چھن چھن کے جن سے چھلنی ہمارا بدن ہوا

عاشق تصورِ لبِ جانان مین ہے مٹھاس
آیا خیال بوسہ تو شیرین دہن ہوا

آہن ہوا کہ سنگ ہمارا بدن ہوا
لیکن کسی کے سنگِ ستم کا کفن ہوا

بلبل کو گرچہ ہجر سے رنج و محن ہوا
ہر گل بھی سوک سوک کے نازک بدن ہوا

وہ روئے رشکِ ماہ جو پرتو فگن ہوا
پانی ہوا یہ شیشہ کہ نہرِ لبن ہوا

وحشت سے جس زمین پہ مین سایہ فگن ہوا
بنکر ہرن نگاہ سے سایہ ہرن ہوا

لعل و گہر کی بات کوئی پوچھتا نہین
گوہر فشان وہ بزم مین میرا سخن ہوا

زاہد کو اُسکی مست نگہہ دم مین لے اُڑی
ساقی سے خواستگار شرابِ کہن ہوا

تردامنی نے مجھکو دیا تھا یہ مرتبہ
رندون کے واسطے جو تبرک کفن ہوا

آتا نہین مین غیر کے ہرگز خیال مین
اک نازنین کے عشق مین نازک بدن ہوا

غلمان حور سونگھتے ہین کس خوشی سے آج
کیا حُلّۂ بہشت ہمارا کفن ہوا

شرمندہ ہو کے بطن صدف مین جو چھپ گیا
پھیکا رُخِ صبیح سے دُرِ عدن ہوا

آتی مہک ہے دور سے اُسکے لباس کی
یوسُف کے پیرہن سے سوا پیرہن ہوا

کیونکر نہ روئے بیکسی ایسے کی موت پر
نے گور ہی ملی نہ میسّر کفن ہوا

تیرے ہی نام پاک سے پاکیزہ ہے زبان
تیرے ہی نام پاک سے شیرین دہن ہوا

جوڑے کو اُسنے باندہ کے جب کج کلاہ کی
یہ طُرّہ ہے کہ اور شکن بر شکن ہوا

پونچھا پسینہ رُخ سے تمھارے بُرا کیا
بیوجہہ کیون جبین پہ تمھاری شکن ہوا

تسخیر ہے کہ سحر ہے کیا جانے کیا ہے یہ
مشہور اک جہان مین تمھارا سخن ہوا

عاشق مین اپنے ضعف کا احسان مند ہون
دیوارِ یار کا مجھے سایہ وطن ہوا

زخمی جگر ہوا تو دل افگار ہو گیا
ترچھی نظر سے دیکھنا تلوار ہو گیا

ہان مجھہ وہ ہی بتون کا خریدار ہو گیا
بدنام جو کوئی سرِ بازار ہو گیا

کیا جانے کس سبب سے وہ بیزار ہو گیا
مین بے گناہ مُفت گنہگار ہو گیا

کیا فیض شکرِ دہن یار ہو گیا
طوطی خود اپنا عاشقِ منقار ہو گیا

قسمت ہے روشنی نہ مجھے مانگنی پڑی
داغ جگر ہی شمع شب تار ہو گیا

اب ضعف سے نگاہ اُٹھانا محال ہے
مژگان کا پردہ بھی مجھے دیوار ہو گیا

زاہد بندھے ہوئے ہین سبھی ایک تار مین
تو سبحہ کا مین عاشقِ زُنّار ہو گیا

نیزہ پہ میرے سر کو چڑھا کر وہ کہتے ہین
لو نخلِ نامراد ثمردار ہو گیا

دل کو بکو صنم کی جو تجھکو تلاش ہے
ثابت قدم تھا لیک تو سیّار ہو گیا
مین محو روئے یار چمن مین اگر گیا
ہر خار میری آنکھ مین گلزار ہو گیا
ہے کونسا یہ شمع شب افروز بزم مین
پُر تاب آج سایۂ دیوار ہو گیا
فرمائشین ہین مجھسے کہ تازہ غزل کہو
وہ بت بھی اب تو شایقِ اشعار ہو گیا
ادنے سا ہے یہ نرگسِ بیمار کا اثر
اچھّا بھلا تھا دل ابھی بیمار ہو گیا
اب تو جنون ہوا ہے گلوگیر بے طرح
طوقِ گلو گلے کا مرے ہار ہو گیا
یہ انقلاب ہے خلش دل سے ہمنشین
گل آتے آتے میری طرف خار ہو گیا
اُس سنگدل کی سنگدلی نے اثر کیا
صد شکر غیر صورت دیوار ہو گیا

سوئے نصیب غیر کے اللہ رے انقلاب
عاشق کا بخت خفتہ جو بیدار ہو گیا

کچھ تو سبب ہے رنگ جو تغییر ہو گیا
اُٹھتی جوانی تھی تری کیون پیر ہو گیا
اے نامہ بر بتا تو کہ کیا گذری تجھپہ وہان
صورت ہی دیکھ صورتِ تصویر ہو گیا
پنہان ہین راز عشق بتون مین جناب شیخ
جائے بُتان مین کعبہ جو تعمیر ہو گیا
پابند کر لیا ہے ہمین عشقِ زلف نے
نالہ کیا تو پانو کی زنجیر ہو گیا
لو اور بڑھ گئی شب تیرہ کی تیرگی
آہون سے تار نالۂ شبگیر ہو گیا
جان اس قفس سے ہجر مین آزاد ہو گئی
تن لاغری سے صورتِ زنجیر ہو گیا
مُجھ بے گنہ کے خون سے چمکا ہے اور حُسن
لا بادہ رنگ غازۂ تصویر ہو گیا
حسرت کے واسطے ہے ٹھکانہ کہ زیر چرخ
غمخانہ میری آہ سے تعمیر ہو گیا
اللہ رے ناتوانی دل کا معاملہ
مین ابتدائے عشق مین کیون پیر ہو گیا
صورت یہ صدقے ہونیکو باقی ہے جان مری
دل پہلے کو تصدّقِ تصویر ہو گیا
بیداد گر کو مژدہ جفاؤن کو ہو نوید
دل خوگرِ عقوبت و تعزیر ہو گیا

میرا دلِ شکستہ نہین بتکدہ ہے شیخ
سو بار ٹوٹ ٹوٹ کے تعمیر ہو گیا

پہنایا ہار پھولون کا کیا غیر نے اُسے
اشکون کا سلسلہ جو گلوگیر ہو گیا

اُس چشمِ سرمہ گین کے تصور مین آہ ہم
رونے لگے تو گریہ گلوگیر ہو گیا

نام خدا جوان تھا ابھی عشق تازہ کار
چرخِ کہن کے سامنے کیون پیر ہو گیا

لکھا نہ مٹ سکا کبھی **عاشق** خطِ فراق
یہ بھی کوئی نوشتۂ تقدیر ہو گیا

مہر کیا ہے ایک ذرہ ہے تری درگاہ کا
روضۂ اقدس سے ظاہر نور ہے اللہ کا

قصہ پہونچایا فلک تک اس غمِ جانکاہ کا
دیکھ لو ادنے کرشمہ ہے ہماری آہ کا

آستان بوسی کو جھک کر ہو گیا چسپان جبین
ہو مبارک سر بھی سنگِ در بنا درگاہ کا

ناصحا تو عاشقون کو راہ بتلاتا ہے کیا
ہے مناسب راہ پر لانا کسی گمراہ کا

قیصر و فغفور کمتر ہین ترے دربان سے
تیرے کوچہ کی گدا سے کم ہے رتبہ شاہ کا

پھولتا ہے کیون فلک رنگِ شفق پر اسقدر
عکس ہے یہ اک مرے خونِ شہادتگاہ کا

داغِ دل ہمنے سرِ راہِ عدم روشن کیا
شاید آجائے ادھر بھی کوئی طالب راہ کا

پوچھتے کیا ہو جناب شیخ تمکو کیا خبر
جسکو کہتے ہین عدم مرجع ہے اپنی آہ کا

دیدۂ حق بین و چشمِ باطنی درکار ہے
کونسی جا ہے جہان جلوہ نہین اللہ کا

غیر مفسد ہے اسے بھی اے خدا فی النار کر
جسطرح شیطان ہے راندہ تری درگاہ کا

عاشقون کی عمر سب رنج و بکا مین کٹ گئی
نے فغان کا کچھ اثر دیکھا نہ ہمنے آہ کا

چشمِ حق بین چاہیئے کعبہ ہو یا بتخانہ ہو
یہ بھی گھر اللہ کا ہے وہ بھی گھر اللہ کا

جان و دل کو سینہ کو پہلو کو وہ کرکے ہدف
غیر کو مشتاق کرتے ہین تماشا گاہ کا

جسقدر فرقت کی شب رنج و الم کا طول ہے
مختصر ہے عیشِ وصلت کی شبِ کوتاہ کا

ناپتا ہے دامنِ محشر سے کیون اے آسمان
میری وحشت سے سوا ہے وہ اس کوتاہ کا

کاٹنا راہ بقا کا غافلو دشوار ہے
دو قدم ہے راستہ بس ہستیٔ کوتاہ کا
طامع دنیا کو دیکھا ہی نہین ہے سرخرو
زرد گون ہوتا ہے چہرہ ایسے دولتخواہ کا
پھر پشیمان ہوکے ہونگے آپ رسوائے جہان
مانتے ہو اب تو کہنا دشمن بدخواہ کا
بحر غم سے پار ہو جائیگی کشتی امل
التفات ادنےٰ سا ہو جائے جو تجھسے شاہ کا

اے محمد **عاشق** دل خستہ کو لینا بچا
آپکی امت مین ہے بندہ ہے گر اللہ کا

مکتفی ہمکو وسیلہ ہے تری درگاہ کا
خادم دیرینہ ہون سرکار عالیجاہ کا
وہ بنا جگر شب ہجران ہماری آہ کا
داغدار دائمی جس سے ہے سینہ ماہ کا
زاہدان و شیخ مصنوعی سے دل رستہ نپوچھ
معتقد کیون ہو چلا اُس خشک اس گمراہ کا
اور کچھ ملتا نہین ہے عشق کی سرکار سے
سکۂ داغ جگر پایا عوض تنخواہ کا
جلوۂ روئے بتان ہے صنعت خالق پہ دال
دیکھ لے زاہد تماشا قدرت اللہ کا
یک بیک شکوہ جو بزم غیر مین ہل چل پڑی
یہ مقرر تھا اثر ہمدم ہماری آہ کا
کیون کرین زاہد کی منت اور خوشامد شیخ کی
راہبر ہمنے بنایا اُن کو سیدھی راہ کا
کسلئے محروم رہتا یہ ترے افضال سے
بندہ بھی تو بندہ ہے آخر تری درگاہ کا
یہان نہ پروائے ارم نے حور و غلمان سے غرض
آز کا بندہ نہین بندہ ہے جو اللہ کا
غیر کی اسمین جگہ کب ہو بجز نام خدا
ثبت ہے دل پر ہمارے نقش بسم اللہ کا
حال سے بے حال ہوکر بھولگی ہو حق تمام
نام ہی لینا نہ زاہد تم بتون کی چاہ کا
فلس ماہی کی روش ہین آبلے تن پر ترے
بلہوس دیکھا اثر مجھ تفتہ دل کی آہ کا
چاہیئے تبعیت فرہاد و مجنون عشق مین
راہرو سے کچھ پتہ ملتا ہے اے دل راہ کا
حرص و دنیائے دنی سے پاک رکھنا چاہیئے
یون تو دل کو سب کہا کرتے ہین گھر اللہ کا
تھا بھروسہ دم مین پھونکے گی زمین و آسمان
حیف ہجران مین اثر جاتا رہا کیون آہ کا

قطرہ قطرہ سے صدا آتی ہے الا اللہ کی
بن گیا بسمل جہان میری شہادتگاہ کا

ہوگیا عالم مین **عاشق** کا سخن مقبولِ عالم
ورد ہے دایم زبان پر اسکے بسم اللہ کا

یہ نہین قائل کسی حق بین و حق آگاہ کا
راہ پر دشوار ہے لانا دل گمراہ کا

حال سب ظاہر ہے زاہد کے دلِ آگاہ کا
یہ بتائیگا ہمین چلنا خدا تعہ کی راہ کا

نورِ عارض کے مقابل ہو یہ منہ ہے ماہ کا
مہر کا پرتو ہے وہ یہ نور ہے اللہ کا

صدقے آزادی کے اسکو موت کا بھی غم نہین
پھر برابر ہو گدا کے عیش کیونکر شاہ کا

ہر بنِ مو سے صدا پیدا ہوئی تکبیر کی
مجھکو دھو دھو کر پلانا نقش الا اللہ کا

نکلے گر تکبیر قاتل کی زبان سے وقتِ ذبح
نعرہ بسمل کی زبان سے نکلے الا اللہ کا

بیوفا اتنا ستم اتنا تغافل خوب ہے
نام پھر لیگا نہ کوئی دیکھ تیری چاہ کا

خاکساری سے ہوئی ہے رند عاشق کی نجات
قبر پر میلا بھرا رہتا ہے خلق اللہ کا

کوچہ قاتل مین جانا زاہدو کیا کھیل ہے
ذرہ ذرہ ہے قیامت جسکی بازیگاہ کا

جسکا دل معمور ہو ہر دم خدا کی یاد سے
اسکی آنکھون مین سدا جلوہ ہے بیت اللہ کا

میری آہون سے دھوئین اُڑ جاتے ہین افلاک کے
میرے نالون سے اُبل اُٹھتا ہے پانی چاہ کا

اس سے بہتر ہی نہین کوئی عمل تسخیر کا
سچے دل سے نام لینا چاہیئے اللہ کا

جب نہین سمجھا کوئی خالق کوئی رازق تو پھر
آستانہ کیونکہ چھوڑون تجھسے شاہنشاہ کا

اسکو حلم و عدل و انصاف و ترحم چاہیئے
شاہ پر ہوتا ہے بارِ حفظ خلق اللہ کا

ڈوبکر دریا سے تو صدہا نکل آتے ہین پر
تیرتا دیکھا نہین ڈوبا ذقن کی چاہ کا

دیر ہو کعبہ ہو بتخانہ کلیسا کوئی ہو
چشم حق بین مین وہی جلوہ ہے اک اللہ کا

اُف رے خون روتی ہے ہر لحظہ ہماری چشم غم
گرم رہتا ہے ہمیشہ پانی اپنے چاہ کا

اک فقط تو چاہیئے ہر حال مین کافر ہون گر
چاہ کر تجھکو کسیکے نام لون پھر چاہ کا

آفتابِ حشر کی حدت سے عاشق کیا خطر
ظلِ عالی اپنے سر پر ہے رسول اللہ کا

ہمراہ غیر کو لئے مرقد پہ ہو گیا
مجھ ڈوبتے کو اور بھی ظالم ڈبو گیا
کوچہ کسی کا ملکِ عدم سے نہین ہے کم
قاصد وہین کا ہو گیا صد حیف جو گیا
وہ خاک مین ملا کے مجھے محو سیر ہے
لوگون سے پوچھتا ہے کہ کیا اسکو ہو گیا
اس عشق فتنہ ساز کا شکوہ نہین ہمین
اچھا برا ازل مین جو ہونا تھا ہو گیا
نوکِ مژہ کی یاد نہ دل سے کبھی گئی
تارِ نفس مین سوزنِ مژگان پرو گیا
ڈوبا ہوا تھا پہلے ہی بحرِ فراق مین
اگر وہ رشکِ غیر مین مجھکو ڈبو گیا
بادِ خزان کے جھونکے اُڑاتے نہ پھر اسے
اے ابر مشتِ خاک نہ میری بھگو گیا
دنیا کی لاکھ رنج مصیبت سے چھٹ گیا
آرام سے وہ ہے جو تہِ خاک سو گیا
حالِ نزار و بیکسیٔ دل کو دیکھکر
آیا مریضِ غم کی جو بالین پہ رو گیا

عاشق ہے راہِ زلف گرہ گیر پیچ پیچ
ملتا نہین وہ دل جو وہان جاکے کھو گیا

کوئی مجبور رہا باقی نہ مغرور رہا
دور دورہ نہ زمانے کا بدستور رہا
عادیٔ جور و جفا وہ بُت مغرور رہا
خوگرِ صبر دل زار بدستور رہا
کب زبان پر ترے شکوہ بتِ مغرور رہا
شیوۂ شکر جو اپنا تھا بدستور رہا
آئے تو کیا وہ عیادت کو نہ آئے تو کیا
جب تنفس کا نہ ہرگز ہمین مقدور رہا
چارہ گر چارہ گری سے تری ناسور رہا
آرزمندِ نمک زخم کا انگور رہا
زاہدا کیون رہِ پُرپیچ ہوئے تجھکو پسند
کوچۂ یار ترے راستہ سے دور رہا
نام باقی ہے سدا دہر مین حق گوئی سے
حشر تک تذکرۂ دعویِ منصور رہا
نام حق دار پہ بھی چڑھ کے زبان سے نکلا
یادِ حق سے جو نہ غافل کبھی منصور رہا

اپنی محنت سے نہ اصلاح ہوا شیرین کا م
تھک گئے اس راہ مین فرہاد سا مزدور رہا

کھولے عقدے تو بہت تونے زمانے کے فلک
پیچ پر کاکل پُر خم کا بدستور رہا

چرخ نے رنگ زمانے کے بہت سے بدلے
شیوۂ ظلم و ستم تیرا بدستور رہا

انقباض دل دلدار سے ہجران کیطرح
دم کا گھٹنا کبھی شبِ وصل بدستور رہا

کسکو جلوہ ہو بجز عاشقِ صادق حاصل
جلوہ گر بھی ہے وہی اور وہی طور رہا

تابشِ حُسن کی حدّت نے اُڑایا اسکو
روبرو تیرے صباحت کے نہ کافور رہا

توسنِ ناز ترا اس سے کچھ ایسا چمکا
رہ سکا ساتھ نہ شوخی کے بہت دور رہا

مسجد و بتکدہ دونون مین اسی ڈھب **عاشق**
بُت کا اور بادہ گلفام کا مذکور رہا

جز پیمبر کے وسیلہ ہے تجھے جان کسکا
اہل محشر مین بتا کون ہے پرسان کسکا

منتظر دم ہے نکلنے مین مریجان کسکا
دوست دشمن کا نہین پھر ہو وہ پرسان کسکا

ایک نظارہ مین جسکے ہو وصالِ دایم
یہ مرے دل کے سوا اور ہے ارمان کسکا

وامق و کوہکن و قیس ہوئے جب معدوم
منتظر میرے سوا اب ہو بیابان کسکا

چرخ چکرائے مرین رشک سے اعدا لاکھون
مہربان تو ہو تو خطرہ مجھے جانان کسکا

جسکی شیرینی سے لب بند تصور مین ہوئے
ذائقہ بخش یہ ہے سیبِ زنخدان کسکا

غیر کو جانتے ہو میری روش دیوانہ
مثلِ گل چاک ہے فرمائیے دامان کسکا

رنج سے شانۂ صد چاک ہوا کیون مو الیش
زلف برہم نے کیا حال پریشان کسکا

جب وہ گل چہرہ ہے اپنا تو ہے سب کچھ اپنا
نخل کسکے ہین یہ گل کسکے گلستان کسکا

واعظا ماہ کو اُس گل سے بھلا کیا نسبت
چہرہ انصاف سے کہتے کہ ہے خندان کسکا

قیس و فرہاد تو پہونچے نہ سرِ منزل تک
ہے لپیٹا ہوا یہ بسترِ میدان کسکا

داغ دل کا ہے مرے یا کف پا کا اُسکے
عکس ہے ورنہ فلک پر مہ تابان کسکا

مجھکو اک چاہیئے تو اور نہین کچھ خواہش
ہے ارم چیز ہی کیا تختِ سلیمان کسکا
ہائے دل ہاتھ سے نکلا جو چلا جاتا ہے
یاد آیا یہ مجھے طرزِ خرامان کسکا
شاہیِ عشق مین سُنتا نہین کوئی زاہد
کون حاکم ہے یہان اور رہے فرمان کسکا
چاہ مین جسکی مین ڈوبا ہی چلا جاتا ہون
غوطہ دیتا ہے مجھے چاہِ زنخدان کسکا
سر تہِ خنجرِ قاتل نہ رہا اے عاشق
پھر خدا جانئے ہے منت کشِ احسان کسکا
ایک ہی وار مین جھگڑا جو چُکایا عاشق
تیغ قاتل کے سوا سر پہ ہے احسان کسکا

صاف دل جو نہین مشکل اُسے پانا تیرا
یعنی گمراہ نہ پائے گا ٹھکانا تیرا
مضطرب دل ہے قیامت کے لئے جب سے سُنا
شیخ سے روزِ قیامت نظر آیا تیرا
ہر رگ و پے مین سمائی ہے محبت تیری
ہے مری جان مری آنکھون مین ٹھکانا تیرا
اسکے لڑنے سے لڑائی ہے جہان مین تیری
ہے غضب ترچھی نگاہون کا لڑانا تیرا
جبکہ تو میرا ہے تو کیا رہے مجھکو پروا
سارا عالم ہے مرا سارا زمانا تیرا
ناوکِ ناز و کرشمہ سے ہے بسمل عالم
کوئی خالی نہین جاتا ہے نشانا تیرا
تیری زلفون کی پریشانی نہ جائے گی کبھی
دلِ صد چاک سے دل ریش ہے شانا تیرا
ناز و انداز مین اُن روزون عجب شوخی تھی
ہم نہین بھولے لڑکپن کا زمانا تیرا
جان کا تا دم آخر ہے تو ہمدم اے دل
کون جز جان حزین یہان ہے یگانا تیرا
کف افسوس ہمین رشک سے ملواتا ہے
غیر کے ہاتھ مین مہندی کا لگانا تیرا
جگر خستۂ ابرو کو نگہ نے مارا
شوق رکھتا ہے نشانے پہ نشانا تیرا
تیغ ابرو کا کبھی ناوکِ مژگان کا کبھی
وار تیرا ہے غضب یار نشانا تیرا
زندہ در گور نہ ہون کیون ہمین جب یاد آئے
چٹکیان لیکے شبِ وصل جگانا تیرا
کوچۂ یار سے مژدہ مجھے لائی ہے صبا
نامہ بر لیکے ہوا نامہ روانا تیرا

مین اسی بات سے خوش دل ہون مرا بس تو ہے
غیر سے گو ہے نہ ملنے کا بہانا تیرا

قتل کے نام پہ کچھ سر تو جھکاتا تہ تیغ
غیر نے اتنا بھی کہنا نہین مانا تیرا

کس سے فریاد کرے جور و ستم کی عاشق
دور تیرا ہے جہان تیرا زمانا تیرا

جسے یقین ہے خدا تیری کبریائی کا
کبھی خیال نہین اُسکو خودنمائی کا

قفس سے صید کو یہ رنج ہے جدائی کا
کہ جان ہوا ہوا اگر نام لو رہائی کا

سما سکا نہ عدم مین بھی غم جدائی کا
وہ مجھ تک آئے اگر حکم ہو رہائی کا

بتون نے سکہ چلایا یہ بیوفائی کا
جہان سے محو ہوا نقش آشنائی کا

عجب طرح کی ہے شکل مہیب و نازیبا
خدا دکھائے نہ پھر منہ شب جُدائی کا

عدو کے دل کے پرخچے اُڑا دیئے صد شکر
یقین تھا مرے نالون کی نارسائی کا

ہم اپنے آئینہ دل کو رونما کر دین
جو خود نما کو ہو کچھ شوق خود نمائی کا

شب وصال مین باتین ہین پیار کی لازم
فسانہ پوچھو نہ مجھسے شب جُدائی کا

نہ اپنے پردۂ عصمت کو بیحجاب کرو
لگاؤ مجھکو نہ الزام آشنائی کا

بتون کے ہاتھ مین دستار و ریش ہے اُنکی
جناب شیخ کو تھا ناز پارسائی کا

صفائی غیر سے کرلون تمھاری خاطر سے
صفائی اُسکی ہو تو لطف ہے صفائی کا

جُدا ہو تن سے مرا سر کہ جان تن سے روان
مگر نہ اُٹھ سکے صدمہ تری جُدائی کا

سمجھ کے مجھکو وہ بیگانہ مُلتفت تھی مگر
بگڑ گئے جو لیا نام آشنائی کا

قیامت آئی بہت بارہا لبون پہ ترے
نہ دن ہوا کبھی آخر تری جُدائی کا

ہماری جان ہی جائیگی کوئے جانان مین
پیامبر نے کیا عذر نارسائی کا

سوال وصل مین پھرتا لیے ہون کاسۂ سر
طریق سب سے نرالا ہے یہ گدائی کا

ہمین تو اس دل خانہ خراب نے کھویا
گلہ نہ اُنکا نہ قسمت کی نارسائی کا

نہائے غیر کے وہ روبرو جو دریا مین
سفینہ ڈوب گیا اپنی آشنائی کا

عدو کو ساتھ لئے آیا قبر عاشق پر
وفا مین بھی ترے پہلو ہے بیوفائی کا

یقین ہے دل تجھے گر اُسکی بیوفائی کا
نہ لے تو نام خُدا نام آشنائی کا
لقب جہان نے دیا تجکو بیوفائی کا
خراب تمنے کیا نام آشنائی کا
یہ شیوہ خوب بتون کی ہے دلربائی کا
وہ جان لیتے ہین دم دیکھے آشنائی کا
بجز وصال کے چارہ نہین جُدائی کا
فگارِ غم یہ اثر کیا ہو مومیائی کا
بکھیر زلف کو دل پھانستے ہین حلقے کیے
بچھایا جال ہے یہ خوب آشنائی کا
ہمارے عیش مین کیسا ہے یہ خلل انداز
شبِ وصال مین کھٹکا شبِ جُدائی کا
سِوا ترے مین کسی سے غرض نہین رکھتا
بتون مین شہرہ ہے یون میری پارسائی کا
یہ داغ تیرگیِ دل کا عکس ہے زاہد
نشان نہین ترے ماتھے پہ جبہہ سائی کا
طبیعتون مین حسینون کی بیوفائی ہے
یہ ناشناس ہین کیا کام آشنائی کا
طریقِ عشق کو طے کیجے سر کے بل عاشق
کہ عشق کام نہین زور آزمائی کا
رہے یہ جان حزین یا نہ ہمنشین لیکن
مین دل گرفتہ ہون اُس بت کی دلربائی کا
ترے فراق مین جینا ہے موت سے بدتر
نہین ہے غم ہمین کچھ جان کی جدائی کا
نہ گل نہ ماہ نہ خرشید ہو سکے ہمسر
بیان ہو کیا ترے رُخسار کی صفائی کا
وہ بیٹھتے ہین لبِ بام صبح و شام اے دل
یہ شوق تازہ ہوا اُنکو خودنمائی کا
صبا نے خاک نہ پہونچائی کوئے جاناں تک
ہو شکوہ کیا ہمین طالع کی نارسائی کا
نکل کے طرۂ پُرپیچ سے کہان جائے
ہمارے دل کو نہین شوق کچھ رہائی کا
نہین ہے چین کسی طرح روز و شب ہمکو
وبال جان ہے سہنا تری جدائی کا

ہزار حیف کہ عاشق بجائے گردشِ دست
بنا رفیق تپِ غم سے چارپائی کا

اداے یار مین پہلو ہے کج ادائی کا
ملاپ مین بھی نیا ڈھنگ ہے لڑائی کا
بتون کا شیوہ نرالا ہے کج ادائی کا
نظر سے انکی عیان طرز ہے لڑائی کا
ہے شوق دل کو مرے انکی رخ نمائی کا
اثر اب انکو ہوا ہے سنی سنائی کا
ادا و ناز پہ اپنے وہ خود ہوئے مفتون
کیونکہ ہوا انھین پھر شوق خود نمائی کا
عدو کو پھونک دیا چرخ تک دہائی ہے
گمان اتنا نہ تھا آہ کی رسائی کا
مین سر کے بل چلون کیونکر نہ اسکے کوچہ مین
کہ دل کو شوق ہے اس در پہ جبہہ سائی کا
شب وصال ہے اے جان خوشی مین بخر شور
کرو نہ ذکر خدا کے لئے جدائی کا
عدو کے سامنے بیباک اور مجھسے حجاب
لگا دو خود کو نہ یون داغ بے حیائی کا
ہمارے روبرو کرتے ہین شیخ جی ہو حق
یہ ڈھنگ خوب دکھاتے ہین پارسائی کا
عدو کا نقش قدم ہو جہان ہان صد حیف
کہ نام لے کوئی بیچارہ جبہہ سائی کا
خیال کو جو رسائی ہو بزم جانان تک
کرون گا پھر نہ تردد شکستہ پائی کا
عدو کو ساتھ لئے پھرتے ہو غضب کیا ہے
سکھایا کس نے طریقہ یہ خود نمائی کا
ہزار رنج والم یون تو ہو کے مٹتے ہین
نہ اٹھکے درد اٹھایا گیا جدائی کا
سوال وصل پہ پھیرو نہ تم مجھے ناکام
صلا دلاؤ مجھے کچھ مری گدائی کا
شکست دل کی صدا جب کہ یار تک پہونچے
شکستہ دل کو خطر کیا شکستہ پائی کا
جفائین کرکے وہ کہتے ہین پیش داور حشر
گلہ خدا کے لئے ہو نہ بے وفائی کا

نہ کیون ہون یار کی یہ لن ترانیان **عاشق**
کہ خود نمائی کو دعوے ہے اب خدائی کا

سنے کا حال جو مجھسے شب جدائی کا
عدو بھی نام نہ لیگا پھر آشنائی کا
جہان مین جلوہ ہے چارون طرف خدائی کا
مگر حجاب ہے آنکھون پہ کبریائی کا
تمام مچھلیان دریا مین لوٹ پوٹ ہوئین
پڑا جو عکس نہانے مین اس کلائی کا

وہ بدلو آنکھین کہ بدلے زمانے کی گردش
جدا ہو غیر سے تو لطف ہے جدائی کا
وہ آج چین بہ جبین ہین کرین گے ذکر عدو
ہمین یہ یاد ہے افسون گرہ کشائی کا
کمند شیخ نہ جائیگی بام عرفان تک
کہ پارسائی کو خدشہ ہے نارسائی کا
یہ وہ ہے زہر ہلاہل کہ ہو گیا پانی
لکھا جو حرف کسی سنگ پر جدائی کا
ہمارا کام تو نکلا نہ بندگی سے بتو
اسی خودی پہ تھا دعوی تمھین خدائی کا
شب وصال کا ہووے مجھے یہ سترِ حِل
نصیب غیر ہو یارب یہ دن جدائی کا
لبون پہ دم کبھی پہونچتا ہے سخت مشکل سے
یہ حال ہے مرے طالع کی نارسائی کا
ابھی رقیب سے ہے تاک جھانک چلمن مین
بڑھے گا شوق انھین اور خودنمائی کا
نگاہ تھی ترے دل پر کہ جان ساتھ گئی
ہے دلربائی مین بھی شیوہ جانربائی کا
مریض ہجر صنم ہون خدا سے ڈر اے ضعف
یہ وقت کاہیکو ہے طاقت آزمائی کا
الٰہی خیر دلون کی یہ برق ہے بیڈھب
نگاہ تیز کو ہے شوق خودنمائی کا
ہمارے آبلۂ پا ہین جوش مین بیتاب
نہ شوق کیون ہو ہمین پھر برہنہ پائی کا

ہماری آہ رسا نارسا ہوئی **عاشق**
رسائی مین بھی ہوا دخل نارسائی کا

ہجر مین تاریکی شب سے وہ مجھپر جبر تھا
گوشہ بیت الحزن صد رشک گنج قبر تھا
کسلئے چاہا تھا انکو کیون جفا پر صبر تھا
اختیار انپر نہ تھا پر دل پہ کسکا جبر تھا
میری آہ سرد تھی یا دود دل تھا شبکو جو
ٹھنڈی ٹھنڈی تھین ہوائین کالا کالا ابر تھا
سادگی سے جان دی چالاکیون سے دل لیا
مین تو تھا سیدھا مسلمان وہ ستمگر گبر تھا
بعد مردن کنج تربت مین کھلے گل ہمدمو
داغ جو فرقت کا تھا دل مین چراغ صبر تھا
انکی زلفین دام انکا ہو گئین اے ہمنشین
یہ گرفتاری مری آہ رسا کا صبر تھا

دشمنون کے دم پہ کیا گذری الٰہی صبح تک

عاشق بیچارہ شب بیتاب تھا بے صبر تھا

اُس چشم مست ناز کا اتنا اثر ہوا
تھا باخبر خودی سے بھی مین بیخبر ہوا

ہتّے چڑھا جو عشق کے اُسکا نہ گھر ہوا
آوارہ و خراب ہوا در بدر ہوا

اک وار مین صفون کی صفون کو لٹادیا
قاتل کا ہاتھ دستِ قضا و قدر ہوا

برقِ جہندہ کو بھی تو رشک اسپہ آگیا
مضطر شبِ فراق مین دل اسقدر ہوا

آخر شکستہ ہوگیا رشتہ حیات کا
طول اسقدر ہوا کہ بہت مختصر ہوا

بس دردِ درد مند کا اب چارہ ہو چکا
چارہ سے چارہ ساز کو بھی دردِ سر ہوا

تن گھٹتے گھٹتے تارِ نظر بن گیا مرا
جس روز سے مین عاشق موئے کمر ہوا

سر لوٹتا ہے دوڑ کے قاتل کے پانو پر
خونِ شہید خنجرِ بُرّان کے سر ہوا

فرقت کی رات آہ و فغان مین جو ہو پڑی
گُتھم گُتھ ہوئی کچھ ایسی کہ پیدا اثر ہوا

اُسکی خرامِ ناز سے اُٹھا تھا جو غبار
آورگان عشق کا نورِ نظر ہوا

تنہا نہین ہے لطف قیامت ہو ساتھ ساتھ
یون نوحہ گر ہوا ابھی تو کیا نوحہ گر ہوا

اچّھا تھا ہمنشین مرے آنسو نہ پوچھتا
ہو آستین کی خیر کہ قطرہ شرر ہوا

پنہان ہین جسمین تیر وہ اُنکی نظر ہوئی
پیدا ہین جسمین زخم وہ میرا جگر ہوا

سرمہ کا تل بنا ہے جو دنبالہ کے قریب
تیرِ نگاہ یار کے بازو پہ پر ہوا

جوبن چڑھا ہے سینہ پہ اُس گلعذار کے
حیرت یہ ہے کہ سرو مین پیدا ثمر ہوا

سر پھوڑنے کے واسطے دیوار چاہیے
وحشت عجب بلا ہے کہ جنگل مین گھر ہوا

عاشق ہون بلا چشمِ مستِ بُتِ خود پسند کا
اے بیخودی سنبھال کہ مین بے خبر ہوا

ہر گل گلستان فدائے روئے جانان ہوگیا
موئے کاکل کا بکھرنا سنبلستان ہوگیا

ماہ جب پیش رخ پُر نور جانان ہوگیا
دیکھتے ہی دیکھتے نظرون سے پنہان ہوگیا

دی مدینہ کی زمین کو وہ خدا نے برتری
ذرہ ذرہ خاتم دست سلیمان ہوگیا
جلتے جلتے تیرے سوز ہجر مین اے لالہ زار
داغہائے تن سے مین سرو چراغان ہوگیا
تیر اُس سفاک کے گھل گھل کے مرہم بن گئے
زخم دل گویا مرا رشک نمکدان ہوگیا
داغ دل داغ جگر سے مین سراپا داغ تھا
سب سے بڑھکر داغ دوری عزیزان ہوگیا
بخیہ گر بس رہگیا منہ دیکھتا کا دیکھتا
ٹکڑے ٹکڑے دست وحشت سے گریبان ہوگیا
عارض تابندہ سے تیرے قمر پھیکا پڑا
سُرخی لب سے خجل لعل بدخشان ہوگیا
کوچہ گیسو سے آئی ہے یہ شاید ہمنشین
دل نسیم صبح سے اپنا پریشان ہوگیا
جان میری تیرے ابرو پر تصدق ہوگئی
اور دل مشتاق نذر تیر مژگان ہوگیا
اب کہان وہ لن ترانی وہ مشیخت ہے کہان
محفل رندان مین پہنچے شیخ عریان ہوگیا
وادی وحشت مین ہون مین اسقدر وحشت پسند
سایہ میرے ساتھ سے ہمدم گریزان ہوگیا
بھولا کر کندھا دیا اُس غیرت بلقیس نے
تختۂ تابوت بھی تخت سلیمان ہوگیا
ہجر کی شب دیکھتا تارے شرارے بنگئے
میری آہون سے فلک پر بھی چراغان ہوگیا
کیا تری زلفون کی آوارہ وطن ہے یہ بھی کوئی
خانۂ گلشن سے کیون سنبل پریشان ہوگیا
آؤ دکھلائین تمہین بھی اپنے زخمون کی بہار
اب میسر ہمکو سامان چراغان ہوگیا

غیر بھی اب چاہتا ہے اُنکو عاشق کیطرح
شیر قالین صورت شیر نیستان ہوگیا

عید کے دن سے مبدل روز ہجران ہوگیا
اُسکے آنے سے مجھے عیش سلیمان ہوگیا
تھا گرانی سے گران مین کار آسان ہوگیا
دل مین اُسکے عشق دشمن تھا سو ارزان ہوگیا
آگیا ابتو نمک پاشی کا قاتل کو مزا
زخم پر چھڑکا نمک ٹکڑے نمکدان ہوگیا
ناامیدی حال بیکس پر ہوئی ہے نوحہ گر
بارہا تربت پہ گریان ابر باران ہوگیا
اُسکی زلف خم بخم کا جب کبھی آیا خیال
سینۂ پر داغ اپنا سنبلستان ہوگیا

مثل بلبل گلرخون کے ہاتھ سے بچتا نہین
دامن عشاق بھی گل کا گریبان ہوگیا
دست وحشت بنگئی اُس تُرک کی نوکِ سنان
زخم سینہ صورت چاکِ گریبان ہوگیا
ہجر کی شب اژدہا تھی یادِ گیسو تھی بلا
دود دل سے نکل کر مار پیچان ہوگیا
برہمن کہتا ہے کیونکر بت پرستی چھوڑ دون
کعبہ مین رہنے سے وہ بت کیا مسلمان ہوگیا
میرے چھالون نے دیا وہ انکو پانی ای جنون
خار ہر اک صورتِ نخلِ مغیلان ہوگیا
بے تمھارے تیر باران بنگیا تھا باغ مین
گل ہوا زخمِ جگر اور غنچہ پیکان ہوگیا
لاغری نے شرم رکھی خوب بزمِ یار مین
مین رہا محفل مین اور نظرون سے پنہان ہوگیا
عارضِ جانان کی سُرخی دیکھکر دل خون ہوا
لو شہید ناز اب لعلِ بدخشان ہوگیا
چارہ گر کچھ کہہ رہا ہے پھر لبِ زخمِ جگر
پھر پھٹا انگور پھر خالی نمکدان ہوگیا
ہاتھ مین دامن لیا اسنے خُدا کی شان ہے
دامن امید بھی میرا گریبان ہوگیا
خنجر ابروئے جانان ہوگیا ہے دلنشین
جاگزین سینہ مین میرے تیر مژگان ہوگیا
ہون اسیر قید لیکن قید سے آزاد ہون
لاغری سے دشت کی مانند زندان ہوگیا
خون ناحق نے کیا ہنگامۂ محشر بپا
جب گذر انکا سوئے گنج شہیدان ہوگیا
کیا کہون تیرِ نگاہِ یار کی سفاکیان
آنکھ مین کھٹکا ہمارے دل مین پنہان ہوگیا
لاغری نے میری خنجر پر کیا اتنا اثر
جب گلے ملنے گیا ہمشکل پیکان ہوگیا
عرض کرتا ہون کبھی اُنسے جو اپنا حالِ دل
کہتے ہین اس داستان سے دل پریشان ہوگیا

کب تلک اے عاشق سُنین ہم گفتگو نا اہل کی
ایسی باتون سے دماغ اپنا پریشان ہوگیا

ہنس کے اُسنے تیر مارے زخم خندان ہوگیا
سینۂ عشاق صدر رشک گلستان ہوگیا
اُف رے گرمی محبت بلبے سوزِ ہجرِ یار
خشک میری چاہ سے چاہِ زنخدان ہوگیا
ظاہری طاعت ہے یون تو گبر ترسا ہین بہت
کیا ہوا اگر نام کو کوئی مسلمان ہوگیا

جوش وحشت نے بہاران مین وہ پھیلائے ہین پانو
مجھ سے وحشی کے لئے صحرا بھی زندان ہوگیا
ہر لب تربت پہ آئی ہے ہنسی کیا اے صبا
وہ گل خندان سوئے گور غریبان ہوگیا
میری وحشت نے بیابان کردیا ہی بوستان
داغ سینہ سے مرا زندان گلستان ہوگیا
اُس بُت پرفن کی اب تو آگیا ہے راہ پر
شیخ سا حیوان بھی صد شکر انسان ہوگیا
زخم قاتل نے لگایا میرے سر پر تیغ کا
ہو مبارک نیر اقبال تابان ہوگیا
یہ بھی میرے اشک خونی رنگ کا اعجاز ہے
آستین رنگ شفق دامن بدخشان ہوگیا
رفتہ رفتہ دیکھنا زنجیر پا بنجائے گا
اے جنون جو تھا گریبان کل وہ داماں ہوگیا
طالع بیدار نے شب وان مجھے پہونچا دیا
بخت خفتہ اپنا خواب چشم دربان ہوگیا
اُنکی پتلی کی سیاہی کہہ رہی ہی آنکھ سے
مشک جتنا تھا وہ سب وقف غزالان ہوگیا
تھا یہی ہمدم ہمارا چارہ ساز درد دل
دم لبون پر تھا گیا کیا خوب درمان ہوگیا
وقت کشتن تھا یہ میری تلخ کامی کا اثر
تلخ آب تیغ کھاری آب پیکان ہوگیا
اے صبا اب دیدہ لیلی وشان مین ہی غبار
مر کے مجنون سُرمۂ چشم غزالان ہوگیا

نوبت سینہ شگافی آگئی **عاشق** کہ اب
چاک ہوتے ہوتے دامن بھی گریبان ہوگیا

دست وحشت تجھے اے قیس سزاوار نہ تھا
کیا ترے سر کے لئے سنگ در یار نہ تھا
یار سمجھے تھے اسے ہائے مگر یار نہ تھا
دشمن جان تھا پہلو مین دل زار نہ تھا
شب فرقت مین کوئی مونس و غمخوار نہ تھا
اے فلک رحم کہ اتنا مین گنہکار نہ تھا
آپکے پانو مین گرتا رہا بیخود ہو کر
آپ انصاف سے کہئے کہ مین ہشیار نہ تھا
جوش حسرت تھا کہین جوش تمنا تھا کہین
شب تری بزم مین اک مین ہی گنہکار نہ تھا
عاشق برق جمالان جہان تھا اے طور
یہ وہ دیدہ نہین جو قابل دیدار نہ تھا
شکر صد شکر کہ آنکھون کو ملا تار نظر
گوہر اشک پرونے کے لئے تار نہ تھا

ابتداء عشق کی اچھی تھی کہ تھے سب اچھے
غیر کو تم سے تمھین ہم سے سروکار نہ تھا
تارِ انظار رہا بام پہ چہرے سے نقاب
وہان بھی بے پردہ ترا جلوۂ رخسار نہ تھا
باندہ لیتا وہ کمر سے تو گران کیون ہوتا
ناتوانی سے مین کب جون کمر یار نہ تھا
محتسب توڑ دیا تو نے دل رند عبث
شیشہ نازک سا تھا یہ توبۂ میخوار نہ تھا
تو نے کیون اپنی نزاکت کو لگایا دھبّہ
چشم خونخوار تھی خنجر ترا خونخوار نہ تھا
تیر قاتل مرے سینہ مین رہا چین بجبین
کیا تبسم کے لئے بھی لب سوفار نہ تھا
صورت آئینہ حیران ہون سینہ سختی سے
اے فلک زلف نہ تھا مجھ مین رُخ یار نہ تھا

ایک دل اپنا تھا وہ بھی نہ رہا اے **عاشق**
ورنہ دنیا مین ہمارا تو کوئی یار نہ تھا

مانند تیر سامنے وہ بُت جب آگیا
آنکھون کی راہ سے مرے دلمین سما گیا
دین گالیان رقیب کو اور میرے سامنے
مین اُسکی انجمن سے بہت بدمزا گیا
دو چار پھول کیسے یہ نفرت ہی بعدِ مرگ
وہ بُت مرے مزار پہ تیوری چڑھا گیا
قاتل مرے خدنگ سے بھر آئی زخم دل
یعنی جو آیا تیر وہ ٹانکا لگا گیا
پامال کر دیا مری تُربت کو کس لئے
کیا حرفِ مدعا تھا کہ وہ بُت مٹا گیا
مر کر بھی اُسنے داغ دیئے مری قبر پر
لا کر چراغ گھر سے عدو کے جلا گیا
دو دن کی ہے بہار فقط باغِ دہر کی
مانند رنگ و بو کے جو آیا اُڑا گیا
تاثیرِ سرد مہری جاناں ہے اسقدر
عاشق تپِ فراق مین بھی تھرتھرا گیا
اُس خانمان خراب کو تم جانتے بھی ہو
مثل گدا صدا جو گلی مین لگا گیا
اللہ رے یہ رشک وہین آنکھ کھل گئی
جب خواب مین وہ غیر کے ہمراہ آگیا
حسرت ہے پاس دلکی شکایتین ہمین
جو کچھ رہا رہا جو گرہ سے گیا گیا
ابرو نے جان لی ہے تو شوقِ قتل نے
کعبہ کو وہ گیئے یہ سوئے کربلا گیا

پھر تنگ آگیا ہون مین زندان کے ہاتھ سے
زنجیر در کو دست جنون پھر ہلا گیا

عاشق ہمارے دردِ جگر کا ہوا یہ رنگ
دھونی جہان رمائی وہین ابر چھا گیا

نورِ خدائے پاک رسولِ کریم تھا
سب انبیا سے آپکا رتبہ عظیم تھا
نظارہ کی نہ تاب رہی اُف ری بیخودی
گویا زبان قفلِ دہانِ کلیم تھا
اغیارِ تازہ عشق پہ کیون لطف اسقدر
سب عاشقون مین عاشقِ صادق قدیم تھا
دیتے نہ کیونکہ اشک کو آنکھون مین ہم جگہ
دروازۂ کریم پہ طفلِ یتیم تھا
دیکھا جو آستان کو ترے مینے خواب مین
جاتا رہا جو شوقِ بہشت و نعیم تھا
بسمل نے اُسکے پانو پہ دی جان وقتِ قتل
وردِ زبان شکر و سپاسِ کریم تھا
یارب وہ نازِ غیر کے کیونکر اُٹھا سکا
جس کو حنا کا رنگ بھی بارِ عظیم تھا
دیکھا تھا ہمنے آپکے وحشی کو دشت مین
عریانیان لباس تھین سایہ گلیم تھا
بھٹکے پھرے شب آرزوئی غیر بزم مین
دل اپنا اُسکے گوشۂ دل مین مقیم تھا
رو کے سے دل رُکا نہ ملا خاکمین مدام
جانان تری گلی مین شعار قدیم تھا
ہنگامۂ نشور دو عالم مین تھا بپا
ہر موئے تن نوا مین زبان کلیم تھا
بیشک تو آج کوچہ جانان سے آئی ہے
اتنا کبھی دماغ نہ تجھکو نسیم تھا
یون بھی وصال یار میسر نہ ہو سکا
ہمراہ خواب مین بھی عدوئے لئیم تھا
تھا شمعہائے گورِ غریبان پہ یہ سمان
گویا ظہورِ حال عظام رمیم تھا

عاشق خرامِ ناز سے دھوکا ہوا مجھے
تھا نامہ بر مرا کہ ہوائے نسیم تھا

وہ لطفِ خاص ہونے پہ لطفِ عمیم تھا
چلنا کسی کا غیر کی جانب نسیم تھا
دامن نے پرورش کو لیا کیا بُرا کیا
آنسو ہماری آنکھ کا دُرِّ یتیم تھا

پردے مین بیٹھکر ہین یہ کیون لن ترانیان
کس دن مرا سوال کلام کلیم تھا
کیا جانئے کیا بنی ترے بیمار ہجر پر
تھا دم لبون پہ حال نہایت سقیم تھا
کیا دن تھے وہ بھی تمسے تعلق نتھا ہمین
امید وصل کی تھی نہ ہجران کا بیم تھا
عینِ وصال مین تپِ فرقت تھی سامنے
جنت مین جاکے کیون یہ خیال جحیم تھا
توبہ سے ہو رہا ہون پشیمان مین ہمنشین
ہوتے گناہ اور کہ خالق کریم تھا
کچھ ہو سکا کسی سے نہ ہرگز علاج عشق
تھا بو علی طبیب فلاطون حکیم تھا
تقدیر کی ہے بات کہ کھانے دیا نہ پھل
ہر چند جانتا ہون کہ خنجر کریم تھا
دودِ فغان کے ساتھ ہے کچھ بوئے عطر بھی
مجھکو خیال کاکلِ عنبر شمیم تھا
چھوکر کسیکی زلف معنبر کو جب چلی
دیکھا تو آسمان پہ دماغ نسیم تھا
اللہ رے لاغری کہ نہ دیکھا رقیب نے
مین اُسکی انجمن مین برنگ نسیم تھا
مارا اس آرزو نے کہ مدفن ہو کوئے یار
شوق جنان تھا ہمکو نہ خوف جحیم تھا
مین تھا وہ دردمند کہ ہرگز نہ اُٹھ سکا
اک درد میرے واسطے نازِ حکیم تھا

عاشق وہ گل چمن مین تھی محو خرامِ ناز
کھٹکا تھا کچھ صبا سے نہ خوف نسیم تھا

چھپتا تھا مہرِ رشک سے وہ خوف و بیم تھا
ہر داغ اپنا رشکِ ریاضِ نعیم تھا
جس سے بنا ہے چرخ وہ بیکس کی آہ تھی
گر کر ہوا گہر جو وہ اشک یتیم تھا
وہ تفتہ دل ہون آہ تجلیِ طور تھی
میرا غبار سرمۂ چشمِ کلیم تھا
حیرت یہ ہے کہ خانۂ دشمن ہوا نہ خاک
دوزخ کو آہِ دل سے عذابِ جحیم تھا
مانند شمع جلنے لگین اُنگلیان تمام
حدت سے میری نبض کی سوزان حکیم تھا
زاہد کہے گا حشر مین رحمت کو دیکھکر
ترکِ گناہ ایک گناہ عظیم تھا
کچھ مین ہی تیرے جلوۂ عارض پہ غش نہین
مدت سے سن رہا ہون کہ بیخود کلیم تھا

در پر تمہارے شبکو یہ ہنگامہ تھا بپا
فریادیون کی بھیڑ تھی شورِ عظیم تھا

بیمارِ غیر تھا وہ صنم پھر شفا کہان
خود چارہ جو تھا جو وہ ہمارا حکیم تھا

ہر بات مین بہت سے تھے پہلو دبے ہوئے
تھے لاکھ فقرے ایک کلامِ کلیم تھا

سرمہ بنا تھا دیدۂ عبرت کے واسطے
جتنا غبار صرف عظامِ رمیم تھا
استخوان ہائے کہنہ ۱۲

غیرون کے فقرے پہ ہوتی تھی آفرین
خاموش میری بات پہ لیکن کلیم تھا

اس نیمجان کو عشق ہے شمشیرِ یار سے
وہان نیمچہ کھچا تھا یہان دل دو نیم تھا

تھی جسکے تار تار کی حورون کو آرزو
وہ حلۂ بہشت ہمارا گلیم تھا

عاشق سناتے حال کسی کوئی یار ہین
ہر نقشِ پا بصورت گوشِ صمیم تھا
بہرہ ۱۲

زلف کیون برہم ہوئی چہرہ کا کیا عالم ہوا
مین نہین کہتا تمھین مرگ عدو کا غم ہوا

مجمع امید سارا برہم و درہم ہوا
بیکسی و یاس کا ہجران مین وہ عالم ہوا

چارہ گر کچھ اور لا بھرنے کو ہے زخم جگر
تھا نمکدان مین نمک جتنا وہ سب مرہم ہوا

عمر جتنی گھٹ گئی جینے کی حسرت بڑھ گئی
درد جتنا بڑھ گیا اتنا مداوا کم ہوا

وہ بھی کچھ صورت بنائے نوحہ گر ہین ساتھ ساتھ
مر گیا ہے کون جسکا اسقدر ماتم ہوا

تیرے احسان مین نہ بھولونگا کبھی اے دردِ دل
بیکسی مین کون جز تیرے شریکِ غم ہوا

رازداریٔ محبت جان من آسان نہین
کیا ہوا اگر غیر تیرے راز سے محرم ہوا

اسکو کہتے ہین مقدر مین وہی ناکام ہون
خود پسندی بڑھ گئی جب عشقِ دشمن کم ہوا

کر دیا برباد سب موجِ نسیمِ عفو نے
دفترِ عصیان ہمارا برہم و درہم ہوا

ایک مدت سے اسی امید مین تھا تشنہ لب
آب خنجر زخم دل کے واسطے مرہم ہوا

مین ازل سے خوگرِ جور و جفا ہون اے فلک
رنج سیرا بڑھ گیا جب ظلم مجھپر کم ہوا

کیا خوشی کی بات ہے اب غیر روئین رشک سے
لوگ کہتے ہین مرے مرنیکا انکو غم ہوا

آئے وہ بزم عزا مین میری قسمت دیکھنا
کیا تماشا ہے کہ شادی مرگ کا ماتم ہوا

چشم دریا بار نے ڈھلے ہین یون لعلِ گہر
گاہ آنسو خون ہوا گہہ قطرۂ شبنم ہوا

دم لیا تھا نے **عاشق** اُسکے شوقِ دید مین
پر یہ حسرت رہگئی خنجر کا دم کیون کم ہوا

غم کوئی جاتا رہا دل سے تو مجھکو غم ہوا
یعنی اپنا اک رفیقِ بیکسی کیون کم ہوا

اُسقدر اپنی خودی سے آپ نا محرم رہا
جسقدر اسرارِ عرفان سے کوئی محرم ہوا

تھی ازل مین باعثِ تکوینِ عالم چار یار
خاک و باد و آب و آتش سے بہم آدم ہوا

غنچے ہین پژمردہ خاطر سرو ہے حسرت زدہ
پھول کسکے ہین چمن مین جسکا ایسا غم ہوا

اے صبا وہ رشتۂ الفت ہے دل کو زلف سے
یہ اُدھر برہم ہوئی اور وہ اِدھر برہم ہوا

یا خدا آباد رکھ پہلو مین دردِ عشق کو
یہ مرا ہمدرد ٹھہرا یہ مرا ہمدم ہوا

کیون کھچا جاتا ہے اک خورشید رو کی چاہ مین
دل ہمارا کیا ہوا اک قطرۂ شبنم ہوا

اُنکو دل دیکر اُبھر آئین ہزارون حسرتین
سیکڑون پیدا ہوئے گر ایک دشمن کم ہوا

عشق تھا روزِ ازل مین بھی مجھے گھیرے ہوئے
عالمِ امکان مین آکر وُہی عالم ہوا

وصل مین شب بھر مجھے کھٹکا رہا اے نسیم
زلف اب بکھری مزاجِ یار اب برہم ہوا

پرتوِ عارض سے کسکے آگ پانی مین لگی
عکسِ رخ سے کسکے دریا برہم و درہم ہوا

رشک مین اک دل لگی تھی چھیڑ مین اک بات تھی
نرم دل وہ ہون مجھے مرگِ عدو کا غم ہوا

دیکھ قاتل تھا یہ مشتاقِ شہادت سخت جان
کاٹ دونی ہوگئی تیغ دودم مین خم ہوا

اب نہین **عاشق** کہین برقِ تجلی کو قرار
حُسنِ عالم سوز کا اُسکے عجب عالم ہوا

ہماری طرح جہان مین کوئی خراب نتھا
شباب جوشِ تمنا تھا کچھ شباب نتھا

نصیب غیر مین ہمدم جو انقلاب نتھا
یہ شام و صبح یہ مہتاب و آفتاب نتھا

ادب سے مین جو نہ تڑپا تو یون کہا اُسنے
کہ اسکے شوق شہادت کو اضطراب نتھا

سزا ملی ہے مجھے عذرِ بے گناہی پر
الٰہی شکر کہ مین قابلِ عذاب نتھا

اشارے چشمِ سخنگو کے ہم سمجھتے ہین
مخاطب اُنکا عدو تھا مگر خطاب نتھا

فسانہ عالمِ رویا کا کیا کہین ہمدم
جو ہمنے دیکھ لیا خواب تھا شباب نتھا

دہن نہو تو کمر کی نظیر تھی معدوم
کمر نہو تو دہن کا ترے جواب نتھا

تری گلی مین بتا تو سہی مجھے کوئی
حزین و خستہ و آوارہ و خراب نتھا

گناہ چھوڑ گئے رحمت سے بڑھگئی ہے یاس
ثواب جسکو سمجھتے تھے ہم ثواب نتھا

ہزار بوتلین اُلٹین گلو بھی تر نہ ہوا
وہان تشنہ تھا میرا خمِ شراب نتھا

خدا کی شان اُٹھاتے ہین اب وہ نازِ عدو
وہ سر چڑھا جو کبھی قابلِ خطاب نتھا

تمھارے ہاتھ مین خنجر تھا کل جو مقتل مین
تمھاری ابروے بیباک کا جواب نتھا

یقین ہو کیونکہ انھین بیقراریان دل کی
کہ پاس آکے جو بیٹھے تو اضطراب نتھا

عدو کو چشمِ حقیقت کہان میسّر تھی
وگرنہ آپکا جلوہ تو بانقاب نتھا

دلِ خراب سے کہتی ہین حسرتین میری
جہان مین ہمسا کوئی خانمان خراب نتھا

سوالِ وصل ہوا لاجواب اے **عاشق**
دہانِ تنگ مین اس شوخ کے جواب نتھا

حجابِ برقِ تجلّی تھی گو حجاب نتھا
وہ شوخ بام پہ آیا تو بے نقاب نتھا

حجاب مین وہ نتھا اور بے حجاب نتھا
حیا کا پردہ پڑا تھا اگر نقاب نتھا

ہمین تھا پاس مُروّت کہ لاجواب نہو
وگرنہ آپکی باتون کا کیا جواب نتھا

نگاہِ شوق ہے بیتاب کیون پسِ چلمن
یہ سچ ہے غیر سے کِس دن تمھین حجاب نتھا

ہمارے پانو کو اُس کو مین دھر دیا ہوتا
ترے نصیب مین اے پاسبان جو خواب نتھا

کبھی نہ جائیگی تا حشر بے خودی میری
سرورِ حُسنِ بُتان نشۂ شراب نتھا

وہی نصیب مین اپنے وہی ہے محرومی
یقین ہے کہ زمانی مین انقلاب نتھا
نکل کے گھر سے گئے ہم جو دشتِ وحشت مین
چلے وہ چال کہ سایہ بھی ہمرکاب نتھا
وہ منہ لگی کبھی چھٹتی نہ حشر تک زاہد
یقین جان یہ منہ قابلِ شراب نتھا
عیان ہو پردۂ دل سے نہان ہو آنکھون مین
تمھارے جلوہ کا مانع کوئی نقاب نتھا
کسیکی حیرتِ دیدار سے وہ تسکین تھی
کہ وقتِ مرگ بھی بسمل کو اضطراب نتھا
خطاب کرکے مجھے غیر سے ہوئین باتین
یہ التفات بھی انکا کم از عتاب نتھا
نہ بھیجنا تھا قلم کرکے پھر سرِ قاصد
ترے قلم مین مرے خط کا گر جواب نتھا
کہان گیا اثرِ بیقراریِ بسمل
یہ کیا کہ خنجرِ قاتل کو اضطراب نتھا

نمود دامنِ قاتل سے کب گئی عاشق
ہمارا قطرۂ خون تھا کوئی حباب نتھا

دل مایوس تو کیون کوئے بتان سی آیا
کون یون تیری طرح جاکے جنان سے آیا
جو گیا پھوڑکے سر تیرے مکان سے آیا
صد گلِ زخم لئے باغِ جنان سے آیا
داغِ فرقت مجھے دیدیکے وہ فرماتے ہین
ہاتھ یہ چاند کا ٹکڑہ سا کہان سے آیا
دل مین اُس تیر کو کیونکر نہ جگھ دون ہمدم
ہوکے برباد جو یون دورِ کمان سی آیا
جو گیا سنگِ درِ یار بنا حیرت سے
آدمی بنکے کوئی کوئے بتان سے آیا
کیا تسلی ہے دمِ گریہ جو یون کہتے ہین
تجھ مین تو دم ہی نہ تھا اشک کہان سے آیا
تیرے کوچہ کی ہوا ہو کہ خیالِ دشمن
جو کچھ آیا وہ اجل بنکے وہان سے آیا
تشنہ لب جانکے ساقی نے لگادی ہے سبیل
بادہ خواری کا مزا کچھ رمضان سے آیا
مین تو کیا خنجرِ قاتل کا بھی دل لوٹ گیا
لطفِ تکبیر وہ قاتل کی زبان سے آیا

چارہ گر آج چھڑکتا ہے نمک اے عاشق
رحم اسکو مرے زخمون پہ کہان سے آیا

پھنس کے زلفون مین جو دل خاموش تو ہو جائیگا
فقرہ فقرہ ہر گرہ کا گفتگو ہو جائے گا

بام پر شبکو اگر بے پردہ تو ہو جائے گا
ماہ مین تجھمین مقام گفتگو ہو جائے گا

قاتل اچھا ہے جو خونِ آرزو ہو جائے گا
ہر گلِ باغِ شہادت مین یہ بو ہو جائے گا

ہون وہ مشتاقِ خلش بنجائے گا یادِ مژہ
تیرِ قاتل دلمین رہکر آرزو ہو جائے گا

قامت جانان کا گر باندھون تصوّر باغ مین
یا بگل سروِ کنارِ آبجو ہو جائے گا

رنگ لاکھے نے جمایا اُسکے لب پر دیکھنا
لعل کا دل اب بدخشان مین لہو ہو جائیگا

برق خوبون سے یہ آنکھین سینکنی اچھی نہین
ایک دن اُلٹا توا اے ماہ تو ہو جائے گا

سمجھتے کیون گر نہ ہوتا نامہ بر پر اعتبار
ہم نہ سمجھے تھے کہ وہان جاکر عدو ہو جائیگا

آہ کیون کرتے جو ہوتا ٹوٹ پڑنے کا یقین
کیا خبر تھی چرخِ اُلٹا تندخو ہو جائے گا

گر یہی شوق شہادت ہے تو قاتل دیکھیو
آبِ خنجر اب کوئی دم مین لہو ہو جائے گا

دل وہ مشتاق شہادت ہے کہ قاتل وقت ذبح
ٹکڑے ٹکڑے ہو کے پیوند گلو ہو جائے گا

زاہدو مین کعبۂ ابرو مین پڑھلونگا نماز
آب سے اُس آئینہ رو کے وضو ہو جائیگا

خم کے خم خالی ہون تو بھی تر نہون ہونٹونکے لب
تشنگی سے میرے وہ تشنہ سبو ہو جائے گا

ہو کے اس محراب مین قاتل شہیدونکی نماز
آبِ خنجر صورت آبِ وضو ہو جائے گا

بزمِ جانان مین نہ ہوگی باریابی غیر کو
اسقدر میرا ہجوم آرزو ہو جائے گا

کاٹ ڈالیگا جو عاشق غیر کو جو رنگ شاہ
خنجر قاتل کا شہرہ چار سو ہو جائے گا

تیرے رخ سے گرد و چار اے تندخو ہو جائیگا
آب آئینہ سے طوفان چار سو ہو جائے گا

اے جنون وابستۂ عاشق جو تو ہو جائے گا
ہو کے دامن دھجیان طوق گلو ہو جائے گا

معجزہ دکھلائینگی اکدن تمہاری شوخیان
اُس زبان پر آپ آتے آتے تو ہو جائے گا

المدد اے ضعف اُس بُت کو کمر پر ناز تھا
ناتوان اب یہ مقابل مو بمو ہو جائے گا

میکدے مین جائے گا ساقی جو یہ گردش نصیب
مہر ساغر ہوئیگا گردون سبو ہو جائے گا
آج پھر قاتل نے شمشیر دودم کو آب دی
آج پھر اے دل ہرا زخمِ گلو ہو جائے گا
آئینہ مین بال پڑجائینگے عکسِ زلف سے
مہر ہو کر روبرو بے آبرو ہو جائے گا
گھٹتے گھٹتے ایک دن امید ہو جائیگی یاس
شوق بڑھتے بڑھتے ایکدن آرزو ہو جائے گا
دشتِ وحشت مین بلند و پست ہے سب ایکسان
پانو کی بیڑی مجھے طوقِ گلو ہو جائے گا
حشر کے دن داورِ محشر ہے ۔ تم ہو اے بتو
فیصلہ میرا تمھارا روبرو ہو جائے گا
اے خدنگِ یار اس گھر مین ہے تجھسے روشنی
زخمِ دل شکلِ چراغِ آرزو ہو جائے گا
طائر رنگِ حنا کی طرح یہ لائے گا رنگ
دل ہمارا اُس گلِ عارض کی بو ہو جائے گا
جوشِ ارمان مُنہ سے بول اُٹھے گا ایکدن دیکھنا
میری خاموشی کا فقرہ گفتگو ہو جائے گا
خوبیٔ قسمت سے میری رشک ہوگا حور کو
میری تُربت پر اگر وہ خوبرو ہو جائے گا
رنگ لائے گا شہیدِ ناز قاتل بعدِ قتل
آبِ خنجر خونِ ناحق سے لہو ہو جائے گا
دیکھ لین گے روئے جانان سے ملا کر ماہ کو
آئینہ سے آئینہ جب روبرو ہو جائے گا
کاکلِ پیچان سے سنبل کے نکلجائینگے بل
بوئے زلفِ مشکبو سے مُشک بو ہو جائے گا

پھل ملیگا اسکو اے قاتل اگر شمشیر کا
باروَر عاشق کا نخلِ آرزو ہو جائے گا

کھلا مُقدر دلِ حزین کا مکان ہے یہ ایک نازنین کا
مکین ہے وہ جو نہین کہین کا دماغ ہے عرش پر زمین کا
ہماری اشکون نے تار باندھا ہوا ہے بحرِ روان کو سودا
فلک یہ کہتے ہین جسکو جزدا و تخت گوشہ ہے آستین کا
تمھارے کوچہ مین سر سے آتا نشانِ پائے عدو مٹاتا
کسیکی چوکھٹ سے پھوڑ جاتا جو پاس ہوتا مجھے جبین کا
بنا ہی عاشق کے خون کا محضر گواہ اغیار مین سراسر
جو مُہر کے ہیں حروف نشتر تو رنگ تک سُرخ ہے نگین کا
ارادے ہین شکلِ ماء و طین کے کبھی فلک کے کبھی زمین کے
یعنی آدمی
ازل سے ہے یا نقشِ جبین کچھ یہ ہے نوشتہ خطِ جبین کا
زبان پہ آیا جو حرفِ مطلب تو اُنکو سُننے کی ہی غرض کب
وہ بند کر دیتے ہین مُنہ مین لب کہا ہی دم حرفِ دلنشین کا

عدو کے نعرے ہین سارے باطل وہ میرے آئیگا کب مقابل
کہان ہے دینے کو لائیگا دل یہ حوصلہ کب ہے نکتہ چین کا

نصیب مین لین اگر ہین رُتبے تو دیکھ لیگا وہ سب سرِ چشم
جو نقشِ الفت تمہارا بیٹھے تو بھاؤ بڑھ جائے اس نگین کا

الٰہی ہو جائے شکر شیون یہ شوق کہتا ہے وقتِ مُردن
جھکاؤن قاتل کے آگے گردن تو غل ہو مقتل مین آفرین کا

جواب کیا دوگے روزِ محشر وہان بناؤگے بات کیونکر
یہ مانا دھو لوگے اپنا خنجر نشان نجائیگا آستین کا

عجیب لائی ہے رنگ دنیا طلسم کیا کیا ہوئے ہویدا
کہ سبزہ و گل نئے ہوکے پیدا بنا دیا صورت آفرین کا

پسند کرتے ہین اسپہ مرنا کہ اپنے کوچہ مین نعش دھرنا
ہمارا مٹی ہی عزیز کرنا دیا ہے جان مول اس زمین کا

ہوا ہے منہ فق جو یاسمن کا تو رنگ ہی زرد یاسمین کا
یہ حال داغون سے ہے بدن کا کہ رنگ پھیکا ہو جو چمن کا

کیا تھا کسدن عدو کا شکوہ عبث وہ دشمن ہوا ہمارا
جو عشقِ دشمن اسے نہوتا یہ حال ہوتا نہ مہ جبین کا

یہ حال ہے عشق مین تمہارے کہ چھان مارے ہین دشت سارے
وہ پاؤن نکلے ہین اب ہمارے کہ چاک دامن ہوا زمین کا

نصیحتین سب ہین ذکر ماضی نصیب پر ہی ہین اپنے راضی
نہین ہے ناصح کہین کا قاضی کہ دل نہو زلفِ عنبرین کا

نہین ہو دشمن سے تم شناسا یہ تمپہ الزام سب ہے بیجا
تمہارے دلمین نگر ملیگا مکان ہے یہ اُسی مکین کا

پڑھی ہین ہمنے نوشتے اپنے نصیب مین تھے جو حرف لکھے
کیا ہی خط اُسنے پرزے پرزے یہ مُدعا تھا خطِ جبین کا

یہ کہہ رہا ہے دلِ مصفا پلٹ کے ہو جائیگا کچھ اچھا
نہ ہوگا ورنہ نصیب سیدھا یہ خطِ معکوس ہے نگین کا

گلون کا اُسنے رنگا ہے جامہ دیا ہے مرجان کو رنگ کیسا
شفق تلک جسکا عکس پہنچا وہ رنگ ہی اپنی آستین کا

بشکلِ سایہ مین جا پڑا ہون نصیب کہتا ہے مین سا ہون
تمہاری چوکھٹ کو کیون نہ چاہون کہان ہے رتبہ مری جبین کا

عدو کے دلمین مقام کیسا نکالا تمنے یہ خوب رستا
پتا تو دو مجھکو اپنے گھر کا مگر ٹھکانا نہین کہین کا

وہ بیخودی سے ہوئی خموشی نہ منہ سے عاشق کے بات نکلی
برنگ سرمہ ہے اشکِ غم بھی یہ عشق ہے چشمِ سرمگین کا

نہ مین فلک کا نہ مین زمین کا کہان ٹھکانا ہے مجھ حزین کا
تری گلی کے سوا کہین کا نہین ہے عاشق کہ ہے یہین کا

غمِ جدائی سے ناتوان ہین نشان وحشت کے سب عیان ہین
کہ جیب و دامن کی دھجیان ہین خیال کسکو ہے آستین کا

عبث ہے تدبیر سعیِ باطل کہان سے مطلب ہو کوئی حاصل
نصیب سیدھا نہوگا اے دل کہ خط ہے الٹا مرے نگین کا

تو مین ہون خاکسار کتنا نہین ہے گریہ سے فرصت اصلا
کہ چشم بینا کو مجھپہ گویا گمان ہے ذرّہ تہ نشین کا

ہوا ہون بالکل جنون کا پیکر کہ جیب صد چاک ہے سراسر
رہا جو وحشت کا سایہ سر پر تو کام کیا ہے پھر آستین کا

ہزارون بیچین سپند سے ہزارون آرام سے ہین مرے
جہان دیکھے عجیب نقشے مزاج پایا عجب زمین کا

بچھے ہین تلفون کے دام سے کم نثار عارض ہے ایک عالم
بنا تھا شاید خمیرِ آدم تمھارے کوچہ کی سرزمین کا

خیال تھا اُسکے قد کا ایسا لپٹ گیا مین جو سرو آیا
چمن مین لالے کو داغ سمجھا کہ عکس ہے روئے آتشین کا

یہی ہے یارب خیال دل کا یہ آرزو ہے مری خدایا
کہ وجد مین ہو مرا جنازا ملے جو کندھا کسی حسین کا

جو خم مین مانند برق چمکا پیالہ جسکا ہے دست موسٰی
وہ قطرہ قطرہ ہے اک شرارا ہمارے صہبائے آتشین کا

کرے نہ کیون رُخت زکنارا نہین ہے فرقت مین کچھ گوارا
بنا ہے گویا لہو ہمارا وہ رنگ ہے آب آتشین کا

مرے عزیزون سے جا کے کہدو کہ حاجت غسل کیا ہے یارو
کفن کی جا دو نقاب مجھکو شہید ہون چشم شرمگین کا

یہ ہے مقدر کی نارسائی کبھی جو تقدیر آزمائی
گئی ہے برباد جبہہ سائی یہی تھا لکھا مری جبین کا

یہان بھی ایذا وہان بھی ایذا نہ یہ ٹھکانا نہ وہ ٹھکانا
نہ شہر بھائی نہ اسکو صحرا ہوا یہ عالم دل غمین کا

ترے تبسم سے گل کھلا ہے تمام گلشن مہک رہا ہے
خوشی سے غنچہ جو ہنس پڑا ہے اثر ہے لبہائے نازنین کا

تمھارے رخ کا ہے عکس سارا ہزار ہو ماہ عالم آرا
کریگا کس طرح یہ ستارا مقابلہ تم سے مہ جبین کا

وہ جان شیرین جو ہمسے مانگین تو عذر کسکو ہے شوق ایسا
فراق مین تم ہو اُنکے کیون شوق دید مین مزہ ہے یہان تلخ انگبین کا

عجب طرح کی ہے شرمساری حیا کا فرمان ہوا ہے جاری
کہ چھپ کے لیتا ہے جان ہماری خدنگ اس چشم شرمگین کا

نظر مین شیشہ تھی مقدّر دماغ رکھتی تھی زلفِ دلبر
کبھی وہ گھر سے جو نکلے باہر جگر ہوا خون مشکِ چین کا

رقیب کیا ہو مرے مقابل وہ ہو چکے ہین بتیغ جفا سے بسمل
کہ ہیچ ہو نہین مجھکو قاتل خیال تھا تیری آستین کا

وفا کا اُس بت کی ہے یہ نقشہ خیال عاشق کا دل سے اُترا
دم پسین بھی وہ پاس ہوتا جو عشق تھا روز اولین کا

دو غزلہ قافیہ بقافیہ بر غزلہائے مندرجہ دیوان مراۃ الغیب حضرت
امیر مینائی لکھنوی صفحہ ۲۹۵ و ۲۹۶ مطبوعہ

خورشید ماند ہے ترے گالون کے سامنے
کچھ ہے گھٹا گھٹی ہوئی بالون کے سامنے

اب دیکھتے ہی دیکھتے یہ بات ہو گئی
وہ دیکھتے ہین دیکھنے والون کے سامنے

ڈوبا ہے اُنکے چاہِ زنخدان مین دل مرا
کچھ بس چلا نہ زہرہ جمالون کے سامنے

چھینٹا پڑا ہے اُنپہ مگر آب رشک کا
پانی ہوئے حباب جو چھالون کے سامنے

شمشاد و سرو اُس قد بالا کے رشک سے
کیا پا بگل ہین تازہ نہالون کے سامنے

رہتا ہے مجھکو خوف کہ انکی نظر نہ ہو
آیا کرین نہ آپ غزالون کے سامنے

کیا کیا مزے اُڑائے ہین شب ہمنے خواب مین
کیا کیا رہے ہین حور جمالون کے سامنے

رونے سے میرے دہر مین طوفان بپا ہوا
جل تھل ہین خشک آنکھ کے تھالون کے سامنے

تیرے غمِ فراق نے ایسا مٹا دیا
دل مٹی ہو گیا ہے ملالون کے سامنے

جو چیز مل سکے وہ غنیمت ہے ہمنشین
مٹی ہے جامِ جم بھی سفالون کے سامنے

بہتان ہین افترا ہین سراسر دروغ ہین
اُنکے جواب میرے سوالون کے سامنے

قربان اُن ابروونپہ ہین سو جان سے شہید
ہم ہو گئے حلال ہلالون کے سامنے

یون گردِ چشمِ مست کے مژگان کا ہے ہجوم
بیٹھے ہین مست مے کے پیالون کے سامنے

محفل مین مجھکو دیکھ کے آنکھین چرا گئے
یہ چوری اور دیکھنے والون کے سامنے

کترا کے دور ہی سے نکل جاتے ہین حسین
کیا چور ہین یہ پھانپنے والون کے سامنے

چلتی نہین ہین چرخ کی کچھ چال بازیان
چکرا گیا ہے یہ تری چالون کے سامنے

مُنہ فق ہے ماہ کا ترے تلوے کے روبرو
لرزان ہے مہر رشک سے گالون کے سامنے

یہ وہم کیا ہے دور سے بوسہ نہ لین گے ہم
کیون آپ ہاتھ لائے ہین گالون کے سامنے

مخلوق کی زبان پہ سُنبُل کا نام تک
بیشک وبال ہے ترے بالون کے سامنے

ترشا ہوا سا ناخنِ پا ہے ہلالِ عید
ان تیرے ابروؤن کے ہلالون کے سامنے

ایسا ہوا ہون محو قدِ یار دلنواز
مین ہاتھ جوڑتا ہون نہالون کے سامنے

عاشق کو ناز کیون نہو طبع بلند پر
ہے پہلی سیڑھی عرش خیالون کے سامنے

پھولے گی کیا شفق ترے گالون کے سامنے
بال آئینہ مین پڑگئے بالون کے سامنے

پڑھتا ہون شعر لکھنؤ والون کے سامنے
مین بھیجتا ہون شیر غزالون کے سامنے

دہلی کے لوگ لکھنؤ والون کے سامنے
ایسے ہین جیسے شیر غزالون کے سامنے

اک دہلی والہ لکھنؤ والون کے سامنے
شیر عرین ہے لاکھ غزالون کے سامنے

دل لیگئے وہ حسرت و ارمان کو چھوڑ کر
مین لٹ گیا ہون قافلے والون کے سامنے

بے پردہ یون تو بام پہ بیٹھے رہین گے وہ
آتے نہین ہین چاہنے والون کے سامنے

آخر کو پھنسگئے تری زلفون کے پیچ مین
ہم بال بال بندھ گئے بالون کے سامنے

یاد آگئی تھی دشت مین ہمکو وہ چشم یار
محو نظارہ ہم ہین غزالون کے سامنے

وہ گلعذار سرو رواں ہے چمن مین آج
غنچے ہین سب نہال نہالون کے سامنے

وہ نونہال حسن بگڑ جائے گا ابھی
اے باغبان نہ چھیڑ نہالون کے سامنے

عشاق انکے سامنے ہین کس حساب مین
کرتے ہین ناز حور رجالون کے سامنے

یہ عین بیوفائی ہے دیکھو تو اے بتو
آنکھین نکالو دیکھنے والون کے سامنے

ظاہر مین مجھسے آپنے پردہ کیا تو کیا
ہر دم ہین آپ میرے خیالون کے سامنے

کانٹے ہمارے دلکے پھپھولون کو چھوڑ کر
کیا پھوٹ پھوٹ روئے ہین چھالون کے سامنے

یہ کیا ستم ہین ان سے بھی افزون کرو ستم
مشکل نہین نباہنے والون کے سامنے

ہے آگے ہاتھ باندھے قیامت کھڑی ہوئی
فتنے تڑپتے ہین تری چالون کے سامنے

شیرون سے بھی جو آنکھ لڑی ہو بلا خطر
شرمائے کب وہ آنکھ غزالون کے سامنے

اے آفتاب حشر جلائے گا کیا ہمین
ہم رہ چکے ہین برق جمالون کے سامنے

اے ابر دو گھڑی کے لئے ہے تری جھڑی
پانی بھریگا تو مرے چھالون کے سامنے

شرمائے سر جھکائے وہ بیٹھے ہین بزم مین
ہین لاجواب میرے سوالون کے سامنے
ہے خارہائے دشت کو میرے قدم سے فیض
سوکھی زبان دکھاتے ہین چھالون کے سامنے

عاشق عدو کے دلمین ہے بیشک غبار پر
ہے خاک دھول میرے ملالون کے سامنے

قصیدہ مشتملبر مناظرۂ زلف ورخ بر قصیدۂ جناب امیر مینائی لکھنوی مندرجۂ دیوان مطبوعہ جسمین شانہ وآئینہ کا مناظرہ ہے قافیہ بقافیہ ہر شعر بمدح جناب مستطاب معلی القاب شاہ کج کلاہ آصفجاہ حضرت میر محبوب علی خان صاحب بہادر نظامِ دکن ادام اللہ اقبالہم

کل شب وصل فلک پر جو گئی میری نظر
رُخِ جانان سے خجل ہوکے چھپا صاف قمر
ایک تو حسنِ جہان سوز اور اُسپر طرّہ
رشک سے ماند ہوئے دیکھ کے اختر زیور
خاک مین ملگئی سب آبروئے کاہکشان
سُرمگین چشم کو دنبالہ ہوا مدِّ نظر
شکمِ صاف کے نظارہ سے پتھر ہوجائے
بال پڑجائے اگر آئینہ دیکھے وہ کمر
اُسکے گیسوئے مسلسل کا کہون کیا عالم
مبتدا تھا کہ نہ تھی جسکی دو عالم مین خبر
خودنمائی نے پلک تک نہ جھپکنے دی اُسے
کبھی زلفون پہ نگاہین تھین کبھی رُخ پہ نظر
رُخ نے زلفون کو دیا طعن سیہ روئی کا
زلف نے رُخ کی عداوت پہ کسی اپنی کمر
زلف سے رُخ نے کہا دور پرے کالا مُنہ
سر حسینون کے چڑھی تو بھی یہ تیرا ہے جگر
مین ہون عالم مین وہ صد غیرتِ ماہ و خورشید
آئینہ ہے مری حیرت سے ہمیشہ ششدر
ماند ہو چاند اور آئینہ ہو پانی پانی
پس چلمن کبھی اپنے جو دکھادون جوہر
مُنہ کی کھائے جو قمر میرے مقابل آئے
میری تنویر کا شہرہ ہے جہان مین گھر گھر
صبح صادق کو مری ذات سے یہ تابش ہے
مدعی سامنے کیا آئے کہ جھوٹا ہے گہر

سچ تو یہ ہے کہ سعادت یہ سعادت ہو نصیب
مجھکو گر دیکھ لے کوئی عوضِ ماہِ صفر
مین ہون وہ نور کہ جس گھر یہ مرا عکس پڑے
غیرتِ وادیِ ایمن ہو سراسر وہ گھر
لمعۂ حسنِ جہان سوز سے میرے دم مین
کوئی باقی رہے دنیا مین نہ دیوار نہ در
آنکھ سورج کی طرف کون اُٹھا سکتا ہے
مین بھی وہ پیش نظر ہون کہ نہین پیش نظر
ہون مے حُسن سے بدمست الٰہی توبہ
پر وہ ہشیار ہون رہتی ہے زمانے کی خبر
مین زمانے مین ہون اک مشعلِ راہِ ظلمات
ساتھ مجھکو نہ لیا چوک گیا اسکندر
میری افشان سے ملے ہین یہ فلک کو تارے
ذرّے تابش سے مری بنتے ہین رشکِ اختر
مرا جلوہ مرے جلوے کیلئے ہو وہ نقاب
وقتِ نظّارہ پہنچتی نہین موسیٰ کی نظر
مینے سمجھائے ہین والفجر کے معنے اسکو
جہل مین حضرتِ واعظ کی ہوئی عُمر بسر
میرے دعوی کی شہادت ہے کہ ہر صبح و مسا
آئینہ داری مین حاضر ہین وہی شمس و قمر
سامنے میرے ہو لالہ تو سُناؤن پھبتی
گویا کوّے نے نکالا ہے یہ سُرخاب کا پر
گرد سے چاند زمانے مین کہان چھپتا ہے
مری زینت ہو جو بالفرض ملون خاکستر
ایک مین صورتِ آئینۂ قلبِ مُومن
ایک تو ہے دلِ کافر کی طرح بداختر
تیرہ و تار و سیہ باطن و زاغ و زنگی
تجھکو القاب ملے از طرفِ اہلِ ہنر
تجھسے اے تیرہ درون ہان شبِ یلدا اچھی
تجھسے سو مرتبہ ہے شامِ جُدائی بہتر
ایک عالم مین ہے تو تیرہ درون تیرہ برون
وہی ظاہر وہی باطن ہے وہی زیر و زبر
ہمنے مانا دل عاشق کے لئے بید سبھی
کس نے دیکھا ہے کہان بید مین لگتا ہے ثمر
سانپ کہیے تجھے چپکے سے اگر دل کو ڈسے
آشکارا تیری الفت ہو تو ہے پھانسی گھر
صرف مجنون کی لٹک کے تو نہین ہم قائل
تو ہے شبرنگ یہ لیلا کے کہان ہین جوہر
گلشن عارض جانان کی نگہبانی مین
دو بلائین ہین کہ رہتی ہین ادھر اور ادھر
بال بال آپکا مجرم تو نہین ہے لیکن
کشمکش انکی رہتی ہے یہ کیون آٹھ پہر

دلربا یون سے تجھے قطعِ تعلق اچھا
سر پہ گر شامِ شبِ غم ہو تو تجھسے اولے
صورتِ آئینہ جب صاف رُخِ انور سے
مو بمو ہو کے زبان بھر کے بہت بل دلمین
یون لگی کہنے کہ اے دشمنِ عقلِ روشن
قدر ہے میری حسینون مین تجھے کیا معلوم
سر پہ رہتی ہون حسینون کے ہمیشہ لیکن
سرنگون یادِ خدا مین ہون وہ ہون شب بیدار
ختم واللیل کی تفسیر ہے مجھپر غافل
پھیلتی ہون تو شبِ وصل سے بڑھجاتی ہون
کھینچ لیتا ہے جو نشتر کو رگِ جان کی طرف
ہوگیا عشق سے میرے دل شانہ صد چاک
چاہنے والون کی گردن کے لئے ہون وہ کمند
ملتی جلتی ہے مری شکل سے تصویرِ ہلال
رات ہو کر مین ابھی یومِ دخان دکھلادون
چشمِ بدبین تو برکندہ بود تا بہ ابد
عیب گر تیرے گنون منہ پہ ہوائی سی چھٹے
تجھکو گر چاند کہون داغ کہان جائے گا
مینے مانا متعدی ہے صباحت تیری
شامِ وصلت تری تنویر سے ہے صبحِ فراق
شمعِ محفل نرہا جب پسِ چلمن آیا

کیون بلا بن کے ہوئی ہے تو حسینون کے
آستین مین ہو اگر سانپ تو تجھسے بہتر
زلف کے عیب نمودار کئے - اپنے ہنر
زلف نے طول دیا پاسِ سخن کو یکسر
عیب جوئی سے دلِ پاک کو ہوتا ہے حذر
سلسلہ حُسن کا ہے ختم مرے دعوے پر
طوق ہون گردنِ عُشاق کا مین آٹھ پہر
مجھمین موتی نہین - دیدہ ہے مرا خوفِ سحر
ہے مری تاب سے عالم مین عیان نورِ سحر
مین سمٹتی ہون تو ہون مردمکِ اہلِ نظر
رگِ مجذوب مین یہ میری کشش کا ہی اثر
جگرِ انسان کا ہے دیکھے جو مجھے ایک نظر
لشکرِ حُسن کو مجھسے ہے بس اُمیدِ ظفر
کملین جامہ ہے میرا صفتِ پیغمبر
ہے عیان مجھمین عجب شانِ خُدائے اکبر
جملہ اش عیب نماید ز سراپائے ہنر
مین نہین وہ کہ پرو لاؤن گی جھوٹے گوہر
سنگِ مرمر کہون تو ذات ہے تیری پتھر
پر یہ ایسا ہے کہ جیسا تنِ ابرص کا اثر
"یعنے کوڑھی"
واہ کیا شام تھی اور آہ یہ کیسی ہے سحر
ایک جلوہ کے سوا اور نہ تھا تجھ مین ہنر

یاد آجائے وہین چادرِ پرنورِ کفن
ترا جلوہ کسی بیمار کو آئے جو نظر
نہ ملے پر نہ ملے منہ بھی چھپانے کو جگہ
تجھ مین جو عیب ہین سب منہ پہ کہدون مین اگر
الغرض بات بڑھی بحث کبھی طول ہوا
پہنچی دونون کے طرفدارون کو اُڑتی سی خبر
حامئ رُخ ہوا آئینۂ صافی باطن
شبِ یلدا نے کسی زلف کو لشکر مین کمر
ماہِ کامل نے دیا ساتھ رُخِ انور کا
زنگئ خال نے لی زلف کی خاطر سے سپر
جانبِ رُخ وہ چلی یہ طرفِ زلف بڑھی
فوجِ تاریکئ شب اور سپہ نورِ سحر
زلف کے ساتھ ہوا بختِ سیاہِ عُشّاق
تابشِ برق ہوئی جانبِ روئے انور
ایک ہونے کو تھا ہنگامۂ محشر بر پا
کیا تعجب تھا کہ ہو جائے جہان زیر و زبر
پیرِ دانش نے کہا جنگ نہین ہے اچھی
صلح ہو جائے جو دونون مین تو سب سے بہتر
جائین اس درگہِ عالی پہ یہ ملکر دونو
ہے جو آفاق مین مشہور عدالت گستر
میر محبوب علی خان بہادر جمجاہ
مصدرِ مہر و کرم مظہرِ صد علم و ہنر
اُسکے لشکر کی اگر خاک ہو سُرمہ فروش
کور عالم مین رہے دیدۂ ماہ و اختر
فکر کہتی ہے کہ اب مطلعِ ثانی لکھئے
دل مین جو کچھ ہے وہ آجائے زبان پر کھلکر

مطلعِ ثانی

اُسکا اقبالِ عدو مالِ زمانے کی سپر
گرد پا سے صفِ خدّام کے پیدا ہے شکر
عدل اُسکا ہے وہ عالم مین زمانے کی سپر
شیر بکری ہے سدا سے صفتِ شیر و شکر
اُسکا گر حکم ہو خرشید علم کو تھامے
قتلِ اعدا کے لئے باندھ لے مریخ کمر
نام اُسکا جو لبِ سوختہ جان پر آئے
فیضِ مقدم سے ہو اکسیر مین خاکستر
نہ تو دارا کو میسر تھا نہ جمشید کو یہ
ایک دُر کا دیا اللہ نے جیسا اُسے در
اُسکا گر نام نہ ہو اسپہ تو ہوجائے ہلال
ماہِ کامل صفتِ موئے میانِ لاغر
اثرِ عین عنایت ہے یہ اللہ اللہ
چشمِ مظلوم کا آنسو بھی ہے صد رشکِ گہر

ہاتھ چھوٹا بھی پڑے تو بھی ہو دشمن چو رنگ
جان شمشیر کی کھا بیٹھی ہے سوگند ظفر
طبل لشکر کی صدائین ہون جو گردون پہ بلند
آسمان ٹوٹ پڑے رعد کا پانی ہو جگر
اُسکی اک ذات مین پنہاں ہین ہزارون صفتین
جسطرح گنج معانی ہے فقط اک مصدر
دلمین تادیب عدو کا جو کبھی آئے خیال
پیشوائی کے لئے غیب سے حاضر ہو ظفر
لشکر بحر ظفر خضر قدم ہے اُسکا
خشک صحرا مین اگر جائے تو سب ہو اخضر
اُسکے خدام ہین جمشید و فریدون سے بہت
اُسکے لشکر مین ہین دارا سے ہزارون افسر
بانی کعبۂ دل ہے وہ جلیل عالم
بانی کعبۂ گل ہے جو خلیل آذر
شرق سے غرب تلک سکۂ بخشش رائج
شہرۂ لطف و کرم عام ہے کشور کشور
چادر چرخ کہن مین نہ تھی پہلے یہ چمک
ذرہ خاک کف پا سے بنے ہین اختر
اُسکی توصیف سے عاجز ہے زبان خامہ
اُسکی مدحت کے لئے فرد ہین سارے دفتر
بام گردون پہ نہین کاہکشان اور ہلال
در عالی کی وہ زنجیر ہے یہ حلقۂ در
قوت و زور خداداد کے معنی یہ ہین
ایک جھٹکے مین ابھی توڑ دے رستم کی کمر
اُسکی مدحت مین زبان سے جو نکلتا ہے سخن
آب حیوان ہے وہ یہ ماہئ آب کوثر
اُسکی شمشیر عدو سوز کی تابش یہ ہے
ہو تصور سے کبھی گر دل دشمن مین گزر
برق کی طرح جو کانون سے سماعت چھینی
صاف لیجائے اُچک دیدۂ بینا سے نظر
غیرت حافظ شیراز طبیعت ہے مری
کیونکہ اسکو ترے اوصاف ہوئے ہین ازبر
لعل بخشی کا اگر اُسکے کرے ذکر کوئی
ابھی دریا سے نکلنے لگین گوہر احمر
اُسکے خنجر کے دم و خم کا اگر ہو مذکور
بھاگ جائے سر میدان سے عدو کا لشکر
بخشش عام نے عالم مین بٹھایا سکہ
فلس ماہی کو دئے غنچون کو بخشا ہے زر
نگہہ قہر سے کر دے ابھی پانی پانی
اُسکے آگے نہ ہو خم گر سر تیغ و خنجر
اس سے وابستہ ہے رنگ عرض جان عدو
جوہر فرد ہے شمشیر کا اک اک جوہر

جام بردار سر بزم ہے جمشید اُسکا
آئینہ دار حضوری مین ہے گر سکندر

نگہ لطف سے شمشیر کو پھل ملتا ہے
نظر قہر سے کٹ جاتے ہین تیرون کے پر

داد خواہی کرے گر اُسکی حفاظت سے چراغ
سَر سَرائے نہ کبھی باغِ جہان مین صرصر

جسپہ تحریر ہو کچھ رائے مُنوّر کی صفت
کاغذِ مدح بنے غیرتِ مہرِ انور

اسمین ہون گرمیٔ احسان کے شمایل قطرے
عمر انسان کا لبریز نہ ہووے ساغر

محمل سینۂ دشمن مین چُھبے جون لیلا
اسکی شمشیرِ سیہ تاب مین ہے یہ جوہر

ہوا اشارہ تو ابھی برق ہوا اُسکی تلوار
اُسکا ایما ہو تو آجاے سپر بنکے قمر

تاب کیا دشمن دین سامنے آئے اُسکے
اک اشارہ مین ہیولے سے جُدا ہو پیکر

سر اعدا ہے سرِ دار یہ ہے یہ اعجاز
نخل تابوت یہ دیکھا نہین لوگون نے ثمر

اُسکی شمشیر نے تسخیر کیا ہے عالم
اُسکی تدبیر سے منقاد ہین ساتون کشور

یعنی مطیع

شہرۂ فیض ہے ہر سمت جہان مین یکسان
شرق سے غرب تلک شام سے لے تا خاور

نام ملک
نام شہر

نسر طایر کا بس اک دم مین کلیجا چھیدے
تیر اُسکا ہے پرواز جو کھولے شہپر

ستارہ بصورت کرگس

ہے یقین مشک ہی پیدا ہو بجائے سبزہ
نکہتِ خلق جو شامل ہو ہوا کے اندر

توسن تیز روان کی ہے یہ ادنی تشبیہ
طبع شاعر سے سوا - وہم و گمان سے بڑھکر

صورتِ کبک دری غیرتِ پرواز پری
لامکان ایک ڈپٹ ایک قدم تا نظر

عاشق اب بس یہ دم ہرزہ سرائی کب تک
کہ نہین طول کلامی صفتِ اہلِ ہنر

مدح ممدوح زمن تجھسے ہو کب ہے ممکن
نہ تو خامہ کو یہ طاقت ہے نہ یہ حدِ بشر

ختم ہو جائے دعائے درِ دولت پہ سخن
منتظر ہاتھ اُٹھانے کا ہے مدت سے اثر

جب تلک تابش اختر سے ہے زیب گردون
جب تلک جلوۂ خورشید سے ہے نور قمر

اُسکا ہر وقت رہے مہرِ سعادت تابان
نیّرِ مہرِ درخشندہ رہے تا محشر

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمدے کہ عالم عالم اعتراف نارسائی نکتۂ کنہش پیرامون دانش گردد - یگانہ دادارے را سزاست کہ از ماہ تا بماہی و از ثرے تا ثریا وجود ہر ذرّہ با صد زبان بے زبانی بنوائے لا الٰہ الا انت گویا و سمندِ فکرت بلند پروازان اوجِ سپہرِ وحدت جولی. در بیدائے ناپیدائے وصول میدانِ حقیقت چگونگی ذاتش بہر طرف پویا - واجبے کہ صور ایجاد را از یک تجلّی امر کن در مرآت وجود چنان جلوہ گر ساختہ - کہ شہبازِ عقولِ اولی الالباب ہرچند تیز پری بکار بردہ لیکن آخر الامر با صد عجز بال و پر انداختہ - ہر ذرّہ را در وصفش صد خورشید ستایش در آستین - و ہر قطرہ را در نیایشش صد قلزم تسبیح گوئی ساحل پیرائے موج جبین - دیدۂ حقایق بین ہر سو نگر شعشعۂ تجلّی چہرۂ شاہدِ ظہورش بیند - و دستِ عرفان گزین از ناوکِ نوک ہر خارے گلہائے گوناگون چیند - نالۂ بیدلان از شوق جلوۂ دلداران در ہر آہنگے صد نغمۂ جذبۂ عشقش سراید - و استغنائے سیمین تنان از ہائے ہوئے دلدارگان از ہر جلوہ ہزار رمزِ بے نیازی و بے وانماید - مشتِ آب و گلے را شیوۂ دلربائی دہد - و در ہر مادۂ جوہر انسانی تاثیر جبہ سائی بزمِ نیاز نہد - تا گرمئ بازارِ قدرتِ خویش افزاید - و عجین ماء و طینی را از حضیض بشریت بذروۂ ہمپایگی الوہیت رساند - تا غرفۂ مطلق العنانی خلّاقی خویش بر چہرۂ طالبان جلوۂ عارضِ شاہد حق الیقین کشاید - زہے توانائے کہ مورِ ناتوان را ہم پہلوئے پیل دمان سازد - و خہے جوادے کہ پشۂ ضعیف بالے را در عرصۂ وجود با عنقائے تیز پرواز ہمعنان تازد - ہر کجا شمع خلوتخانۂ وحدتش نور بخش محافلِ قدس گردد - ظلماتِ کثرت را چون اعتقادِ بے اعتقادان رہگرائے ملکِ عدم سازد - و ہر سو کہ کثرتِ حقیقی حقیقت فطرتِ ازلی ذاتش جلوہ گری نماید

از ہر گوشۂ ابرو ہزاران ترانۂ وحدت بہ سر انگشت ایما نوازد۔ اگر نہ تاثیر حقیقت فطرت ازلی ذاتش و جلوہ قدرتش نافذ موجودات بودے۔ کجا ممکن را خیال یارائے حمد واجب بر سر افتادے۔ و اگر نہ جذبۂ عشقش دامن دل ہر مخلوق کشیدے۔ کے انسان ضعیف البنیان سر در بادیۂ محویت صنعتش بیخودانہ نہادے۔ نے نے کہ جز از بیخودی و حیرت ناخن عقل عقدۂ نتواند کشاد۔ و جز از اعتراف عجز نفس ناطقہ جبہ بر آستانے نتواند نہاد۔

ابیات

ہر چہ غواص تفکر در بحار حمد او   غوطہ در گردد نیابد جز در عجز و نیاز
گرچہ وصف صنع او ہر ذرہ را دارد برقص   لیک عقل خردہ بین محو است با این رمز و راز
ملک استدراک و شہر فکر انسان شد خراب   بسکہ جنبش وصف او دارد در ایشان ترکتاز
جلوۂ تاثیر صنع خویش چون سازد عیان   در دل محمود آرد شورش عشق ایاز

ہان اے ریزش کلک ہوشدار کہ دشت ستایش واجب الوجود را پیمودن نہ کار تست۔ و اے شہباز خامہ قلۂ قاف نیایش ہرگز نہ جائے او و کار تو۔ دمے سرگرم رہ پیمائے میدان نعت خیر الورا و اوج آشیانہ گزین سپہر ثنائے خلاصۂ آفرینش ارض و سما گرد۔ اعنی قدسی سرشتے کہ در جائۂ امکان رمز وجوب را آشکار ساختہ۔ و غلغلۂ اول ما خلق اللہ نوری در کاخ استماع مستمعان بزم متقربان قرب حضوری انداختہ۔ زیبندۂ افسر لولاک و رونق افزائے سریر زینت بخشی آب و خاک۔

اشعار

محمد عربی رہنمائے راہ یقین   کہ یافتہ ست نبوت ازو بہا و ضیا
حبیب حضرت حق پیشوائے کون و مکان   کہ خواندہ ختم رسل خالقش ز فضل و عطا

رونق بخش اورنگ نبوتے کہ پنجۂ معجز نمایش بیک اشارہ ماہ تابان را دو نیم ساخت۔ و فارس میدان رسالتے کہ فرس اشتیاق را طرفۃ العینے یک سرہ بسر حد عرصۂ مواصلت حق جل و علا تاخت
یکدم

نازم بر تبهٔ نبوتش که مقامی را که بنای سلف را آرزوی جبهه سائی جلوه گر خاطر بود و صورت امکان نه پذیرفتی که امکان پذیرد به نعلین مبارک مشرف نمود — و عرصه را که قدسیان را کمال فخر از تمکن آن بودی نه غبار اقدام میمنت التزام زینت بر زینت افزود — اگر نه جلوهٔ ذاتش علت غائی ایجاد بودی — تا ابد وجود از عرصه عدم رخ نه نمودی — تا ساحت عالم را از جمال جهان آرای خویش پر نور — و قلب عاشقان را بتجلی وجود و فایض الجود پرسرور ساخت — آن یک نرد برتری با اعلی علیین — و این یک کوس همسری بر قطان ساکنان ۱۲ ملاء اعلی باخت و نواخت — اگر نه خوشنود از نشیندگان حضیض نشیب ۱۲ کوته نظری داشتی — لوای تفاخر رب الارباب از وجود حقیقت نمود حضرتش بر اوج بنیین برافراشتی — مخلوق نمای خالق صفتی که هر ذره را امکانش غیرت دهٔ صد خورشید وجوب — و بشر صورتی که مشاطهٔ فکرتش شانه کش طرهٔ دقایق رموز اسرار علام الغیوب است — رحمة للعالمینی که کردگار دو سرایش مدح سرا باشد انسان را کی تاب الکنت که تخم نعتش در مزرعه بیان باشد پس همان به که طوطی قلم را در ثنائے اصحاب کبار و اولاد اطهارش شکر افشان سازم و سیف مدح ایشان از نیام بیان برآرم — ثنائے که جهانش ثنا گوید سزاوار والاگوهر که خلیفهٔ بلافصل و نخستین جانشین خاتم انبیا است قدسی نژادی که پس از سرور پیغمبران نظیرش جز در آئینه تصور نتوان دید — و بانی بنائے شریعتی که هر کس از دلایلش بهره ور نگردید ذائقهٔ حصول روضهٔ بینو نچشید — اگر نه پرتو خورشید ذاتش عرصهٔ دین را منور ساختی توان گفت که تند باد ظلمت کفر سفینهٔ شرع را در گرداب عدم انداختی — والا غنی که شاهد السابقون را بهین پیرایه و مصداق اذ یبایعونک را بهین سرمایه است تا حسام شمشیر ۱۲ احتسابش نهی کردن از ممنوعات شرع ۱۲ دق بخش ظلمت دینداری گردید بنیاد عصیان پروری منهدم شده در آغوش عدم آرمید — اسلام ازوی همان فخر است که تن را از روان و گلستان را از ابر نیسان — و صداقت را از وجود مسعودش همان ناز که صبح را از نور و قطره را از عمان و ذره را از مهر درخشان — حقش مقرب حرم اند و سرایش صدیق اکبر اند — کجا بشر شمهٔ آن گفت که از شمع لمع پرده دار

پروردگار و بر خرمش برین کلیم احمد مختار بحضور کردگار باشد غفران نامحدود و رضوان
ربّ ودود نثار روان پاکش باد۔ اینک سمند منقبت در مضمار مدح قامع بنیان کفر حضرت
فاروق افطر در جولان آرم۔ وقطرات گہر وصفش را از سحاب خامہ بر صفحہ نامہ بارم صمصام دین
لقبے کہ برق شمشیر بیمارم کفر گدازش خرمن سوز جان اعدا بحدے بود کہ دست زمانہ در زمانش حرف الحاد
را از لوح ہستی بزدود۔ وعکس عارض شاہد ایمان را در مرآت ایقان ہر ذی روح نمود۔ وغضنفر فری
کہ بہر دیار کہ لوائے نصرت التوائے جیش جہانگیرش رخ نہادے۔ نو عروس فتح با صد شغف
بر شیم مراکب دلیران اقلیم گشایش فتادے۔ اسلام را طراوت از رشحات ابر وجودش علے الدوام
ہم آغوش۔ وفروغ دین حنیف از پرتو مہر لقائے حقیقت انتمایش با آفتاب عالمتاب
دوشادوش بودے۔ خسران کیوان پاسبان بغلامیش سر افتخار بر سپہر سودندے۔ و
فرمانروایان ہفت کشورش حلقہ اطاعت در گوش جان نمودندے۔ نہ جان سرشار جام عشق
یزدان بود کہ از ہستی خویشتنش خبرے۔ ونہ آنقدر گرم رو جادۂ رضائے آفریدگار و سوائے
بنیاد اسلامش در حال خودش نظرے باشد بازوئے نبوت را ہمین استظہار و ملک خلافت را ہمین
کارگزار۔ از یک تدبیر صد ملک را در حصار ظفر بستے۔ واز یک تکبیر ہزاران لشکر شکستے۔ عدل را تا دیدہ
بر رخسار مہر آثارش نیفتادے خود را در جہان بے ثمر پنداشتے۔ وشجاعت را تا شعشعہ جلالش
جلوہ گر نشدے جہان را بے نگہبان انگاشتے۔ از حقیقت امکانش تا وجوب جز از لفظ مجاز تفاوت
یکسر موئے۔ پس در حقیقت جز از آرزوئے مبداء اصلش ہوائے در سر نے۔ کے را کسے شمردے
وحاتم طے را بہ سخا نام نہ بردے۔ حبیب حضرت کبریا مدح سرائیش در کلام ربّ علا فرماید۔ و واجب
الوجودش رضی اللہ عنہم ستاید۔ اگر خلافت را لباس از وے سزاواری۔ وشریعت را مددگاری البتہ
بود کاتب وحی یزدانی وصہر محبوب سبحانی تابان نیر فلک حلم وایمان حضرت عثمانؓ است کہ
بستان حیا را از آبیاری ذات اقدسش سرسبزی ابد قرین۔ وشہر بند فتوت را از عون
وجودش آرایش ازلی در آستین ہست گنجینہ سینہ اش را لآلی اسرار حق سرمایہ کہ حدش خارج

از حد شمار و خامهٔ مشکین ختامه اش شکر فگن طوطئے که در وش اظهار معرفت پروردگار می‌بود حفظ کلام احدش حرز بازوئے بیان نطق بود - و جز از وصل حقش اشتیاقے در خاطر رُخ نه مے نمود - اگر جودی جودش دستگیری سفینهٔ فقر نه کردے تند بادِ افلاس کے کشتیِ درماندگانِ بحر حیات را بسلامت گزاشتے - و اگر کیتا ز طینت قدس خمیرش اقلیم شرع را مصئون از ترک و تاز کفر نداشتے چسان دست دین بیرق ظهور بر برج حصار آفرینش برافراشتے ملّت بیضا از حمایتش پایهٔ شهرت بر فرق فرقدان گزارد - و سر انگشت معجز نمایش نقش عنوان فرمودهٔ رب الارباب را بر صفحهٔ هستی تبئین نگارد - رسول داورش جگر گوشه دهد تا ذوالنورین لقبش خوانند - و به تحریر وحیش فرمان دهد تا خازن رمز حقیقتش دانند - سرشت ایمان را بهترین آب و گل از وے عیان - و ظهور وحدت در کثرت در عالمِ امکان از حقیقتِ وے زینت بخش بیان است - حالیا مشام روحانیان را از رائحهٔ ثنائے مولائے متقیان معطر و دیدهٔ قدسیان را از جلوهٔ منقبت لنگر زمین و آسمان منور سازم و صفحهٔ کاغذ را از یمنِ نامِ نامی و اسم مبارکش روکش روضهٔ رضوان نمایم - هو اسد الله الغالب المطلوب لکل طالب - نبی عم محبوب کبریا و برگزیدهٔ خالق دو سرا شهسوار عرصهٔ لا فتا و صدر آرائے صفحهٔ قُل انّمَا - کنندهٔ درِ خیبر و قاتل عمر و انتر - چسانش برگزیده و اشرف نخوانم که چنانے که فخر عربی از خاتم انبیا است همچنین وے را اعزاز خاتم خلفا و الی ملک خلافتے که در مهد اژدر درید - و در عرصهٔ رزم بیک اشاره سر از مرحب برد - و بنیان اسلام را ذو الفقار کافرکشش بانی - و مزرع ایمان را سیف اعدا سوزش ابر نیسانے - خراج ملکے بگدائی دهد - و گردن کشے نتواند که جز از قبول ایمان از برق تیغش باز رهد - آسمان ولایت را خورشیدے تابان و سمار سماحت را نیرے رخشان

اشعار

آنکه در مدحش سر آید از شغف پروردگار
لا فتا الا علی لا سیف الا ذو الفقار
با ولایش قعر دوزخ خوشتر از خلد برین
بے رضایش صحن مینو بدتر از نیران نار

۱۵ ماه [illegible] سفینهٔ حضرت نوح بر [illegible] قرار گرفت و علم [illegible] ۱۳

[illegible] رجب [illegible] از علم [illegible] خیبر بود ۱۳

حبذا ید اللہ کہ بازوئے صف شکنش محی ملّتِ بیضا - و زہے ضرغام تہمتن تنے کہ پنجۂ قلعہ کشائش رونق افزائے اعجاز حضرت حبیب رب دو سرا است - پس ہمان بہ کہ عنان ابرش تیز گام کلک را باز کشیدہ عنان عزیمت را بدار الملک خاموش و عجز منعطف تمام و نغمۂ درود نا محدود بروان قدس آشیانِ حضرت خیر الوریٰ و اصحابہ الصادقین و اولادہ الطاہرین [illegible] سیما سیدی شباب اہل الجنۃ ابی محمد ن الحسن و ابی عبد اللہ الحسین دو نور دیدۂ شفیع ہر دو سرا و سرور سینۂ بتول زہرا و صدیقۂ کبریٰ فارسان بیدای حقیقت پژوہانی کہ عرش اعظم را دو گوشوارۂ گران بہا و سپہر امانت را دو اختر خورشید ضیا - راکبان دوش نبی - و زینت آغوش محمد عربی اند - فردوس برین را از گرد نعلینِ شان پایۂ افتخار بر ذروۂ فلک دوار - و ذرۂ مجازی را از جلوۂ حقیقت ظہور شان از ہمسری آفتاب ہزاران ننگ و عار - جہان صداقت را دو محیط بیکران و چرخ فتوت را دو نیر رخشان - شبستان شریعت را دو شمع فروزندہ - و خرمن کفر را دو برق سوزندہ یکے از شوق جمال زہر ہلاہل را بیش از شکر خورد - و یکی در آرزوئے وصال سر بکف نہادہ جان را بشوق شہادت سپرد یکے مسموم زہر اسما گشتہ ہفتاد و دو پارۂ جگر - و یکے شہید خنجر اعدا بخون آغشتہ بے سر گردید - یکے در جنت البقیع از ظلم عدوان بخاک - و یکے در دشت کربلا از زخم نیزہ و شمشیر غرقۂ خون آشام سینہ چاک -

خصوصًا ۱۲

تثنیہ ۱۲

بتشدید ۱۲

یعنی

باغ در مدینہ ۱۲

لعل اسماء زوجۂ حضرت امام حسن علیہ السلام کہ زہر دادہ بود ۱۲

ابیات

برائی بخشش عاصیان بروز جزا
یکے سر و دگرے جانِ خود فدا کردند

ہنوز جلوہ نکردہ ز دستِ ظلمِ عدو
ازین جہانِ فنا رخ سوے بقا کردند

چو عہد دادن جان از ازل بہ یزدان بود
ز شوق وعدہ خود را بحق وفا کردند

اما بعد این خوشہ چین مزرعۂ بزم آرایان محافل سخندانی - و دریوزہ گرد الایمان ملک شیوا بیانی احقر العباد **محمد اقبال حسین** ولد منشی نور الدین احمد صاحب مبرور مغفور

لکھنوی و دہلوی گوید کہ اگرچہ درین آوان گوہر نایاب کمال سخن ہمسر سنگ سیہ و نکتہ سنجان ادیب ہمپایہ عنقا گردیدہ - و نہ چنان دست زمانہ نیل بیقدری بر رخسار شاہد معانی کشیدہ کہ چون کیمیاے وجود انسان کامل جز در عرصہ عدم نشان توان داد خانۂ اہل کمال از نایابی سخندانی ہردم سرشک حسرت از دیدہ بارد - و طوطی نطق ہنرمندان ہر لحظہ از شوق تمنائے حصول قدردانان یاد از قفس جلوگاہ بیان آرد - آوخ کہ جوہر جبین بے بہا نہ چنان از نظر افتاد کہ جز از نامش نشانے - و دردا کہ روحانی نژاد چنین والا پایگاہ نہ چنان پایمال خاک مذلت گردید کہ در محفل جہانبانش باریابی و امانے باشد خوش زمانے کہ نقل محفل شاہنشاہیش خواندندے - و یاد از اوانے کہ در حضور خسروانش ارمغان بردندے - اگر ذائقہ چشان خوان سخن ماتم علم گیرند رواست - و اگر نادرہ گفتاران چارسوق کمال و فن مرثیۂ دانش سرایند بجاست - آرے ارباب ہنر را کجا فروغے باشد کہ شعر را کم از شعیر پندارند - و نکات پژوہان را کے مقدارے باشد کہ شاعری را یاوہ گوئی انگارند - اگر در سالف زمان بہترین شرف گوہر انسانی را ادب و کمال دانستندے - حالیا اہل مذاق را فروترین طبقۂ ناس شمارند - و جہل خصلتان را بر ہنر پیشگاہ برگمارند -

کو آن وقار دانش و آن عزتِ سخن
دردا کہ قدر فضل و ہنر رفت از جہان

نے نے غلطم کہ بازار جہان کنون نیز خالی از خریداران جنس معانی و دار العباد گیہان تہی از گوہر شناسان لعل و لآلی نکتہ دانی نیست - مشتاقان جلوہ جمال دوشیزگان مضامین در ہر گوشہ سرمست بادہ جویائے این قدسی نہاد - و فرہادان بیستون شیرین لبان نغز نکات شیفتۂ این حوراے معنوی نژادند - اے بسا فاتح قلاع خرد پژوہی کہ توسن کمال را رام و براد رنگ ہنر پروری با دلارام سخن سنجی ذوقے تمام دارد - پس خزف ریزۂ چند کہ گاہ گاہے از بساط طبع فرو ریختہ بود

در طبقِ انفعال نموده بایک جہان عجز کم مایگی حاضر پیشگاہ انظار ارباب معرفت می نماید و ترنم چامۂ جفنا به بضاعۃ مزجات - بامید عطائے عفو خطائے سراید

آندیم بتاع حقیر ۱۲

قطعه

دارم امید که گر سہو و خطائے بینند — پردہ از لطف بپوشند بران اہلِ کمال
زانکه خود آئینه ذاتِ خود انسان باشد — مے توان دید شبیہ ساز در و دُر را چو سفال

تمّت بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ در حمد باری تعالی عز اسمہ و جل شانہ در بحر رمل

فاعلاتن فاعلات فاعلاتن فاعلات

تا بہ پا این گرد گردون گنبد میناستی — شاہد یکتائی خلاق بے ہمتاستی
صانع بیچون خداوندے کہ از یک حرف کن — عالم و کون و مکان از قدرتش برپاستی
قادرے کاندر قضائے قدرت خلاقیش — صد چو افلاطون و لوقا ہا ہم و شیداستی
حیران ہم
واہبے کز کلک قدرت نقش امکان تا کشید — محو کلک صنعتش صد آذر و ماناستی
کل اشیا را اگر بینی بچشم حق نگر — ہر یکے با صد زبان در حمد او گویاستی
عقل گوید خالق از مخلوق گر باشد بری — لیک او چون از ازل خود مبدأ اشیاستی
عین وحدت کثرت ست و عین کثرت وحدت ستی — لیک گویم فاش نے چون قطرہ و دریاستی
وحدت و کثرت اگر خواہی بہ بین خورشید و ضو — کو بود یک خور و لیکن پرتوش ہر جاستی
اوست خلاق و قدیم اندر وجود خویشتن — نے بمانند خیال صرف سوفسطاستی
آنکہ گوید عالم و معلوم باشد متحد — نے معاذ اللہ غلط این نزد ہر داناستی
بود عالم در وجود خویش و معلومی نبود — زانکہ اَوَلَا یَذْکُرُ الْاِنْسَانُ درین پیداستی

بمعنی [illegible] است کہ [illegible]
خیال تصوری [illegible]

ع
انا انسان [illegible]
یعنی از آنکہ [illegible]

ده عجب آمد مرا زانکه گوید در جهان
ذات واجب حاش لله مخزن اشیاستی
ذات حق نے طرف و نے مظروف باشد از ازل
زانکه الله احد شاهد برین دعواستی
خدا فرد است ۱۲
چونکه او موجود بود او ره هست اندر وجود
کل موجودات اگر اعلیٰ و گر ادناستی
هر کجا بینی بچشم دل نه بینی غیر او
چشم دل بکشا به بین او را اگر بیناستی
واجب ار خواهی شناسی همکنا خود را شناس
من عرف نفسه درین ره حجّتے زیباستی
با وجود کنت کنزاً ایں عجب آید مرا
کز تحیر ما عرفنا عقل کل گویاستی
حدیث قدسی بودم گنج پوشیده ۱۲
نه شناختیم ترا چنانکه باید ۱۲
چونکه نادانی درین ره عین دانائی بود
اے بسا بینا که درین راه نابیناستی
گفت موسی گر بکوه طور ارنی نے عجب
کز جواب لن ترانی تا ابد شیداستی
نمی توانی دید ۱۲
غرقه این بحر حیرت نوح گشته است و هنوز
رشته این حیرت اندر سوزن عیسیٰ ستی
کل ما میز تموه رامی توان کردن دلیل
زانکه ذات او برون از حدّ فهم ماستی
حدیث روایت از حضرت علی کرم الله وجهه هر چیز را امتیاز کنید ۱۲
آرے آرے کے توان از وے جناب ذات حق
لا یحیطون به علماً درین پیداستی
آیة کلام مجید احاطه نمی کند علم شما او را یعنی خدا را ۱۲
ممکن و در کار واجب دم زدن حاشا غلط
کور کردن وصف بینا وه چه نازیباستی
اے که هستی بس عیان و بس نهان از چشم و دل
نے توان گفتن که پیدا و نه ناپیداستی
نے مکانے از تو خالی تا که بینم غیر تو
بے بود جائے ترا تا گویمت کانجاستی
گر کسے بیند بچشم حق نگه بیند که تو
در دل هر ذره چون مهر جهان آراستی
هر کجا کنجست ویران گنجے اندر وے بود
خانهٔ دل را تو هم ویران کن ار داناستی
گنج حق را جاے ده در گوشه ویران دل
زانکه هر جا قلب ویران جای حق آنجاستی

عاشقا این حمد خلاق است نے مدح کسان
اندرین لب فرو بستن کنون زیباستی

قصیده در نعت سرور کائنات خواجهٔ مخلوقات ختم المرسلین و حبیب رب العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی الله علیه و آله وسلم

در بحر هزج مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

سرم سرگشتهٔ عشقت بے برگیست سامانش
دلم بخسته دردست و بیدردیست درمانش

ولے دارم که خواند در فضاے عالم وحدت
همی منصور قانون انا الحق در دبستانش

نه بستانے مکان دارم که هست از جلوهٔ حیرت
بیان لن ترانی ظاهر از اوراق اغصانش
شاخها ۱۲

بمکتب خانهٔ طفل وجودم کرده درس از بر
که رنگ صفحهٔ هستی ندارد خط دیوانش

دلیل حق شناسی چیست قرب حق طلب کردن
نه بودن در پے فردوس و فکر حور غلمانش

معاذ الله از زاهد بگوید سجده بر گل کن
ز شرع عشق اجازت هست سنگے زن بدندانش

حدیث قدسی از خواندی طریق بندگی آموز
که هر عبدی اطعنی را مکن مثلیست احسانش
اے بندہ تمیع عبادت کر ... بشنو تے مثل من

ولے از خاک بوسی نایدا از دیر و حرم بگذر
مبادا سر تهی بر منت زهاد و رهبانش
جمع زاهد ۱۲ — عابد نصارٰی ۱۲

ببین بر ظاهر واعظ و می از دیدهٔ باطن
نگه کن تا ببینی صد حیل در زیر دامانش

مدام المسلم من سلم خواند ولے هر دم
کمر بندد بخون مسلمی فتواے هذیانش
حدیث مسلمان کسیست که سلام ... بصدق قبول نماید ۱۲ — بیهوده گفتن ۱۲

ز حیرت سوختم کو آتش تا سوزد این واعظ
که می سوزد دلے خلقی حدیث حر نیرانش
دوزخ ۱۲

ز هفتاد و سه ملت خواند احمد مر ترا ناجی
که یعنی هر که خالی از حسد شد ناجی آن دانش
نجات یابنده ۱۲

ز هفتاد و دو ملت هالکان باشد حسد مقصد
حسد بشمار تا واضح نماید بر تو برهانش
هلاک شونده — دلیل ۱۲

بیا ترک حسد کن گر نجات آرزو داشتی
که هر کس از حسد شد پاک بیباک است ایمانش

دگر خواهی که در فردوس یابی فیض قرب حق
توسل جو ز ختم المرسلین و پاک یارانش

محمد احمد و محمود ابو القاسم که از ایزد
نزول آیهٔ نصر من الله گشت در شانش

فسبحان الذی اسری بود آثار معراجش
هم از بهر رسالت آمده معراج برهانش
پاکست خدا که برد بندهٔ خود را ۱۲ — دلیل ۱۲

بود خلد برین یک خوشه از مزرعهٔ فیضش
بود آب بقا یک قطرهٔ از بحر احسانش

ببین کیوان اعلی هندوی بر درگه قدسش
ببین عرش معلی شمسهٔ از کاخ ایوانش
غلام ۱۲ — شمس ۱۲ — بزرگ ترین ۱۲

قطعه

اگر ظلمات را تاری کند واللیل گیسویش
دگر روشن کند خور را جمال والضحی شانش

دران ظلمت چنان افزون شود کز تیرگی زیبد
کہ گم گردد سکندر سان خضر اندر بیابانش
وزان عالم عیان روشن شود تا شاید اعمی را
کہ چون الیاس در ظلمات بیند آب حیوانش
بشر را کے بود یارا کہ سازد نعتِ او انشا
چو در قرآن بود خلاق گیہان خود ثنا خوانش
زہے اے مظہرِ فیضِ ازل وے شہسوارِ دین
کہ خطِ آفرینش را بود ذاتِ تو عنوانش
وجود تو بود بحرے کہ عقلِ کل بود موجش
ولاے تو بود کاخے کہ رضوان ہست دربانش
بد اندر مہدِ ہستی طفل فرتت (حضرت جبرئیل) پیشِ امکان
ہزاران قرن دستِ حق بہ بودی مہد جنبانش
نبودے ذاتِ پاکت گر سبب ایجاد امکان را
بہ ماندے تا قیامت در عدم ہستی و امکانش
شہا دارد امید روضہ ات از جان و دل عاشق
بسوئے خود ز فیض اے رحمۃ للعالمین خوانش
ہمیشہ تا کہ از تاثیر این گردون گردندہ
جہان گاہے بہار ہست و گہے باشد زمستانش
بہار عمر احباب تو باد اندر جہان باغے
کہ نہ توان تا ابد دست قضا بگرفت امانش

قصیدہ در ستایش و نیایش حضرت ابی بکر صدیق بالتحقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

در بحر خفیف فاعلاتن مفاعلن فعلات

دوش چون بازِ آتشین منقار (یعنے آفتاب)
کرد در آشیانِ غرب قرار
مرغِ مشکین (یعنے چمگادڑ) جناحِ شب ہر سو
گرم پرواز شد پرستو (چمگادڑ) وار
بال بر بال دوخت طائرِ شب
بست راہِ نظارہ از انظار (جمع نظر)
من بہ بیت الحزن ز غصہ درم (پریشان)
با دلے از غمِ زمانہ فگار
کردمے تکیہ گہ بہ بالشِ غم
خفتمے گہ بہ بسترِ افکار
خواب در دیدہ ام نرفتہ کہ شد
بختم از خواب ناگہان بیدار
چاردہ سالہ ماہم اندر شد
بارخے ہمچو ماہِ دہ و چہار
موئے مشکین چمن چمن سنبل
روئے گلگون طبق طبق گلنار

لبِ لعلش بقائے عمرِ روان
چشمِ مستش فنائے صبر و قرار
بارخِ چون قمر نموده قرین
گیسوان ہمچو عقربِ جرّار
سرخوش و نیم مست و غمزه کنان
دلبرِ چست و چابک و عیّار
چون مرا دید از الم پژمان
بگشود آن دو لعلِ گوہربار
کاے ادیب این چنین نشینی چند
درہم از جورِ چرخِ کج رفتار
دل تہی کن ز محنت و برخیز
تا نمائیم رو سوے گلزار
مے رباید قرار و صبر از دل
چہچہہ بلبل و ترانۂ سار
اعتدالِ ہوا بہ بین و شنو
نغمۂ عندلیب و صوتِ ہزار
قسم بلبل ۱۲
عرصۂ دشت گشته رشکِ جنان
طعنه بر خلد مے زند گلزار
منہم از شوق و ذوق برجستم
نه نمودم ز گفتنش انکار
رو نہادیم ہر دو سوئے چمن
بادے پر ز شوقِ فصلِ بہار
پس بدیدیم گلشنے کان بود
رشکِ جنّات تحتہا الانہار
لوحش الله چه گلشنے که دران
کرده حربا ز مہرِ دل بیزار
گرگٹ ۱۲
گل بسر ہشته تاجِ فیروزی
بلبل از شوق گشته نغمه گزار
زلفِ سنبل شکن شکن درہم
اوفتاده چو چینِ زلفِ نگار
ہر سو از غمزه نرگسِ شہلا
رہزنِ عقل و ہوش و صبر و قرار
سرو از بسکه دلربائی داشت
گوئیا بود قامتِ دلدار
لاله را مے نمود اندر خواب
باد و صد شوق سبزۂ بیدار
سوسنِ صد زبان چو من کردی
مدحِ سالارِ دین ہمے تکرار
بانیٔ کاخِ شرعِ مصطفوی
حامیٔ دینِ احمدِ مختار
منبعِ فیضِ حضرتِ صدّیق
معدنِ جود و قدوۂ احرار
پیشوا

آنکه حق در ثنائے او گفت است ثانی اثنین اذ هما فی الغار
آیۂ کلام مجید ۱۲
آسمان با همه جلالت و شان بر درِ قدرِ اوست خدمتگار
هر کجا ابر فیضِ او بارد روید از خاک لولوئے شهوار
اے که بعد از محمدِ عربی بر همه اهل دین توئی سالار
شد معطر ز خوئے نیکویت نافه در چین و مشک در تاتار
روید از مهر ارغوان ز آذر جهد از قهرت آتش از گلزار
آتش ۱۲
اخترِ ذاتِ تو چو جلوه نمود قطعه ماه با مشتری گرفت قرار
هر سحرگه به خاکِ درگهِ تو اے فلک رفعتا اے جهانِ وقار
با دو صد آرزو فلک در کف عقدِ پروین گرفته بهرِ نثار
بے ولائے تو جان در ابدان تنک بے رضائے تو سر بگردن بار
جمع بدن ۱۲
سینهٔ کان تهی ز مهرت باد هدفِ تیر و جائے من سوفار
خالی ۱۲ جائے من ۱۲
هر سرے کو بپیچد از امرت باد زیب سنان و بر سر دار
خاکِ درگاهت از کمالِ شرف کحل سان جور کرده در ابصار
در مدیحِ تو نطفه در ارحام در ثنائے تو طیر در اوکار
آشیان ۱۲
نام فیضِ تو چون برم ریزد هر دم از خامه ام دُرِ شهوار
عاشق از شوق دل کند هر دم وصف و مدح تو اے شهِ ابرار
تا بود دورِ روزگار چنین تا که در گردش است لیل و نهار
پیروان تو روز و شب شادان دیگر روزگار عدوت چون شب تار

قصیده در مدیح حضرت قدر قدرت عمر ابن خطاب رضی الله تعالی عنه

بحر هزج مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

چو شد صدیق اکبر در بقا زین عالمِ فانی شد از لطفِ خدا فاروقِ اعظم بر جهان بانی

غروبِ نیّرِ اول جهان کرد ار چو شب مظلم
منور ساخت شرق و غرب عالم جلوهٔ ثانی

چو اهل دین بنامش خطبه در لحنِ عرب خواندند
زبان بستند رهبانان ز عبرانی و سریانی

عراق و شام و مصر و اندلس ایران و دیلم را
به شمشیر ظفر بکشود آن صمصامِ یزدانی

نبودی در جهان گر ناخدای جوهرِ تیغش
به بحر کفر گشتی کشتیِ اسلام طوفانی

بهر جا نام او کس بر زبان راندی گہ هیجا
ظفر ظاهر شدے از شوقِ نامِ او بآسانی

زهے اے معنی السابقون اے شاهِ دین پرور
که شد شخصِ تو از حکم ازل اسلام را بانی

شریعت را جنان از ذات تو فخر است در گیتی
که گل از شاخ و شاخ از باغ و باغ از ابر نیسانی

ز خجلت روحِ حاتم در عدم ریزد عرق هردم
چو آید دستِ جودت گاهِ بخشش در دُرافشانی

اثر از فیضِ تو خوانی جنان گسترده در گیتی
که دایم میکند آنرا ابد از دل نمکدانی

به خدّامِ تو قیصر را شرف باشد به فراشی
بدرگاهِ تو دارا مفتخر باشد به دربانی

بیک احسان تو بدهی صد گدا را رتبهٔ شاهی
بیک ایما تو بخشی مور را فرِّ سلیمانی

نبودی معنی ایجاد در تأثیرِ حق جوئی
نکردی آیهٔ ذاتِ تو آنرا اگر که عنوانی

نیارم واجبت گفتن نه ممکن زانکه میدانم
نهٔ واجب ولے با آنچه تو ترکِ حدِ امکانی

پیمبر گفت چون لو کان بعدی در ثنائے تو
چسان در مدحِ تو قاصر نباشد فهمِ انسانی

سخا را دوست تو مصدر همم را شخصِ تو میزان
کرم را فیضِ تو گلشن جهان را ذاتِ تو بانی

نکردے سایه گر ابرِ وجودت بر سرِ عالم
نبودے گلشنِ اسلام را سبزی و ریانی

ز مهرت می تواند کرد هر یک ذره خورشیدے
ز لطفت می تواند کرد هر یک قطره عمّانی

هر آنکس را نباشد مهرِ تو گنجینهٔ سینه
نیاید در مشامِ جان از و بوئے مسلمانی

شها عاشق ز دل خواهد که بنماید ثنائے تو
ولیکن پرده‌اش بر نطق هست از شرمِ نادانی

بود چون پایهٔ وصفِ تو از عقلِ بشر برتر
خموشی پیشه دارد ورنه هست افضل ز خاقانی

الا تا هست قمری را همی شوقِ نوا سنجی
الا تا هست بلبل را بگل شوقِ غزلخوانی

ہران کس از دل و جان مے ندارد حب و مہر ترا
کند ہر لقمہ اش اندر گلو تا شیر پیکانی

دیگر

قصیدہ در ثنائے حضرت ذو النورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بحر مجتث مفاعلن فعلات مفاعلن فعلات

چہ شد کہ مے چکد از نوک خامہ ما رمعین
ثنائے کیست کہ گشت اینچنین سخن شیرین
ہوائے مدح کہ افتادہ در سرِ طبعم
کہ باز فخر نہد بر بساطِ چرخِ برین
قلم بمدح کہ اندر ورق شکر ریز است
کہ مرغِ طبع چو طوطی بود بہ نغمہ چنین
خرد بوصف کہ بکشود لب ز روئے ادب
کہ طبعم از پئے تعظیم سر نہد بہ زمین
فضائے چرخ شود تنگ تر ز دیدۂ مور
کند چو فارسِ نطقم سمندِ فکرت زین
بلے سزاست کہ طبعم کند و چندین فخر
کہ لب کشودہ ز فرحت بمدحِ خسروِ دین
ہمائے اوج سپہرِ فیوض کاتبِ وحی
مضئیِ شمعِ شریعت خدیوِ جم تمکین روشنی یا کنندہ
شہِ سریرِ خلافت جہانِ جود و حیا
کہ بحرِ فیضِ ازل راست ہمچو دُرِّ ثمین گران بہا
محیطِ شوکتِ اقبال حضرت عثمانؓ
کہ کردہ صیتِ سخایش جہان بزیرِ نگین شہرہ
شہنشہے کہ بصد عجز ہر صباح و مسا شام
نہادہ بر درِ قدرش بہ سجدہ مہر جبین
بود بجانِ عدو قہرِ ش آنچنان کہ بود
بہ خرمنِ خس و خاشاک آتشِ برزین سوزندہ یا
زہے وجودِ تو بحرِ علوم را ساحل
خہے ز ذاتِ تو بزمِ فیوض را تزئین
عمودِ خیمۂ قدرِ تو قامتِ غلمان
طنابِ چادرِ جاہِ تو زلفِ حورِ عین
مہندسانِ جہان را فتادہ خامہ ز کف
زبسکہ داد کفت زر بسائل و مسکین
سزد کہ لب بہ تکلم کشاید اندر بطن
اگر کہ حرصِ ثنائے تو اوفتد بہ جنین
ندیدہ دیدۂ انصاف چون تو در عالم
بہ چشمِ مردمِ بینش توئی چو نورِ مہین
کجا بپایۂ جاہت حسود آرد چشم
وگرچہ گنبدِ گردون ورم کند از کین

زنند بادِ حوادث جہان شدے ویران — گرش نہ عدل تو گشتے ز روے لطف ضمین
ز بعدِ حضرت فاروق جز تو کس کہ بود — کہ شرع را دہد اینگونہ رونق و تزئین
بمغز نافۂ اذفر فتد ز طیب زُکام — اگر ز خُلقِ تو بوئے صبا برد در چین
بس است طولِ سخن ہان دعا نما عاشق — کہ خضر بر لبِ عین البقا کند آمین
مُدام تا کہ ز اکسیر آفتاب شود — نُحاسِ دہر بہر صبح از ضیا زرّین
ہمیشہ باد محبان و پیروانِ ترا — سرور و فرحت و عیش و نشاط و وجہ قرین
حسود قدر تو اندر جہان بود دایم — ز فرط محنت و رنج و عنا و غم غمگین

دیگر

قصیدہ در منقبت اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

بحر ہزج مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

دلا تا کے چنین سرگشتہ در اقلیم حیرانی — چو طفلان روز و شب داری ہوا شغل نادانی
خریداری گہے بر جنس عشق دہر دون پرور — گرفتاری گہے در بزم عیش عالمِ فانی
نیارد گازر تقدیر شستن با دو صد عمان — قبائے شخص نفست را ز بس آلودہ امانی
قضا خوان گناہے را بخلوت خانہ امکان — نگسترد است کس جز تو بود نا خواندہ مہمانی
نہ آگہ مگر از موت کاندر ساحت گیتی — سوار خنگ عصیانی و بس خوش گرم جولانی
ز بس بار گنہ بر دوش داری عاقبت ترسم — کہ اندر تیہ اول منزل مقصود وامانی
نہ پندارم دلا راہ نجاتے بہر تو ہرگز — بجز از یمن حبّ سرورِ دین شیر یزدانی
شہنشاہ ملک لشکر علی عالی اعلیٰ — کہ دارد بر درش روح الامین امید دربانی
شہنشاہے کہ گر ز ذاتش نبودے باعثِ امکان — نکردی تا ابد امکان بہ گیتی ہرگز امکانی
عصائے مہرش ار موسیٰ نیاوردے بکف ہرگز — نمودی در بیابان عدم تا حشر چوپانی
نبود اندر ازل گر سیل برقِ ذوالفقارِ او — نکردی در فضائے ہر کاخ کفر ویرانی

زہے اے شاہ دین پرور کہ چشم شاہد ایمان   بود از خاک راہ شخص انصاف تو نورانی
توئی آن شہسوار لوکشف کز ذات تو ظاہر   نمود ایزد بگیتی ہرچہ بود اسرار پنہانی
نیارد ابرش جاہ تو اندر عرصۂ امکان   کند یک لحظہ جولان جلال از تنگ میدانی
اسپ ۱۲
شود گر عام فیض حضرتت اندر جہان یکدم   کند ہر ذرہ خورشیدے و ہر یکقطرہ عمّانی
زبہر آنکہ آرد آمد بہر مطبخ جاہت   کند در آسیائے چرخ کیوان آسیابانی
نام ستارہ زحل ۱۲
نداند کیست یارب خوشہ چین مزرع فضلت   کہ جبریل امینش میکند ہر روز دہقانی
بنائے علم و دانش کے شدے اندر جہان قایم   مرآن را گر نبودے شخص فی ذاتت در ازل بانی
چو تار عنکبوت از ہم بپاشد قبۂ گردون   گر از روئے غضب یک رہ بسویش چشم گردانی
شہا عاشق ثنایت را چہ سان آرد بیان کردن   چو بحر مدحت را نباشد ہیچ پایانی
الا تا زلف ترکان است دایم میل کج گردی   الا تا چشم خوبان است ہر دم شوق فتّانی
ہر آنکس کجروی در راہ جنت میکند گردون   بخوان فتنہ و رنجش کند ہر روز مہمانی

قصیدہ در مدح حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

بحر رمل فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

مرحبا اے کاس عشق اے درد عشرت زائے من   مرحبا اے داروئے درد دل شیدائے من
مرحبا اے نوگل آرایش باغ مراد   کز نسیم تازہ کردی باغ استدعائے من
بیخودم کن تا نماند ہوشم اندر سر کہ اند   بے شمر زاندیشۂ عشق آتش سودائے من
پاے بند عقل نگذارم جنونا زین سپس   تا اگر برداری از پا رشتۂ تقوائے من
در حیات از کہتر از خاکم ولے بعد از ممات   گردد اکسیر سعادت خاک طلق آسائے من
ابرک ۱۲
چون نہ نالم از جفائے چرخ کز نابخردی   کرد زیب تاج عالم گوہر والائے من
زین سبب در آتش ہجران مرا افگندہ دوستان   تا نماید خویش را معروف از غوغائے من

من نه شایان جهان بودم ولے از هجر هجر چند روزے وادی اندر دهر دون ماوای من
کن علاجے ای حکیم از خود چه میدانم الیقین جز حموض یاس نبود داروے صفرای من
ای ز معمار غمت معمورهٔ دلها خراب خانه آباد آن که در ویرانه دادی جای من
بسکه خون گریه بهجران روز و شب چشم ترم کس نیارد فرق ز اعمی دیدهٔ بینای من
این سبل هرگز نه گردد به مگر کحال سخت توتیا سازد ز خاک درگه مولاے من
خسرو دین غوث اعظم نفس ختم المرسلین آنکه آمد کوی بخشش جنت الماوای من
شهسوار عرش مسند دستگیر بیکسان هادی من رهبر من سرور والای من
بر ولاء دوستی و اعتقاد حب اوست دین من ایمان من سر رشتهٔ تقواے من
بغض اعداے لیامش مسلک من رهبان حب احباب کرامش حاصل عقباے من
شمسهٔ درگاه قدرش مهر را گوید ز مهر مقتبس باش از ضیاے چهرهٔ رخشای من
هیجهٔ رایات جاهش ماه را گوید ز لطف کن منور دهر را از پرتو سیماے من
ابر گوید لطف او را زینت تاج شهان گشت از نیسان جودت لؤلؤی لالای من
عیسی گردون نشین گوید که آرم ارمغان گر بود شایان بزمت بیضهٔ بیضاے من
ای شهنشاهے که باشد روضات اندر جهان گلشن من باغ من فردوس من ملجاے من
تا بدامان ولایت دست بیعت بر زدم سر نهد از شوق ماه و اختران بر پای من
سر فرازم کن ز بوس خاک درگاهت که هست خاکبوس روضهٔ تو غایت القصوای من
مے نه بیند اندران جز مهر و حب حضرتت گر که بشگافند سر تا سر همه اعضاے من
عاشقا از سر قدم میساز گر داری هوس تا به بغداد آئی و بوسی در مولاے من
تا همی خورشید گوید هر سحر از روے فخر کین جهان گردد منور از رخ رخشای من
نا امید از لطف حق در روز محشر باد آنکه مے ندارد دوستی سرور والاے من

ترش ۱۲
جمع لئیم ۱۲
جمع کریم ۱۲
نور گیرنده
صورت ۱۲
مراد ۱۲
مخفف همیشه ۱۲

سه با همه جهانیان استغنا [illegible] ۱۲ [illegible] علم [illegible] ۱۲

قصیده در مدح حضرت خواجهٔ خواجگان خواجه معین الدین چشتی

قدس سرہ العزیز

بود ہجوم یاس و غم دوش دلِ خراب را
کان بت مہ جبین نہ در آمد و برد خواب را
سر خوش و مست بادہ خواستہ ام ز ساقئ
کز لب جام آن بود قرب رہِ صواب را
بسکہ ز بادہ محترز ساقئ من بہ میکدہ
ہیے طلبد کہ زود نوش بادۂ شکناب را
خون جگر بجائے مے وین دلِ پُر شرر کباب
من چہ کنم شراب را من چکنم کباب را
آتشِ ہجر آن صنم سوخت چو شمع استخوان
باز چہ سان بود قرار جانِ پُر اضطراب را
عیش و نشاط و خرمی رفت بہمرہش دریغ
آہ چگونہ آورم عمر و گہ شباب را

قطعه

برق وشے کہ جلوہ اش سوخت چو سر طور را
بُرد بہ نیم غمزۂ طاقت و ہوش و تاب را
چشم و دلم چنان بدہ تا کہ بتاب جلوہ اش
خوب کنم نظارۂ پرتوِ لاجواب را
ہست چو ضد یکدگر جمع چسان بخاک کرد
قدرتِ بیمثال او آتش و باد و آب را
ہر چہ تو گفتئ ہمہ عین صواب دانمش
باز بگو بگو بمن تا شنوم جواب را
گفت کہ خیز و نوش کن جامِ مے کہ بخشدت
فہم و ذکا و ہوش و عقل رونقِ آب و تاب را
تجربہ بود و نے تمیز دانش و ہوش و نے عمل
پیریِ ازان ہزار بہ یاد مکن شباب را
این نہ مے مجاز ہست تا کہ دلت سیہ کند
راہ نکو نمایدت کم بکند عذاب را
تشنہ نمانئ و شود بہترِ دو کون ازان عیان
سیر شوی و بنگری راہ حق و صواب را
خواہئ اگر نجاتِ خود مدحتِ خواجہ عرض کن
جمع نما ز فیض حق نعمت بیحساب را
دیدۂ دل کشادم و شاد شدم ز فرطِ شوق
این چو ندا شنید دل چشم گزاشت خواب را
گفتم ازو کہ ساقیا رہبر و ہادیم شدی
گوش بکن تو مطلع مدحتِ آنجناب را

مطلع

اے کہ ز لمعۂ رخت روشنئ آفتاب را
وے ز فروغ چہرہ ات شعشعہ ماہتاب را

اے نسیم زلف تو نکہتے مشکناب را
وے کہ زخوبی لبت تازگئے گلاب را
وا بکنی اگر گہے از رُخ خود نقاب را
تاب نظارہ کے بود دیدۂ آفتاب را
جلوہ چسان کند کسے چہرۂ بانقاب را
کاش نسیم وا کند این ورق کتاب را
تابش عکسِ عارضت پردہ درد نقاب را
نیست حجاب از سحاب ہیچو کہ آفتاب را
سرمۂ چشم حور را زاب جنان سرشتہ ام
تا ز قلم کنم رقم وصفِ فلک جناب را
خواجۂ خواجگان توئی سرورِ سروران توئی
اسم تو خواجۂ معین خضر رہِ صواب را
ذاتِ تو مظہرِ فیوض درگہ تو ظہورِ نور
انس و ملک چسان کند مدحتِ بیحساب را
از رہ عجز و انکسار سر بہ زمین نہد فلک
رفعت و عظمت آنقدر بارگہ جناب را
چونکہ ز گونہ التفات ذرہ شود چو آفتاب
دستِ دلم گرفتہ است آن در انتخاب را
مشعشعۂ ز مہر خواہ اطلس خوب از سپہر
بہرِ طناب و خیمۂ درگہ مستطاب را
در جحیم کہ میدمد دل بہ کنارم از چہ رو
نیست مجالِ دم زدن تابش آفتاب را
عاشق خستہ را چو نیست جز تو معین و یاورے
از رہ لطف کن عطا نعمت بیحساب را
سر بہ نہم بپائے تو زود بدامن برس
تاکہ شود تسلیئے جانِ پُر اضطراب را

عمرِ عزیز من گزشت حیف بلہو و معصیت
لیک شفیع کردہ ام رحمتِ بے حساب را

قصیدہ در ثنائے امیر کیوان بارگاہ جناب کرنل براڈ فورڈ صاحب بہادر سی ایس آئی ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سابق راجپوتانہ

در بحر رمل — فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

دانش و فیض و کمال و شوکت و تمکین و شان
ختم شد اندر جہان بر سرور جم پاسبان
آفتابِ چرخِ حشمت گوہرِ بحرِ جلال
عندلیب گلشنِ دانش امیر کامران
بانیٔ کاخِ کرم کرنل براڈ فورڈ آنکہ ہست
دستِ جودش دُر فشان تیغ قہرش جانستان

آن خداوندے کہ بنہد ہر کجا یکرہ قدم گر بود چون ساحت دوزخ کہ گردد گلستان
مے نروید در صف محشر گیاہے از زمین گر فتند از برق تیغش یک شرر اندر جہان
تا ندید اندر ازل شخصے دجن او بچشم شاہد دولت نہ شد در ساحت گیتی عیان
لطف او با دوست ہمچون گلشن و ابر بہار قہر او با خصم ہمچون خرمن و برق یمان
سوزندہ ۱۲
بسکہ از عدلش جہان ایمن بود بے ترس و بیم صعوہ با شنقار باشد روز و شب ہم آشیان
گنجشک ۱۲ قسمے مرغ شکاری ۱۲
آن خداوندے کہ بخشد دست جودش یک نفس ہرچہ تا صد سال گردد عاید از دریا و کان
بمعنی حاصل ۱۲
خیمۂ قدر ترا فراش قدرت در ازل زد بصد تمکین و عزت بر فراز لامکان
ہرکہ چون خورشید کردت چاکری از جان و دل مے کند زیر نگین از باختر تا خاوران
مغرب ۱۲ مشرق ۱۲
گر سپہر شوکتت گردد بہ گیہان آشکار نہ فلک در وے شود چون قطرہ در دریا نہان
در صف رزمے کہ گردد برق تیغت آشکار روید از خون عدو تا صبح محشر ارغوان
شست نام عدل کسرا را فلک از لوح دل تا چو خور بگرفت صیت عدل تو ملک جہان
خطاب نوشیروان ۱۲ شہرت ۱۲
از براے آنکہ بوسد آستان شوکتت ہردم از عرش برین عیوق سازد نردبان
نام ستارہ ۱۲
گر نگشتے خلق ابر ذاتت اندر روزگار گلشن جود و کرم تا حشر مے ماندے خزان
گاہ کین ہندی برندآری برون چون از قراب ہر زمان لرزد بسان بید از بیم آسمان
وقت جنگ ۱۲ شمشیر غلاف ۱۲
زین شکوہ و حشمت و زین عقل و دانش سربسر محو کردی از جہان بیشک تو نام سروران
چون کنی بوزرجمہر آسا ہمی تدبیر ملک روح آصف گردد از خجلت بخاک غم نہان
نام وزیر حضرت سلیمان ۱۲
تیغ و دستت را بہ بیند گاہ رزم و بزم آنکہ برق جوید جان گدازد ابر خواہد دُرفشان
خشت ماہ و سنگ انجم در فلک بنمودہ جمع تا ببازد شمسۂ قصر جلالت فرقدین
شمس ۱۲ نام دو ستارہ قریب قطب شمالی
روز طوفان ناخدا گر نام شمشیرت برد بحر گردد آتش و خیزد ہمی از آن دُخان
نے فلاطون چون تو بد از عقل و دانش مشتہر نے سکندر چون تو شد از بخت و دولت کامران
ہمچو آصف روز و شب داری مدام از ابر کلک مُلک را خرم بہ گیتی بر بسان گلستان

عاشقا اندر دعا ہان ختم کن این مدح را — زانکہ ہر کس مے نیارد کرد وصفِ سروران
تا شود گیہان بہار از تیرِ ابرِ فرودین (موسمِ بہار) — تا شود بستان خزان از تند بادِ مہرگان (نام ماہِ خزان)
خصم و بدخواہ تو تا صبحِ قیامت سوگوار — یار و احباب تو تا دامانِ محشر شادمان
شادمان باش اے خداوندا امیرِ روزگار — گر تو دارد ملک و دولت فخر و شادی ہر زمان
خیر خواہِ دولتِ وکٹوریہ یارب بدہر — ہر کہ باشد باد تا روزِ قیامت کامران
یارب این دولت بماند تا قیامت برقرار — یارب این دولت بہ باشد تا بمحشر در جہان
دشمنانِ دولتِ سرکار را بادا مدام — چشم پرنم دل پر از غم خاک بر سر ہر زمان

قصیدہ در توصیفِ جنابِ میجر ای سی ٹالبرٹ صاحب بہادر سی ای آئی ایجنٹ بیکانیر

بحرِ منسرح مفتعلن فاعلات مفتعلن فع

دوش چو شد نو عروسِ چرخ نمایان — ماہِ من آمد ز در چو سرو خرامان
خم بخم از ہر طرف فتادہ دو زلفش — بر سر و دوشش بسانِ افعی پیچان
نرگسِ مستش بعشوہ آفتِ دل ہا — ترکِ نگاہش بغمزہ رہزنِ ایمان
غمزۂ وصلش نوید مایۂ عشرت — عرصۂ ہجرش قضائے عالمِ حرمان
سرو قدش نو نہالِ گلشنِ جنت — لعلِ لبش یادگارِ چشمۂ حیوان
ہر چہ بزد آنِ زلفِ پر خم و پیچش — کرد نظر دیدہ دیدنی دل و نی جان
اے عجب از زلفِ او کہ جمع نمودہ — این ہمہ دل از چہ ماندہ باز پریشان
زلف بہ بیند بقدش آنکہ نہ دیدست — مارِ سیہ بر فرازِ سرو خرامان
گشت ہمی زاژ و جامِ شعشعۂ حسن — بیک نظر بر رخش چو آئینہ حیران
گیسوئے خم در خمش فرطِ سیاہی — بود چو بختِ عدوی سرورِ ذی شان
قلزمِ مجد و ہمم سپہرِ فتوت — نیّرِ برجِ جلال منبعِ احسان

معدنِ توقیر و رتبہ ٹالبرٹ آنکہ
مے نبود ہمسرش بہ فیض بہ دوران

آنکہ بگاہ وغا ز بیمِ نہیبش
لرزہ فتد در رواقِ گنبدِ گردان
للکارنا

شیر شکاری کہ از مہابتِ تیغش
شیرِ ژیان بغنود بطرفِ نیستان
خوف
[illegible] ۱۲

سرورِ بارتبتی کہ پنجۂ قہرش
لطمہ زند گاہِ خشم بر رخِ کیوان

ساحتِ گیہان کجا و کاخِ جلالش
قطرۂ باران کجا و لجۂ عمان

شخصِ خرد در فضائے عالمِ جاہش
گم شدہ رہ مے دود چو طفلکِ نادان

اے درِ فیضت بہ خلق گلشنِ مینو
وے دمِ قہرت بہ خصم شعلۂ نیران

گلشنِ ہستی نماندے این ہمہ خرم
ابرِ جودِ تو گر نبود در امکان

لؤلؤ و مرجان بجائے خوشہ برآرد
باشد اگر تخم گاہِ فیضِ تو دہقان

دستِ عطائے تو گاہِ بخشش و ایثار
طعنہ زند بر سخائے حاتم و قاآن
نام بادشاہے
کہ نہایت سخی بود ۱۲

نے ز حسب چون تو در زمانہ جوان مرد
نے ز نسب چون تو پاک زادہ بہ دوران
یعنی آبا و اجداد ۱۲
ننھیال یعنی جد مادری ۱۲

ملکِ چنان خرم است از نمے کلکت
کز اثرِ ابرِ نوبہارِ گلستان

شحنۂ عدلِ تو تا گرفت ترازو
سردی و گرمی برابر است بہ میزان
کوتوال

ذرۂ از گرِ احتسابِ تو پر کرد
مردمکِ دیدۂ تعدی خواہان
سیاست ۱۲

خاکِ درِ خانقاہِ فیضِ تو بہتر
در نظرِ اہلِ دل ز لعلِ بدخشان

قطعہ

از ازل این بود و تا صبحِ ابد باز
گشت مفوض ترا ز حضرتِ یزدان

عدلِ انوشیروان سخاوتِ حاتم
عقلِ فلاطون و علم و حکمتِ لقمان
لفظ انوشیروان بمعنی مبارک جان از لفظ انوشہ کہ بمعنی مبارک و خوش و روان بمعنی جان ۱۲

دفترِ خورشید زرنگار ازان باشد
کز ازلش بود خطِ مہرِ تو عنوان

ختمِ سخن عاشقا کنون بدعا کن
بر درِ احسانِ بے نہایتِ منان

تا کہ فلک گردش است و ثبت ثوات
تا کہ جہان منعم است خلقے دران

گردش نه چرخ تیر رای تو محور
تیغ تو بر فرق خصم قاطع و بران

قصیده در تہنیت عید جناب منشی دیوان امین محمد صاحب مدار المہام راج بیکانیر

بحر مجتث مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلات

رسیده موسم عید اے نگار سیمین بر
کجاست مطرب و ساقی و شیشه و ساغر
ز فرط غم ملہ باشیم چند زار و نزار
ز جور چرخ نشینیم تا یکے مضطر
کنون که گاه نشاط است و وجد بے پایان
کنون که روز سرور است و فرحت بیمر
چنانه باید و چنگ و رباب و تار و سرود
کباب باید و نقل و مے و دف و مزمر
بتانه وقت غم و رنج انده است ایدون
نهانه گاه ملال و تاسف است ایدر
یکے چو سرو روان شو بسوئے حجره و زود
بصد سرود و ترنم بطلب شراب آور
ازان شراب که گر قطره بخاک چکد
بجائے سبزه بروید ز خاک لعل گہر
ازان شراب که چون از سبو بجام رود
بود چو مہر درخشنده جلوه اش بنظر
ازان شراب که از عکس آن توان دید
امور مدغم اعمال در قضا و قدر
تو ہی ز جام بلورین بنوش باده و من
ز بوسه لب شیرین تو خورم شکر
گہے ز روئے تو بینم زمین پر از خورشید
گہے ز زلف تو یابم جہان پر از عنبر
تو گہ کشی برخ از تیغ ابرویم شمشیر
تو گہ زنی بدل از نوک مژه ام نشتر
من از جفائے تو گریم چو ابر در نیسان
من از برائے تو نالم چو رعد در آذر
تو ہی شراب خوری از نشاط و من ہر دم
بروئے چون مه تو افگنم ز شوق نظر
شویم مست چو ماہر دو اے مه طناز
من از مے لب تو تو ز باده خلّر
بصد ہزار سرور و بصد ہزار فرح
پس آن زمان بکف آریم خامه و دفتر
ز بہر تہنیت عید جامعه گوئیم
بمدح مہر سپہر کرم جہان ہنر

تفضی شمع همم عندلیب گلشن فیض
خدایگان زمن سرور فلک جاکر

روشن کننده

این محمد والا گهر که مے نبود
بجود و فیض و ذکا در جهان کسش همسر

بود خرد ز وجود وے آنچنان شادان
که عندلیب ز گلزار و گل ز فیض مطر

به نزد دانش او هیچ دانش لقمان
به نزد بخشش او هیچ بخشش جعفر

ایا امیر فلک رتبه که دست سخات
نه کرده فرق گه جود سنگ را ز گهر

هر آنکه نرد مخالف به شخص بو بازید
فگند مهرهٔ بخشش زمانه در ششدر

سخائے تست سحابے که گوهرش امطار
جلال تست سپهرے کش آسمان اختر

خطرات

بیک دو سطر قلم باج گیرے از خاقان
بیک دو حرف رقم تاج گیرے از قیصر

دلت بنور جهانگیر چون طلیعهٔ صبح
دمت به فیض روان بخش چون نسیم سحر

روشنیها

ز فرط نظم امور تو زین سپس شاید
که غیر چنگ نه نالد کسے دران کشور

به فیض و فضل و دیانت ز مردمی ممتاز
بدان مشابه که از اختران همیشه قمر

عجب نه گز اثر فیض عام تو زین پس
بجائے قطره ببارد ز ابر دُر و گهر

فلک عدوے ترا خون دل نصیب کند
ازان زمان که بود در مشیمهٔ مادر

خدایگانا اے آنکه سوده جبههٔ عجز
بر آستان جلال تو خسرو خاور

خداگواست که عاشق ز شوق صبح و مسا
مدام مدح و ثنائے تو میکند از بر

همیشه تا که دمد در جهان بفصل بهار
بباغ سنبل و نسرین و لالهٔ احمر

خلیل قدر تو بادا بسان گل خرم
عدوئے جاه تو بادا چو لاله خون بجگر

مدام تا به ابد مانی این چنین بجلال
بحق شاه ولایت امام جن و بشر

قصیده در تهنیت عید الضحی بجناب ممدوح بالا

کنون که موسم گل گشت و وقت فصل بهار
چغانه باید چنگ و رباب و بربط و تار

چو چشمِ یار رباید همی قرار از دل   نوائے قمری و بانگ تذرو و صوتِ هزار
نسیم صبح چو از طرفِ بوستان آید   چو زلفِ یار ز مشکش پُر است جیب و کنار
شمیم لاله و ریحان همے به مغز آید   ز باغ و راغ و در و دشت و کوچه و بازار
ز عکسِ لاله و رنگ شفق فضائے چمن   همه چو سینهٔ طور سیناست مطلع الانوار
پری رُخان همه چون لعبتانِ چین و فرنگ   چو سروِ ناز خرامان بساحتِ گلزار
یکے بجانبِ سنبل کند نگه از دور   یکے بجانبِ نرگس کند نظر ز کنار
که این چه زلفِ من از چیست این چنین برخم   که این چو چشم من از چیست این چنین بیمار
یکے ز عکسِ رُخِ خویشتن چنین داند   که جائے سبزه همه رسته هر طرف گلنار
یکے به سروِ سهی افگند نظر از شوق   که این چو قدِ من است از چه داشتی رفتار
یکے بوجد همی آید از ترانهٔ کبک   یکے برقص همی آید از ترنمِ سار قسم بلبل
یکے بساقی گوید که هَی بده باده   یکے بمطرب گوید که هَی بزن مزمار
غرض که روز نشاط است و نوبتِ شادی   ز جائے آنکه نشیند کسے حزین و فگار
به دیده آنکه بود عید و چامه باید گفت   بمدحِ سرورِ والا گهر جهانِ وقار
خصوص سپهرِ مجد و فتوت امین محمد آن   که آسمان بدر قدرِ اوست خدمتگار
بنائے عدل کجا در جهان شدی قایم   اگر نه ذاتِ ولیش بود در ازل معمار
نسیم خلقش اگر یک نفس وزد به چمن   بجائے برگ همه نافه ریزد از اشجار
رسد بدامنِ جاهش پس از هزاران قرن   به خیزد از به مثل از نهم سپهر غبار
زهے ز طوطیِ کلکش که جائے شکر لفظ   همیشه گوهر و یاقوت ریزد از منقار
ایا کریم نهادی که جودِ دستِ ترا   به چو موجِ بحر نیارد کسے نمود شمار
سپهرِ فضل و ذکا را دلِ تو مهرِ منیر   جهانِ فیض و عطا را کفِ تو ابرِ بهار
کند بجانِ عدو نوکِ کلکت آنکه نمود   بروزِ معرکه شمشیرِ حیدرِ کرّار

همی دعاے تو گویند نطفه در ارحام   همی ثناے تو خوانند طیر در اوکار
عقاب قدرِ ترا اوجِ لامکان منزل   سمندِ فکر ترا صحن آسمان مضمار میدان
ز نور راے تو گر پرتوے برد اعمی   به چشمِ مور زند نوکِ تیر در شبِ تار
ز حزم و عزم تو دارد اثر زمین و فلک   که این همیشه بود ثابت آن دگر سیّار
بروز قهر تو آتش جهد همی از باغ   بگاه مهر تو ریحان دمد همی از نار
از چو خیمه ذات تو زد نمود آن را   کمال بند و هنر قبه و ذکا مسمار میخ
ثناے را بدعا ختم می کند **عاشق**   چو بحر مدح ترا نیست در زمانه کنار
مدام تا که به عید الضحی همے گردند   ز طوفِ کعبهٔ مقصود شادمان زوّار
همیشه مقصدت از فضل حق شود حاصل   دل تو خرّم و بختِ تو خوش عدوے تو خوار

تمت بالخیر

بسم الله الرحمن الرحیم

بحر ہزج

موسوم به ترانهٔ عشق

ستایش مر خداوند جهان خلاقِ امکان را
که بخشید از کرم نطق و بیان هر فردِ انسان را

خداوندے که از مدح و زبان و خامهٔ انسان
ندیده وصف او هرگز کران و حدّ و پایان را

ندارم چون زبان نعتِ ختم المرسلین خواهم
فدائے نامِ پاک حضرتش سازم دل و جان را

ملایک فخرِ خود دانند او را آستان بوسی
بخاک درگهش باشد جبین کسریٰ و خاقان را

کند از نور روئے حضرتش هر ذره خورشیدے
چه نسبت با رخِ تابان او مهرِ درخشان را

یقین دانم که شوید شافعِ محشر ز لطفِ خود
کنم با صد تضرع پیش چون این داغِ عصیان را

شود رضوانِ حق حاصل مقرر از تولایش
نه چون سازم پے خاک رهش جاروب مژگان را

تو می نازی به زهد و اتقائے خود چرا زاهد
گنهگارم برائے عفو دارم فضل یزدان را

بحر ایضاً

چو عاشق عاشقِ وصلست از فرقت بجان آید
الهی کن مبدّل از وصال این روزِ هجران را

چه خواهم کرد اے زاهد من این تسبیح مرجان را
در اشکم کفایت مے نماید رشتهٔ جان را

ز بس از آتش هجران دل و جان را بود سوزش
ز تفِ آه هر دم سوزم این گردونِ گردان را

گهش در دل بود منزل گهش اندر جگر مسکن
نمے دانم چه الفت هست با این سینه پیکان را

هزاران گل دران بشگفته از تیرنگی هجران
بداغ سینهٔ من نیست نسبت باغ و بستان را

دل و جان فرشِ ره سازم بصد شوق و بصد شادی
هم از مژگان کنم جاروب خاک کوئے جانان را

حدیث حور و جنت را نخواهی زین سپس گفتن
اگر بینی تو اے زاهد مرآن سرو خرامان را

دل مجروح **عاشق** را پریشانی بود بیحد
پریشان کرده تا آن ماه زلفِ عنبرفشان را

بحر ہزج

بیا و بادهٔ رنگین بنوشان می پرستان را
بهائے جرعهٔ می دهد عاشق دل و جان را
نخندد هیچ گل تا بنگرد آن روئے جانان را
نه گرید شمع محفل تا نه بیند داغِ سوزان را
که نسبت میدهد با شمع روشن داغِ سوزان را
که آن بر خویش سوزان وان بسوزاند دل و جان را
چه مرهم می نهی اے چاره گر بر زخمهائے دل
که خالی کرده است این در تبسم صد نمکدان را
توئی بر زهدِ خود نازان منم بر عجزِ خود شاکر
که سوزد چشمِ گریان از گریبان داغِ عصیان را
اگر در زلف او گم شد تلاش او نمے سازم
که جا دادم بجائے دل من اکنون تیرِ جانان را
فروغِ آن بود گاهے و نورِ این بود دایم
چه نسبت با رُخِ تابان او مهرِ درخشان را

تو مے خوردی ز دستِ غیر و خون کردی دل **عاشق**
شکستی بیوفا در یک نگهه صد عهد و پیمان را

بحرِ ہزج مقبوض مکفوف - مفعول مفاعیل مفاعیل و فعولن

از سر گذرد شعله و سوزد دل و جان را
در سینه کنم ضبط اگر سوزِ نهان را
در ولوله آریم اگر عشقِ بتان را
صد شعله فشانیم و بسوزیم جهان را
چون جائے ادب بود بمژگانِ تمنا
در میکده رفتیم و برفتیم مکان را
از دل هوس و ساغر و صهبا بدر آریم
بینیم اگر یارِ دگر چشمِ بُتان را
آب از دمِ شمشیر نه بخشدی و رفتی
سیراب نکردی ز چه این تشنه دهان را
آن سان که چراغ سحری جان بسپارد
در عشق تو اینگو سپاریم روان را
وقتست که جان و دل و دین جمله سپارم
آرید کنون بر سرم آن آفتِ جان را

نے بوئے گل و نغمۂ بلبل بشبِ ہجر تسکین چہ دہد این دلِ بیتابِ توان را
غلط زچہ ہر لحظہ بخون چون دلِ عاشق درکوئی تو گر نیست گذر بادِ خزان را
غلطیدن و بگریستن و آہ کشیدن رسمے شدہ اندر شب غم تفتہ دلان را

المنة للہ کہ از سینۂ **عاشق**
دل برد و بجایش بہ نشاند سنان را

بحر بالا

از شعلۂ دل گر کہ بر آرم نفسے را باقی نگذارم بجہان خار و خسے را
آن آفتِ جان ناز کنان آمد بگزست دُزدید چنان دل کہ خبر شد نہ کسے را
بلبل بہ غزلخوانی و قمری بہ ترنم در موسمِ گل رنج و الم نیست کسے را
عُشاق نباشند عبث تشنۂ آن لب نسبت بہ شکر ہست ہمانا مگسے را
این مہرِ سلیمانی و آن دانۂ ارزان با خالِ رُخِ یار چہ نسبت عدسے را
وقت رقمم از سوزشِ دل نامہ بسوزد پس راز نہان چون برسانیم کسے را
صیدِ دلم از جور تو صیاد بنالد ہشدار کہ این نالہ بسوزد قفسے را

عشق تو چنان در دل **عاشق** اثرے کرد
کز یادِ تو خالی نہ گذارد نفسے را

بحر ایضا

در خانۂ دل من نہ دہم بار کسے را مہمان ندا ریم بجز یار کسے را
گر قتل کند فتنۂ رفتار کسے را گہ زندہ کند شوخیِ گفتار کسے را
چون مست الستُ اند بہ خمخانہ وحدت از ساغرِ مے نیست سر و کار کسے را
منصور سبک بود کہ بکشاد زبان را آن راز نہ من میکنم اظہار کسے را
در آرزوئے وصل تو بیخود ہمہ عالم در عشق ندیدیم نہ ہشیار کسے را

نے خواب و نہ تسکین و نہ راحت نہ قرارم
ہرگز نہ شود ہمچو من آزارِ کسے را
بیند اگر آن مہ گذرد از دل و دین خود
طعنہ چہ دہد زاہد دین دارِ کسے را
از ضعف چنانم چو نشینم بپسِ دیوار
معلوم شوم سایۂ دیوارِ کسے را
از قبر برون آیم و صد نالہ نمایم
ہمراہ خود آرد چو ز اغیار کسے را
این نرگس جادوے تو یا تیرِ قضا ہست
گہ کشتہ کند گاہ دل افگار کسے را
صد بار تصور بنمودیم و نہ شد حیف
در بزم بتان نیست چرا بار کسے را
چون نیست وجودے ز خیالش بگذشتیم
معلوم چہ گردد دہنِ یار کسے را
مصروف بعشرت کسے و کس بہ غم و درد
از حال کسے نیست سر و کار کسے را
چون طائرِ بسمل بزمین غلطد و نالد
ایما چو کند ز ابروے خمدار کسے را
ز آئینہ دل عکس مہ و روئے تو بینم
ہر روز نمائی تو چو دیدارِ کسے را
دارد دو زبان کلک چو شمشیر دو پیکر
باشد نہ چنین نیزہ خونخوار کسے را

عاشق بہ فروشی تو متاع ہنر خویش
در دہر نہ بینی چو خریدار کسے را

بحر رمل مسدس

دیدہ دل تا آن مہِ گلفام را
دادہ از کف طاقت و آرام را
اے دل از من ہم دعائے میرسان
بینی از آن سروِ سیم اندام را
از رخِ چون ماہ و زلفِ عنبرین
گہ نماید صبح و گاہے شام را
چون صبا ہم نیست محرم نزد دوست
با کہ گویم آخر این پیغام را
کے دل اندر زلفِ او گشتے اسیر
دیدمے از آغاز اگر انجام را
از پے قتلم ز ابرو و مژہ
گہ کشد تیر و گہے صمصام را
دین و دل دادہ ست اندر عشق تو
مے نہ پرسی عاشق گمنام را

از پے صید دلم از چین زلف
گسترانیدی ز ہر سو دام را

بادہ گر **عاشق** نداری روزِ ہجر
کن ز خونِ دل لبالب جام را

بحر رمل مقبوض مکفوف فعلاتن معلاتن فعلاتن فعلات

خاک گشتیم و نہ شد کوئے بتے منزلِ ما
ماند افسوس بسے دردِ ہوس در دلِ ما
گرچہ از ہجر رُخت دادنِ جان مشکل بود
کرد آسان نگہۂ ناز تو این مشکلِ ما
کشتۂ تیغِ نگاہیم عجب نیست اگر
عوضِ سبزہ دمد تیر و سنان از گلِ ما
بحرِ غم را نبود ہیچ کرانے یا رب
کنارہ
کہ بمردیم و عیان مے نبود ساحلِ ما
آہ زان دم کہ چہ بشنید صدائے مجنون
گفت لیلی کہ بہ بندید کنون محملِ ما
خیزد آواز انا الحق ہمہ از نالۂ چنگ
ساحتِ سینۂ منصور بود محفلِ ما

ساغرِ عشقِ بتان گیر تو **عاشق** شب و روز
کہ جز از عشق نباشد بجہان حاصلِ ما

اداے ابروئے خمدار اے دل دیدۂ گویا
کہ مثلِ مرغِ بسمل در برم تفتیدۂ گویا
تو ہم اے شوخ رنگ شامِ ہجران دیدۂ گویا
ز رنگ چہرہ ات پیدا بود ترسیدۂ گویا
خوشا طالع زہے قسمت زبان بخشدۂ گویا
ہزاران صنعتِ نادر دران پوشیدۂ گویا
سخن گفتی گہر سفتی ز لعلِ لب دُر افشاندی
ہزاران نکتۂ سنجید نی سنجیدۂ گویا
چکد از ہر رگِ چشم سیہ خونِ نابہ مستی
شرابِ ناب از دست کسے نوشیدۂ گویا
ز گردشہائے چشمِ بیوفایت صاف بنماید
کہ صدہا دیدۂ نادیدنی ہا دیدۂ گویا
بفرقت ہم وصالِ تو دوری نے گیرد
خیال
مثالِ کاغذِ وصلی بمن چسپیدۂ گویا
شمردم کز ہمین رو مدعایم ناگوار آمد
اسیرِ دامِ عشقِ مدعی گردیدۂ گویا
خیالِ چینِ گیسویت مرا در پیچ و خم دارد
بسانِ عشقِ پیچان با دلم پیچیدۂ گویا

زمین زیرِ قدم چرخِ فلک بالای سر کردی
زگردشہاے نیرنگی مرا سائیدۂ گویا
فغانم در شبِ فرقت ازان سوئے فلک رفتی
تحیر میکنی زین سان صدا نشنیدۂ گویا
نہ چون بر خویش نازم تیرِ نازت بر دلم جا کرد
بقتل از صفِ عُشّاق مارا چیدۂ گویا
دلم را چون مگس از عنکبوتِ چشم میگیری
مرا در تار تارِ صد بلا پیچیدۂ گویا
فرستادی عدو را بہرِ پرسشہای بالینم
چنان پرسیدۂ مارا کہ ناپرسیدۂ گویا
اگر فہمِ رسا داری بہ بین طبعِ روانم را
چنین نازک سخن شاعر بگیتی دیدۂ گویا

دلت یادِ بتان دارد لبت کام از فغان دارد
چنین خوابیدۂ **عاشق** کہ ناخوابیدۂ گویا

تو ذکرِ غیر بنمودی نمک پاشیدۂ گویا
مثالِ خندۂ زخمِ دلم خندیدۂ گویا
مرا کُشتی جزاک اللہ قاتل سُرخرو کردی
زآبِ تیغِ ابرو آبرو بخشیدۂ گویا
دلا زان خوش کنی چون ہاوہوئے لن ترانی ہا
تپیدنہائے مُرغِ نیم بسمل دیدۂ گویا
بقربانِ سرت گردم دلم از یک نظر بُردی
متاعِ زندگانی از برم دُزدیدۂ گویا
ندارد انتہائے قعر تا یابم قرار آنجا
خراشِ دل مزارم را چنان کندیدۂ گویا
مگر تو بیگناہی را گناہے بشمری قاتل
بدین سان میکشی مارا گناہے دیدۂ گویا

قطعہ

تو غفاری و ستاری سیاست بیکران باشد
گنہ بخشیدۂ مارا خطا پوشیدۂ گویا
ندامم از داغِ عصیان تیرہ اکنون آفتابستم
زآبِ بے نیازی داغِ دل شوئیدۂ گویا
ہمہ جا ہاست جائے تو و جائی ہست بیجائی
ترا در دل بود جا و نہان از دیدۂ گویا
خیالِ توسنِ طبعم ازان سوئے فلک تازد
نواہائے کہ میدارم تو ہم نشنیدۂ گویا

ہجومِ درد و غم داری و غمخواری نمے بینی
بسانِ خار و خس **عاشق** تو ہم بالیدۂ گویا

ردیف باے موحدہ

بحر رمل سالم - فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

تا زگیسو بر رخِ گلگون فگند آن مہ نقاب
در شب دیجور گویا گرد پنہان آفتاب
دل بر اسباب جہان بندد کجا اہلِ خرد
کین فضائے عالم امکان بود یکسر سراب
از رخِ رنگین او دارم دلے لبریز خون
وز قد دلجوئے او باشد مرا چشمے پر آب
اینچنین کو خون عاشق ریزد اندر نفس
مے ندارد ہیچ پروا گوئی از روزِ حساب
تشنۂ دیدارم و مست الستم از ازل
آب کے باید مرا ساقی بدہ جامِ شراب
گر دل بیتابِ من در وے نمے گردی مکان
زلفِ مشکین ترا ہرگز نبودے پیچ و تاب

مے ندارد غیر وصل دوست اصلاً آرزو
گر دعاے **عاشق** دلخستہ گردد مستجاب

بحر ایضا

از رخِ تابانِ خود بردارد آن مہ گر نقاب
محشرے گردد عیان شرمندہ گردد آفتاب
ایدل ایدل زینت دنیائے دون ہیچ است ہیچ
وین حیاتِ مستعار ما بود نقشے بر آب
ناصحا در ہجر آن مہر وجہے پرسی ز من
آہ بر لب دست بر سر دارم و حالِ خراب
این بود خونِ جگر کو را ہمی دانی شفق
وین بود دودِ دلِ من کش ہمی خوانی سحاب

عاشق رنجور را جان بر لب آمد در فراق
اے اجل لطفے کن و برہان مرا ازین عذاب

بحر رمل مقبوض مکفوف

اے دلِ خستہ شفا از لبِ جانان مطلب
غیر جان دادن ازان ناوک مژگان مطلب
قطرۂ اشک مرا ساز تو آویزۂ گوش
اے بت ماہ جبین لعل بدخشان مطلب
ایدل از روز ازل بودہ مرا این رسم
غیر کین پروری از گنبد گردان مطلب

این نه دزدیست کہ چیزے برد و باز دہد　　دل سودا زدہ زان کاکل پیچان مطلب
سینہ ام گشتہ چو از داغ تو رشکِ گلزار　　باغ و گلشن دگر اے سروِ خرامان مطلب
ہر نفس سینۂ مجروح شگافد از ہم　　بخیۂ زخم دل از سوزنِ مژگان مطلب

چون بجز وصل دوائے نبود ہجران را
چارۂ عشق تو **عاشق** ز طبیبان مطلب

ردیف تا

مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

مژگانِ درازِ تو نہ بس نشترِ جان است　　کین چشم پر از خوابِ تو غارتگرِ جان است
کے دیدہ توانم ز جمال تو فرو بست　　کان عارض چون ماہ توام منظرِ جان است
جان بستۂ جانان بود و من پئے جان　　دل را چہ توان گفت کہ فرمانبرِ جان است
از دوست جدائی نتوان جست بہر حال　　دل را چہ توان گفت کہ قربان برِ جان است
از بہرِ نثار تو خرد تابعِ دین است　　وز بہرِ سرِ کوئے تو دل رہبرِ جان است
با لعل لبش جان چہ زند دم ز مساوات　　کان جوہرِ تن باشد و این جوہرِ جان است

عاشق بسرِ زلفِ تو دل داد و لیکن
با خود نگہش دار کہ این جوہرِ جان است

بحر ایضا

در ہجرِ تو خونابہ ام از چشم روان است　　وز بہرِ تو ہر دم بلبم آہ و فغان است
چون وضع مژہ بادہ نہ خالیست ز حکمت　　مے دہ کہ دران فائدہ ہر دو جہان است
تن سوزد و جان سوزد و افلاک و زمین را　　دل از تپ ہجرِ تو چنان شعلہ فشان است
بس دل کہ بشد آن طرف و باز نہ آمد　　اے دل تو بہش باش کہ آن کوئے بتان است
غافل نشود شیفتۂ دہرِ دنی زاد　　کین رہزنِ دین برہم زن صد پیر و جوان است

تا ناوکِ مژگان بدلم سخت رساند
ابروے تو خم گشته ازان ہمچو کمان است

عاشق نه فقط در غم تو سوخته جان گشت
گل داغ به دل دارد و بلبل به فغان است

بحر مجتث

چو دوش از برم آن ماه بے نقاب گزشت
زچشم ہائے ترم دجله دجله آب گزشت

زجام بادهٔ گلگون علاجِ پیری کن
کنون که وقت ہوسناکی و شباب گزشت

بیا بیا که ہنوزم کبابِ دل باقیست
اگرچه دورهٔ جام و گه شراب گزشت

ہر آنکه گشت زناسرا این جہان آگاه
بسان سیل عیان گشت چون حباب گزشت

بجاست ولوله کان شوخ بے حجاب آمد
بپاست حشر که آن ماه بے نقاب گزشت

نشاط و رنج جہان را ندان ثبات اے دل
که موسمِ طرب و دورِ انقلاب گزشت

گزشت از سرِ جان **عاشق** از رهِ غیرت
به بزمِ غیر چو آن شوخ بے حجاب گزشت

بحر ایضا

ردیف ثاء

مرا بدیدن گلزار یار شد باعث
نه عندلیب و نه فصلِ بہار شد باعث

نه مہر و ماه عبث روز و شب شوند نہان
که تابِ عارضِ پرنورِ یار شد باعث

بلا سبب نه شد اندر زمانه این طوفان
که گریه ہائے دلِ اشکبار شد باعث

ز کوئی دوست نه من خود بخود برون گشتم
چه گویمت که غم و اضطرار شد باعث

ازان بہمرهٔ باد صبا بدیدم یار
که ضعفِ تنم و جسمِ نزار شد باعث

ز شوق روے تو اندر لحد طپد **عاشق**
که این نه محنت قبر و فشار شد باعث

ردیف جیم

بحر رمل مقبوض مکفوف

طرز ناز و رم آن شوخ ادا را چه علاج
وان خم و چین سر زلف دوتا را چه علاج

گیرم از دست اجل جان بسلامت ببرم
ناوک غمزهٔ آن ماه لقا را چه علاج

گرچه از چشم رقیبان به نهفتم او را
لیکن این رهبری باد صبا را چه علاج

خود نشینم اگر از هجر تو خاموش ولے
این دل خسته و این آه و بکا را چه علاج

وصل او خواستم از حق شب هجران آمد
کجی طالع و تاثیر دعا را چه علاج

دل برمز نگهه و عقل بایما بردی
این ستمگاری و این جور و جفا را چه علاج

گرچه دزدیده نگه دین و دل و صبر نبرد
عاشقا این روش طرز حیا را چه علاج

دل ز کف بردن و آن طرز غضب را چه علاج
جان بلب بودن و این پاس ادب را چه علاج

زند از تیر مژه صید نگه را هر دم
این ستم پروری و رسم عجب را چه علاج

روز اگر در پس دیوار تو خورسند افتم
آه پے در پے و این نالهٔ شب را چه علاج

گیرم از غمزهٔ او جان حزین سالم گشت
این دل غمزدهٔ ناز طلب را چه علاج

زلف مشکینش اگر صبر و قرارم نربود
آن خم ابرو و آن لعل و لب را چه علاج

در قفایش روے ای دل و صد شوق ولے
آن رم و آن نگه رو به عقب را چه علاج

عاشقا فصل بهارست و گل و عهد شباب
ساقی ماه وش و بنت عنب را چه علاج
شراب انگوری

ردیف جیم فارسی

بحر هزج - مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

ای بلبل نالان مکن این آه و فغان هیچ
چاره نبود در غم هجران بتان هیچ

بے مطرب و گلزار و مے و بر لبِ معشوق
حاصل نشود فائدہ کون و مکان ہیچ

چون عالم امکان ہمہ فانیست سراسر
پس آمد این فصل بہاران و خزان ہیچ

عمریست کہ جان میدہم و خوابش آمد
در چشم من از ہجر تو اے سرو روان ہیچ

میکرد ہمی جلوہ ز ہر سو رُخِ دلدار
زان بیش کزین چرخ نمے بود نشان ہیچ

چون محو بہ عشق تو شدم ہیچ خطر نیست
باشد نہ مرا فکر ز آسیبِ جہان ہیچ

کردیم نثارِ سر کویت دل و جان را
دیدیم چو آسودگی باغِ جنان ہیچ

جز بے اثری در غم ہجر تو ندیدم
زین نالہ و زین دیدۂ خونابہ فشان ہیچ

عاشق نہ بود رسم وفا در گلِ خوبان
دم مے نزن از عشق تو با لالہ رُخان ہیچ

ردیف الحاء

بحر رمل مقبوض مکفوف

خوش بود بادہ در اطرافِ گلستان دمِ صبح
خاصہ با دلبرِ طنّاز و غزلخوان دمِ صبح

ترسم از خواب شود دیدۂ نرگس بیدار
بلبلِ خستہ کمن نالہ و افغان دمِ صبح

رفت سوئے چمن آن رشکِ گلِ تر امروز
کردہ گل پارہ از آن جیب و گریبان دمِ صبح

اے بسا دل کہ شود زار و پریشان و فگار
چون پریشان کنی آن کاکلِ پیچان دمِ صبح

چہ عجب گر بہ تنِ خستۂ من جان آید
گر صبا بوئے تو آرد بمن این سان دمِ صبح

شمع سان جان دہم از ہجر تو اے یار آخر
با دلِ سوختہ و دیدۂ گریان دمِ صبح

مے ندارند بجز نالہ و افغان کارے
عاشقِ روئے تو و مرغِ سحرخوان دمِ صبح

ناید از شرم برون تا بدم صبحِ ابد
مہر بیند اگر آن روئے درخشان دمِ صبح

لذتِ عمر بود باجبتِ گلرو رفتن
با دف و چنگ و چغان جانبِ بستان دمِ صبح

لالہ بنہاد ز رشکِ رُخِ او داغ بدل
شد چو سوئے چمن آن نو گلِ خندان دمِ صبح

بلبل زار بطرز تو شود شید ائی
عاشقا سوے چمن تو غزلخوان دم صبح

ردیف الخاء

بحر مضارع مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

از عکس لالہ مے نہ نماید بہار سرخ
کز عکس روے تست کہ شد لالہ زار سرخ
بارم زہجر روے تو ہر لحظہ اشک خون
زان رو مراست دیدۂ گوہر نثار سرخ
نبود عجب کہ از اثر شوق روے تو
خیزد ز خاکم از پس مردن غبار سرخ
از دود آہ من شدہ چرخ برین کبود
وز داغ سینہ ام شدہ سنگ مزار سرخ
نگرفتہ رنگ پنجۂ رنگینش از حنا
کز خون عاشقان شدہ دست نگار سرخ

رنگے ندشت خون تو عاشق بہ نزد یار
زان رو نگشت دامن آن شہسوار سرخ

ردیف الدال

بحر ہزج مسدس محذوف مفاعیلن مفاعیلن فعولن

فلک گردیست از کوے محمدؐ
قمر عکیست از روے محمدؐ
جہان را پر کند از نافۂ چین
شمیم چین گیسوے محمدؐ
بہشت از بہر آن باشد کہ سجدہ
کند در طاق ابروے محمدؐ
بود شرمندہ اندر خلد طوبے
ز سرو قد دلجوے محمدؐ
نسیم آرد حیات جاودانی
گر آید از سر کوے محمدؐ
بود تا حشر باز از شوق دیدہ
اگر بیند دمے سوے محمدؐ
ز اعجازش بشد شق سوز روشن
قمر چون دید نیروے محمدؐ
از آن بویند گل را از سر شوق
کہ دارد بوے از خوے محمدؐ

چنان محوم زشوق نام پاکش
که هر سو آیدم بوے محمد

هزاران موج دریا زد ولیکن
نیامد تا به زانوئے محمد

ازان نازد بخود عنبر که بوئے
شنید از خلق نیکوئے محمد

بود در نزد او فردوس دوزخ
هر آن کو دیده مشکوئے محمد

فلک زان رو مدوّر شکل باشد
که تا روزے شود گوئے محمد

امید من بود آخر که روزے
شوم خاک سر کوئے محمد

ازانش بر ملک فخر است هر دم
که شد **عاشق** ثناگوئے محمد

بحر رمل مقبوض مکفوف فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلات

ازازل درد و غم و آه و فغانم دادند
سینه پرسوز و زبان شعله فشانم دادند

دل و دین و خرد و تاب و توان و طاقت
بگرفتند و فقط مهر بتانم دادند

سوئے مسجد زچه رو باز روم اے زاهد
چون ره میکده امروز نشانم دادند

هر زمان پیش نظر هست مرا صورت یار
ازازل چونکه دل آئینه سانم دادند

حیف صد تیغ شکستند و سبکدوش نه شد
این نه سر بود که بس بار گرانم دادند

اشک خونین و تف آه و دم سرد مدام
در شب هجر تو اے سرو روانم دادند

هرچه دادند همان چو زِ ازل بود نصیب
چند گوئی که چنین بود و چنانم دادند

کشته ناوک مژگان شدن و دم نه زدن
هرچه میخواست دل خسته همانم دادند

گرچه از غمزه بکشتند بتانم لیکن
از لب لعل شکر ریز روانم دادند

تا کنم مدح و ثنائے شه لولاک بیان
زان سبب خاصیت نطق و بیانم دادند

روم از هند بسر جانب یثرب **عاشق**
کز قضا و قدر از موت امانم دادند

بحر رمل مثمن مخبون محذوف فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

صبح دم از سرِ کوئے تو صبا می آید
دلربایانہ بصد ناز و ادامے آید

از تو اے شوخ نہ رحم و نہ وفا می آید
کشتن و سوختن و جور و جفامے آید

ناوک غمزۂ دلدار دلا باز رسید
باخبر باش کہ این تیر قضامے آید

بوئے خون مے شنوم باز زباد آہ مگر
از سرِ کوئے تو اے ماہ لقامے آید

بسکہ بر خوایش تپید ہر نفس اندر دم نزع
بہر بیمارِ تو از مرگ دوامے آید

تشنہ لب بر درِ میخانہ تو آن چند نشست
مژدہ اے دل کہ کنون ساقیٔ مامے آید

می نداری خبر اے شوخ کہ اندر شبِ ہجر
بر سرِ **عاشق** دل خستہ چہامے آید

بحرِ ہزج مثمن سالم - مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

ز چہرش پرتوی بر چرخ رفت و مہرِ رخشان شد
ز قدش در چمن عکسے فتاد و سروِ بستان شد

عرق افشاند روئے یار دیگر دُرِّ غلطان شد
چکید از چشمِ من خونین سرشکے جملہ مرجان شد

نخواہد جامۂ جان ماند بر تن بعد ازین باقی
کہ بازم دستِ وحشت مائلِ چاکِ گریبان شد

ببالینم بہ گاہِ نزع چون آن مہ جبین آمد
ز شوقِ مقدمش جان در تنِ من پائے کوبان شد

الا ای ہمنشین من حالِ دل چہ مے پرسی
کہ از تابِ شرارِ حسنِ روئے یار بریان شد

سوئے صحرا دمے بخرام یارا سرو سان کایدون
ز عکسِ داغ و اشکِ خونِ من رشکِ گلستان شد

الا اے ماہِ سیمین تن چہ شد جامِ مے و ساقی
کہ ایامِ زمستان رفت و ہنگامِ بہاران شد

بجز جانِ حزین باقی چہ باشد تا فدا سازم
کہ بس یک دل مرا در سینہ بُد وان نذرِ پیکان شد

شبِ ہجران چو یادِ عکسِ روے او بدل آمد
شبِ تاریک از یادِ رخش روزِ فروزان شد

کمال و جوہر و رحم و مروت شرطِ انسان است
نہ انسان باشد آن کو نامِ او در لفظِ انسان شد

بمحفل شمع گرید ہر نفس در عشق روئے تو
نہ تنہا **عاشق** شوریدہ در عشق تو گریان شد

بحر رمل مقبوض مکفوف

ماه من لعل لبش قند مکرر شکند
زلف پرپیچ و خمش قیمت عنبر شکند

به چمن گرچه از پاے قد سرو سهی
رونق نسترن و لالهٔ احمر شکند

تیر مژگان به کمان خانهٔ ابرو چو نهد
مرغ دل در بر من از شوق همی پر شکند

خوب رویان همه انگشت تحیر خایند
روزے ار عشوه کنان طرف کله بر شکند

کند ار جلوه دمے آن رخ همچون قمرش
پرتوش شعشعهٔ مهر منور شکند

یارب این تشنهٔ خون کیست که از تیغ جفا
هر نفس خاطر درویش و تونگر شکند

دامن وصل بتان چون بکف آید **عاشق**
صعوه کے پنجهٔ عنقاے مظفر شکند

بحر هزج مثمن سالم

نگر امشب ببزمم آن بت طناز مے آید
که مرغ روحم اندر جسم در پرواز مے آید

نمی دانم کدامی مانده باقی از دل دونیم
که بهر بردنش آن سرو قامت باز می آید

ز بس در هجر نالیدم دمادم بعد مردن هم
هنوز از هر بن مویم دو صد آواز مے آید

ز صوت قمری و بلبل تو گوئی از چمن هر دم
نوائے بربط و تنبور و چنگ و ساز مے آید

نمیدانم دهد صد جان چه سان از یک شکرخند
که این شوخی نه از سحر و نه از اعجاز مے آید

یقین دانم که خواهند اهل محشر داد جان از تو
گر آن چهره بمحشر هم بدین انداز مے آید

ایضاً بحر هزج مثمن سالم

سمن زلف پرخم را پریشان هر زمان دارد
نمی دانم دگر در سر چه بهر عاشقان دارد

کشیده خنجر مژگان به ناز آن ترک مشکین مو
مرا زان خنجر مژگان همی در خون تپان دارد

نپرس از من که قتلِ عاشقِ مسکین کرد آخر
بپرس از آن مه گلرو که تیغ خونچکان دارد

نمیدانم خبر زاهد ندارد از نگار من
که بر لب ذکر جور و قصهٔ باغ جنان دارد

دلِ غمدیده از عشق رُخ چون ارغوان دارد
همیشه ز اشک خون دامن برنگِ ارغوان دارد

چو تیر غمزه اش سازد مرا نفی ابد هرگز
چه سود از آن لبِ لعلش حیاتِ جاودان دارد

مزن این سان سرِ گیسوئے مشکین بر اُبتا شانه
که دران این دلِ مجروح **عاشق** آشیان دارد

بحر رمل مقبوض مکفوف

جلوه روئے نگار آن بدلِ شیدا کرد
که بموسیٰ اثرِ جلوه گهِ سینا کرد

چند روزیست که از دل خبرے نیست مرا
گوئیا رفت و بزلف صنمی ماوے کرد

شد پریشان و دلِ غمزده را مجنون ساخت
فتنهٔ تازه سرِ گیسوئے او برپا کرد

خواستم عشق تو در سینه نهان دارم لیک
چشم گریان و رُخ زرد مرا رسوا کرد

قطرهٔ در ازل از چشمِ دلِ **عاشق** ریخت
آسمان آمد و نامش بجهان دریا کرد

بحر خفیف فاعلاتن مفاعلن فعلات

بله ساقی بهار مے آید
موسمِ لاله زار مے آید

از صبا بوئے یار مے آید
دل و جان را قرار مے آید

دل و دین را ربود از پئے جان
دگر آن گلعذار مے آید

مے تپد دل بسینه ام هر دم
مگر آن شهسوار مے آید

ساقیا وه تو جام پے در پے
که بدین سان خمار مے آید

با بتِ لاله رو به صحن چمن
جام مے خوشگوار مے آید

دل به هجر تو سوخت در شبِ غم
بویش از جسمِ زار مے آید

مژدہ اے دل کہ بعدِ مردن یار
یک دمستم بر مزار مے آید
در شبِ ہجر آن نگار اجل
بر سرم بار بار مے آید
گر نہ سازم فدائے مقدمِ او
دل و دین کس چہ کار مے آید

ہر سحر بہر سجدۂ درِ دوست
عاشقِ دل فگار مے آید

بحرِ رمل مقبوض مکفوف

اے خوش آندم کہ جز از یار مرا یار نبود
پردۂ چشم میان من و دلدار نہ بود
ہر چہ در صفحۂ دل دیدہ تماشا می کرد
ہیچ نقشے بجز از نقش رُخِ یار نبود
نرگس پر فتنش این ہمہ نیرنگ نداشت
تیغ ابروئے کجش این ہمہ خونخوار نبود
کشتۂ ترک نگاہش بند این سان ہر کس
وین چنین رہزنِ دل آن بُتِ عیار نبود
کعبہ و بتکدہ و صومعہ گر بود ولے
در میان سبحہ و سجّادہ و زنار نبود
بلبلِ عشق ز گلزار رخش داشت فغان
لیکن اندر قفسِ حسن گرفتار نبود

تا کہ **عاشق** نشد از تیر غمش غرقۂ خون
باللہ از فرقت آن شوخ خبردار نبود

بحرِ مضارع - مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

گر عاشقان وصالِ ترا آرزو کنند
اول بہ کنجِ خانۂ دل جستجو کنند
گردد ملوث از گلِ عصیان جودِ زُہد
گر جامۂ گناہِ مرا شستشو کنند
ہر دم خدنگِ نازِ تو از ہم شگافدش
صد بار اگرچہ چاکِ دلم را رفو کنند
از عکسِ جام وادیِ ایمن شود عیان
گر مے بیاد روئے تو اندر سبو کنند
در طاقِ ابروئے تو چو عشاق رو نہند
لازم بود ز خونِ دل اول وضو کنند
واعظ دہد چہ خوف شدید العقاب را
رندان بیان آیۂ لا تقنطوا کنند

عاشق ز رشک خون بہ تنم جوش تا زند
چون زاهدان ز حور جنان گفتگو کنند

ردیف ذال

بحر مجتث

رموز عشق بجانم بود چنان نافذ
که تیر ناز تو در جسم ناتوان نافذ
بغیر احمد مرسل که باشد اندر دهر
که حکم او بود اندر تن و روان نافذ
کند نفوذ چنان تیر آهم اندر چرخ
که نوک خار نگردد در ارغوان نافذ
بود فراق تو گوئی یکے بلائے عظیم
که گشته در شب هجران ز آسمان نافذ
چنانکه تیر قضا نافذ است آن سان هست
بسینه ناوک مژگان دلبران نافذ
چگونه عشق سرایت نمودے اندر دل
اگر نه حسن تو مے بود در جهان نافذ
ز جان و صبر و تن و دین و دل بغارت برد
که گشت عشق تو در مغز استخوان نافذ
اگرچه چرخ برین را بسوخت از تف سوز
نگشت ناله ام اندر دل بتان نافذ

ز عشق روے تو عاشق نداده دل اکنون
که بود مهر تواش از ازل بجان نافذ

ردیف رای مهمله بحر مجتث

ز هجر روے تو در خود طپیدنم بنگر
بکوه و دشت و بیابان دویدنم بنگر
اگر بحال دل خسته ام نمے نگری
ز مژه قطرهٔ خونین چکیدنم بنگر
ز حسرت لب شیرین آن سهی قامت
لب خیال بدندان گزیدنم بنگر
بسان رنگ رخ عاشقان بگاه نگاه
ببال شوق بسویش پریدنم بنگر
بعجز سر بقدومش نهادنم تو ببین
بغمزه دامنش از کف کشیدنم بنگر
ز یک نگاه تلطف مکن دریغ ای شوخ
باین تضرع و زاری رسیدنم بنگر

مگو که عشق بتان چون کند اثر عاشق
کمان صفت بجوانی خمیدنم بنگر

بحر رجز مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن

چین بر جبین و پر عرق آن عارض پاکش نگر — وان نرگس مستش ببین ابروئے سفاکش نگر
ناصح چه می پرسی ز من احوال آن شیرین سخن — هر لحظه صید غرق خون بسته بفتراکش نگر
شد محو رویت همچو من گل از دل و جان در چمن — آن چشم پر خونش ببین وان دامن چاکش نگر
سوز درون عشق را از دل چه پرسی ناصحا — هر لحظه از درد جگر آه شررناکش نگر
دل بردن و جان سوختن از طرز رفتارش ببین — صبر و خرد بردن ز کف از چشم بیباکش نگر
عاشق چه گوید کز غمت چون است حالش روز و شب — افغان و فریادش ببین چشمان نمناکش نگر

رسم وفا از کف نداد عاشق پس از مردن هنوز
هر صبح با باد صبا در کوئے خود خاکش نگر

بحر مضارع مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات

طرز نگاه و رسم وفا را چه اعتبار — آئین مهر و ترک جفا را چه اعتبار
صبر و قرار نفس اگر برد برد لیک — دل را نگاه دار بلا را چه اعتبار
اے دل حدیث عشق میار از زبان لب — با هوش باش باد صبا را چه اعتبار
گاہے شود شکسته و گاہے شود درست — قول نگار و توبه ما را چه اعتبار

عاشق خیال وصل نگار از چه رو کنم
در بزم شاه شخص گدا را چه اعتبار

بحر رمل سالم

چون نباشد آن پری پیکر بهر اغیار یار — کین دل مسکین نے یابد دران دربار بار
از سر زلف گره گیرش رها کن دلبرا — دارم آخر یک نفس با این دل افکار کار

گر نباشد ذوق عشق مہ رخانش آرزو
نزد من واللہ باشد این دلِ غمخوار خوار

ہان بود وقت انا الحق ای دل غمگین ازانکہ
عشق برپا کردہ اندر کوچۂ دلدار دار

در غمِ عشق بتان ازبسکہ دارم سوزِ دل
جائے خون آید برون از ہر رگِ زنّار نار

ہر سحر از فرطِ شوقِ عارضِ آن گلعذار
ہمچو بلبل نالہ اندر دامنِ گلزار زار

روز **عاشق** در فراق روے آن مہرو بود
چون شب از جور و جفائے چرخ کجرفتار تار

بحر مجتث

فروغ روئے چو ماہِ تو رشکِ جلوۂ طور
غم فراق تو در سینہ روکشِ ناسور

بغیر قلقلِ مینا ز خاک کے خیزم
بگوش من اگر آید صدائے نفخۂ صور

ز فرقت تو زمے آنقدر تنفّر گشت
بہ زخم دل نہ مرا ماند خواہشِ انگور

ز نوک ناوک مژگان آن پری پیکر
تمام ساخت دل شد چو خانۂ زنبور

زبسکہ صوت انا الحق ہمے ازان خیزد
فضائے محفلِ ما گشتہ سینۂ منصور

گمان وصل تو دارد مرا بدل نزدیک
خیال ہجر تو دارد مرا ز خود مہجور

بیا و از غم جان کندنم رہائی دہ
اگر کہ قتلِ منِ خستہ ات بود منظور

فزودہ درد و غمم آن دو سنبل مشکین
ربودہ دل ز کفم آن دو نرگسِ مخمور

چنین کہ کینۂ اہلِ ہنر بدل دارد
ز جورِ چرخ چہ سان می توان شدن مسرور

چو عندلیب نالد چگونہ این دلِ زار
کہ گشت از رخِ آن گلعذار آخر دور

ز فرطِ طاعتِ حق جان دہم اگر دانم
کہ در بہشتِ برین چون توئی دہندم حور

بغیر آنکہ خود از خویش مے شوم غائب
ہمیشہ جلوہ دلدار باشدم بحضور

زبسکہ در دل **عاشق** بہ شد ہجوم الم
محال نیست کہ گاہے کند سرور عبور

ردیف الزاء بحرِ مضارع

دل را ربود نامده اندر نظر هنوز
وین طرفه تر که نیست مرا هم خبر هنوز
گرچه نکرد یک نگه آن گلعذار بیش
تیر نگاه او خلد اندر جگر هنوز
یک جلوه کرد روئے تو اندر ازل بناز
وان طرز جلوه مے بردم در بدر هنوز
تیرِ فراق باز زهم پاره سازدش
ناکرده بخیه زخم دلم بخیه گر هنوز
آید صدائے نفخهٔ صور از شبِ فراق
در هجر آن نگار نگشته سحر هنوز
اے چاره گر به مرهم زنگار سود نیست
فصّاد عشق مے زندش نیشتر هنوز
بگذشت آه من اگر از آسمان ولے
ناآشناست لیک دعا از اثر هنوز
یارب چه شعله بود بجانم که بعدِ مرگ
ریزد ز دامن کفن من شرر هنوز

عاشق اگرچه خاک شد اندر غمش ولے
خاکش فتاده بر سر آن کوئے در هنوز

بحر مجتث

کند بخاک شهیدان گذر چو از رهِ ناز
هزار مرده کند زنده از سر اعجاز
ز رشک عشق نخواهد دلم که تا یک دم
کنم نسیم سحر را به خویشتن همراز
اگر به کلبهٔ من پا گذارد آن مهرو
ز شوقِ جان و دل و دین و هم به پا انداز
صفیرِ بلبلِ نالان ز گلستان برخاست
ز شوق خون من آمد بجوش در تن باز
کنون که عهد شباب است و فصل فروردین
بخانه باید و چنگ و شراب و بربط و ساز
عجب بود که دل و جان و دین شود سالم
اگر بسوئے من آئی تو با چنین انداز
چو صبر و دین و خرد رفت جمله از کفِ من
به هجر جز دل نالان که با شدم دمساز
بیا بیا که به هجر تو عنقریب بود
که مرغ جان کند از قالب بدن پرواز

رموزِ عشق بهر نا سزا مگو **عاشق**

که نیست هر کسے اندر زمانه قابل راز

ردیف سین

بحر هزج اخرب مفاعلن مفاعیلن مفاعلن مفاعیلن

عاشق رخ یارم لذت غم از من پرس
کشتهٔ غم هجرم شور ماتم از من پرس
خال روے گندم گون برده از کف من دل
چون فریب شیطان خورد حال آدم از من پرس
سینه زخم و دل فگار در فراق آن دلدار
رسم ناله از من خواه درد مرهم از من پرس
این بود مرا شیوه وان بود مرا آئین
اشک خون چسان ریزد چشم پرنمم از من پرس
زهر هجر دلدارم شد بجان و دل کاری
تا ان بود گه مردن لذت سم از من پرس
من که محو ذاتستم جمله رایکے دانم
رمز عشق از من جو اسم اعظم از من پرس

دل چسان برد دلبر جان چسان دهد عاشق
آن زمن چو پرسیدی وین دگر هم از من پرس

بحر هزج مقبوض مکفوف

دل دادن و این بیخبرے را چه کند کس
جان بردن وان فتنه گری را چه کند کس
بر ناله نمودن همه افلاک و لیکن
تا وے نرسد بے اثری را چه کند کس
گیرم که خود از شوق بسویش نه نهم رو
دل بردن آن رشک پری را چه کند کس
گر عشق تو از دیدهٔ اغیار نهان ساخت
غمازی باد سحری را چه کند کس
گیرم که شود ضبط فغان در دل مجروح
بیتابی و آشفته سری را چه کند کس
بیساخته هر سو چو روان سیل سرشک است
در هجر تو این پرده دری را چه کند کس

گویند بمرد از نگه ناز تو عاشق
این ماتم و این نوحه گری را چه کند کس

بحر رمل مسدس

در فراق روئے جانان هر نفس
این دلِ شوریده نالد چون جرس
از هجوم لشکرِ آه و الم
تنگ شد بر من جهان همچون قفس
گاهِ موت است اے سمن بر رحم کن
وقت نزع است ای پری فریادرس
نیست کارم با اجل زین پس که هست
بهر مردن تیر مژگانِ تو بس
کے به هجران خوابد آن مهجور کو
بستر جان باشدش پر خار و خس
گوشهٔ تنهائی و جامِ شراب
خوش بود با یار بے بیم عسس
هم ترا از خویشتن خواهد مدام
نیست در عشق تو عاشق بوالهوس

ردیف شین

بحر ہزج سالم

اگر دستم رسد بار دگر تا چاکِ دامانش
جدا سازم دل شوریده را زان زلفِ پیچانش
شود پرخون برنگ شیشهٔ جام در گیتی
هران دل کو ندارد ذوقِ فکر و ذکر جانانش
نه بینم غیر لختے از دل مجروح در سینه
برون آمد مگر لخت دگر با نوک پیکانش
حدیث عشق اندر پردهٔ جان راز میگوید
زمانے کو که تا افشا نمایم نزد یارانش
اگر داری هوائے ناله و افغان دلا من هم
ز چشم تر مهیا کرده ام اسبابِ طوفانش
عجب دردیست دردِ عشق کو را نیست درمانے
عجب بحریست بحرِ غم که پیدا نیست پایانش
نمی دانم چه آمد بر سر عاشق ز هجر امشت
که مے ناید صدائے ناله و فریاد و افغانش

بحر رمل مقبوض مکفوف

دوش در دیر مغان مغبچهٔ باده فروش
برد از یک نگهم طاقت و صبر دل و هوش
هر بن موئے من از شوق در آمد فغان
هر رگ جان من از عشق در آمد بخروش
شوق از هر طرف آماده بفریاد و بکا
عشق هر سو باشارت که دلا هان خاموش

اندر رم وحشت دل طایر جان در طیران
وز تف شعلهٔ غم خون به تن زار به جوش
هر طرف نالهٔ ساقی و من از خود بیخود
هر نفس قلقل مینا و من از غم مدهوش
حیرت آوازه فگن از چپ و از راست بدل
هر طرف صوت انا الحق ز سروشم در گوش
همه تن محو چو آئینه ز افراط نظر
تا کرا بخت رسا آوردم در آغوش
من چنین واله و سرگشته که آگه آمد
ز نهان خانهٔ تقدیر ندائے ز سروش
که بهش باش که این جلوهٔ فیض ازل است
حلقهٔ عشق کن از یمن سعادت در گوش
همه رندانند ولے واقف اسرار دو کون
همه گویا بدل و لیک زبان ها خاموش
گر تو هم آرزوے سر حقیقت داری
یک دو جام از کف این مغبچگان گیر و بنوش
بنه این خرقهٔ سالوس و ریا را به کنار
مست عشق ازلی می شو و زنار بپوش
از بد و نیک جهان هیچ نگردی آگاه
چون شدی بر در تسلیم و رضا حلقه بگوش

نیست گر وجه می آماده ترا ای **عاشق**
دل و دین و خرد و صبر و روان را به فروش

بحر هزج سالم

تپد مرغ نگه از بیم ترک چشم خونخوارش
بخود لرزد ز دهشت سایه از انداز رفتارش
عبیر بادهٔ مستی ست لعل گوهر آمیزش
شهید جلوهٔ نازست تاب رنگ رخسارش
کجا سالم تواند کرد آنکس جان شیرین را
که با چشم سیه مست تو افتاده سر و کارش
خدا را گر بویش رسد اندر مشام جان
مرا یک لحظه اندازید اندر پشت دیوارش
مقید کرد آخر در خم گیسوے پر چینش
نگفتم مے نشو اے دل اسیر زلف طرارش
هزاران زنده جان بسپارد از طرز نگاه او
هزاران مرده صد ساله برخیزد ز گفتارش
نگو چون شد دل پرخون گرفتار سر زلفش
ببین آن شیوهٔ مستی و آن لعل گهربارش
بیا رحم زد بهم این چشم گریان که مے ترسم
نسیم جنبش مژگان کند از خواب بیدارش

بیک ایمائے ابروئے تو جان از کف نہد عاشق
کہ اندر ہجر تو مردن نباشد ہیچ دشوارش

ردیف صاد بحر مجتث

دل مراست بہ زلف بتان چنان اخلاص
کہ روح را نبود آنچنان بجان اخلاص
لب منست بدین نالہ و فغان مشتاق
سر مراست بآن سنگ آستان اخلاص
مراست چشم گہربار از رہِ نسبت
بدان دو لعل لب نوش دُر فشان اخلاص
ازان ز زلف تو ہرگز جدا نگردد دل
کہ مرغ را بود از جان بآشیان اخلاص
ز شوق بوئے تو ہستم بمشک چین مشتاق
بیاد روئے تو دارم بہ گلستان اخلاص
مرا عزیز زبان زان بود کہ او دارد
بذکر مدح شہنشاہ انس و جان اخلاص

انیس مونس شبہائے تار عاشق شد
نباشدش ز چہ با نالہ و فغان اخلاص

ردیف ضاد بحر مضارع

دل از سرِ نشاط و فرح جان دہد عوض
گر بوسہ مرا لب جانان دہد عوض
من از برائے ہدیۂ آن لخت دل ہم
مژگان یار ناوک و پیکان دہد عوض
ہرگز ز کوئے او نہم پاے جان برون
حقّم اگر کہ روضۂ رضوان دہد عوض
امید زندگی ز چہ باشد مرا دگر
دوران بجائے وصل چو ہجران دہد عوض
من در خیال دامن وصلش ولے چہ سود
دستِ فراق چاک گریبان دہد عوض
من آب دیدہ میدہمش دمبدم ازانکہ
فریاد و نالہ سینۂ سوزان دہد عوض

مفت است واللہ اے بتِ سنگدل بگیر
عاشق بیک نگاہ تو ایمان دہد عوض

ردیف الطاء بحر مضارع

نے صرف از تو جور و جفا بوده است شرط
یک لحظه هم طریقِ وفا بوده است شرط

بے گریه یک دمم نبود طاقت و قرار
گوئی بعشق واه و بکا بوده است شرط

باشد ضرور خونِ دلِ بیگناهِ ما
بر دستش ار چه رنگ حنا بوده است شرط

جان از نگاه ناز تو بردن مرا چه سود
در راهِ عشق چونکه فنا بوده است شرط

بیخود وصالِ عشق نگردد به بزمِ حُسن
انداز مهر و رسمِ وفا بوده است شرط

بے پرده می بری دلِ مسکین ز دستِ ما
آخر مگر نه طرزِ حیا بوده است شرط

عاشق گمانِ بد مبر از ذکرِ حالِ خویش
در بزمِ یار بادِ صبا بوده است شرط

ردیف الظاء بحرِ رمل مقبوض مکفوف

مخروش این همه بیهوده خدارا واعظ
کے اثر کرده سخنهاے تو مارا واعظ

هرگز از جورِ بتان می نکنی هیچ سخن
بینی از یک نظر آن ماه لقارا واعظ

من بجا دین و دلِ خویش ز کف میدادم
چه توان کرد مگر حکمِ قضارا واعظ

گر کنی منع دلِ خستهٔ ما معذوری
دیده اے کے تو چنین ناز و ادارا واعظ

دست در چاک گریبان زد و واله گردید
دید هر کس چو من آن زلفِ دوتارا واعظ

دانم آنوقت که سرمست نگردی از شوق
وا چو آن شوخ کند بندِ قبارا واعظ

جز سرِ کوئے بتانش نبود ما و لئے
عاشق از کف ندهد رسمِ وفارا واعظ

ردیف العین بحرِ رمل سالم

در فراقت روز و شب بیتاب و گریانم چو شمع
رشکِ گرم از دیدهٔ پرسوز افشانم چو شمع

از هجوم عاشقان در بزمِ آن شیرین لقا
ایستاده بر سرِ یک پا همی مانم چو شمع

از فراقِ روئے آن زیبا صنم شب تا سحر
اشکِ تر باشد روان از چاکِ دامانم چو شمع

چون نیاشد راضی اندر مرگ کز سوز فراق
پای تا سر نفس گریان و سوزانم چو شمع
چون که راز عشق را در دل نهان دارم مدام
زان سبب هر لحظه اندر بزم خوبانم چو شمع
دامن جان در غم او چاک دارم همچو صبح
وز خیال روئے او با سوز پنهانم چو شمع

می ندانم چیست رمز عشق خوبان عاشقا
روئے آن مه بینم و در بزم حیرانم چو شمع

ردیف الغین بحر مجتث

ازان بسینه زنیشم بود هزاران داغ
که نیست یک دمم از شعله فراق فراغ
چو بے وجود تو باشد وجود من فانی
همان بهست که گیرم ترا ز خویش سراغ
بیا بیا که بیاد رخ تو اے مهرو
ز خون دیده مرا پر بود همیشه ایاغ
بکوئے او بر آهسته اے نسیم سحر
که نازک است مرا درین زمانه دماغ
خجل شوند ز قد و رخ تو بلبل و سرو
اگر بناز خرامی بصحن گلشن و باغ
ببزم گرچه نباشد چراغ گو نبود
که نیست با رخ تو حاجتم به شمع و چراغ

نه داغ عشق تو دارد بدل همین عاشق
که لاله راست ز عشق تو داغ اندر داغ

ردیف الفاء بحر رجز سالم

دل مے ستاند از کفم آن زلف پیچان یکطرف
جان می رباید از تنم آن چشم فتان یکطرف
در کوئے و شهر و بام و در گردند رسوا آخرم
آن زردی رخ یکطرف وان چشم گریان یکطرف
شد پاره از دست الم در هجر آن زیبا صنم
دامان دل از یکطرف چاک گریبان یکطرف
اندر جهان با یکدگر دارند قصد همسری
آن روئے تابان یکطرف مهر درخشان یکطرف

دارند دایم در جهان فریاد و زاری و فغان
عاشق بهجران یکطرف مرغ سحرخوان یکطرف

بحر مضارع

اے تیرِ مژہ ات دلِ زارِ مرا ہدف
دُرِّ حیات را لبِ جان بخشِ تو صدف

چند انکہ جسم را بود از روح افتخار
آن سان بود وجود ترا بر جہان شرف

تا جان بہ تن بود نہ کنم ہرگزش رہا
گر دامن وصال تو آید مرا بکف

آید اگر برائے عیادت چہ سود ازانکہ
پرواز کرد طایرِ روحِ من از شغف

ہان مژدہ باد اے دلِ صدپارہ کز غضب
مژگان یار از پے قتلم کشیدہ صف

مے خور بصحن باغ بصد عشرت و نشاط
باصوت بربط و نے و تنبور و چنگ و دف

دردا کہ در فراق تو اے شوخِ گلعذار
با داغ سینہ **عاشق** غمدیدہ شد تلف

ردیف القاف

بحر رمل سالم

گرم از حسنِ رخِ او تا بود بازارِ عشق
اے بسا سرہا کہ خم گردیدہ در سرکارِ عشق

تا اگر آید بہ بزمم آن بتِ شیرین ادا
از رگِ جانم بباید ساختن زنّارِ عشق

جاری است از ہر سرِ مژگانِ من صد جوئے خون
مے خلد در ہر بُنِ موئے تنم صد خارِ عشق

نرگس از آزار می جوید دوا از بہرِ خویش
چارۂ دردِ من آمد از چہ رو آزارِ عشق

روز بازارِ انا الحق گرم شد گویا ز نو
سیر و منصور دل با صد فغان بر دارِ عشق

اے خوشا آن سر کہ دارد روز و شب سودائے دوست
وی خوشا آن دل کہ دارد ہر نفس افکارِ عشق

عاشق از آن جوئے اشک از دیدہ گان دارد روان
تا کہ سازد تازہ از آن ہر زمان گلزار عشق

ردیف الکاف تازی

بحر مجتث

چہ باغبانِ ازل کرد تخمِ جان در خاک
بآبِ فیضِ تو گوئی سرشت ریشۂ تاک

عجب بود کہ اجل ہم برد سلامت جان
ازان دو نرگسِ فتان و ابروئے سفاک

امید زندگی از خود چیان برم آخر
مرا که جامهٔ جان در فراق شد صد چاک
چنان بری دلِ پر خون که من خبر نشوم
ندیده ام چو تو در دلبری کسی چالاک
چنین که روز و شب از دیده اشک میبارم
نمی شود ز چه نقش خیالش از دل پاک
زبام ناطقه دانم یقین که مے ترسد
باوج وصف تو تا حشر طایر ادراک
تو گوئی آنکه نداد خبر ز روز سوال
چنین که نیست مر ورا ز آهِ عاشق باک

بحر رمل مقبوض مکفوف

گر کند یک نظر از لطف بمن یار چه باک
ور به بزم آیدم از طعنهٔ اغیار چه باک
از حرم چون سوئی تبخانه کشد تقدیرم
جائے تسبیح مرا رشتهٔ زنار چه باک
نالم از آنکه ز دل نیست مرا هیچ خبر
دل بدست ار بود از دیدهٔ خونبار چه باک
باشد از اشک من آن طرز ادا را چه خطر
دارد از آهِ من آن طرهٔ طرار چه باک
مے بخور عاشق و پروا ز گناهان منما
گر گنه با اثر رحمتِ غفار چه باک

ردیف کافِ فارسی بحر رمل مقبوض مکفوف

گشته از دست غمت بسکه دل زارم تنگ
بسوے کشتن خود خویش نمایم آهنگ
از پے بردن جان چشم سیاهش گوئی
همه مکر است و فریب است و فسون و نیرنگ
زلف شبگون تو شرمنده کن مشکِ تتار
لب لعل تو خجالت ده نقش ارژنگ
تا دل خویش ازو باز نگیرم هرگز
نه دهم دامن آن زلفِ سیه را از چنگ
خستهٔ هجر تو هرگز نبود در پے جان
عاشق روے تو هرگز نبود طالب ننگ
ساقیا فصل بهار است و باید امروز
با بتان باده زدن با دف و تار و نے و چنگ
عاشق از کثرت غم سیر ز جان آمده است

اے اجل در شب ہجران مکن اینقدر درنگ

ردیف لام بحر ہزج مقبوض مکفوف

اے رشتۂ گیسوئے تو در گردن جان غل
وے طرۂ پر چین و خمت روکش سنبل

بردی دل و دین و خرد از من بہ نگاہے
مپسند ازین بیش دگر جور و تطاول

عشق من و حسن تو شکستند بہ دوران
بازار گل سوری و افسانۂ بلبل

آن یک کشد این یک نہ کند ہیچ نگاہے
فریاد ازین عشوہ و زین طرز تغافل

بے روئے تو داغ جگر و اشک پر از خون
آن یک بودم جائے گل و این عوض مل

در کوئے تو خود آمدہ ام با دل پر شوق
در کشتنم اے دوست مکن ہیچ تامل

عاشق ز چہ رو مے نکند نغز سرائے
حاصل چہ شد این طرز ز غالب توکّل

چندیست تا کہ ہیچ نہ آید صدائے دل
خالی بہ سینہ ماندہ مگر باز جائے دل

در حیرتم کہ چون دل خود را کنم جدا
در کوئے یار بسکہ بود پارہ ہائے دل

چون در دل تو ہیچ ندارد اثر چہ سود
از نہ فلک گزشتہ اگر نالہ ہائے دل

بیرون کنم ز سینہ و صد پارہ سازمش
تا چند در غم تو کشم من بلائے دل

دانم یقین کہ منزل مقصود شد قریب
آورد سوئے دوست مرا چون درائے دل

مقبول یار چون دل مجروح گشتہ است
باشد ہمیشہ کار مرا بس دعائے دل

عاشق گر تو زندۂ جاوید گشتۂ
بعد از فنا ز قبر تو آید صدائے دل

بحر رجز سالم

دارد سرشت نالہ ام صد گونہ حرمان در بغل
ہمچون نسیم صبح دم بوئے گلستان در بغل

شوق شہادت را نگر کز آرزو خود میردم
در کوئے آن زیبا صنم شمشیر بران در بغل

گویم چہ حال خویش را در ہجر روی آن پری
یک آہ ظاہر بر لبان صد نالہ پنہان در بغل

از غمزہ اش جان را بود ہر لحظہ صد آفت [illegible]
وز مژہ اش دل را بود ہر لحظہ پیکان در بغل

در دشتِ عشقش پائے دل گردیدہ گر پر آبلہ
دارد ولے در ہر قدم خارِ مغیلان در بغل

اشکے کہ اندر ہجر او دل ریخت در روزِ ازل
دارد کنون ہر قطرہ اش صد بحرِ عمان در بغل

حاجت نباشد بعد ازین ما را بہ شمع بزم ازانکہ
گردید دل در عشق تو چون مہر رخشان در بغل

آیم چو از جوشِ جنون در بزم آن شیرین ادا
از شرم خود پنہان کنم چاکِ گریبان در بغل

دادِ دل وز فراق از بختِ خود خواہم گرفت
یک لحظہ گر آرد مرا آن آفتِ جان در بغل

این دولت از روزِ ازل از فیضِ عشق آمد مرا
کز اشکِ خونین باشدم لعلِ بدخشان در بغل

از آیۂ لا تقنطوا عاشق بود امیدوار
دارد اگرچہ در جہان صد گونہ عصیان در بغل

ردیف میم   بحر رمل سالم

تا خدنگ از نرگس مخمور جانان خوردہ ام
بر اجل صد طعنہ زانم کاب حیوان خوردہ ام

بے مشقت نے بصحرائے جنون شد مسکنم
ہمچو گو سیلی بسے از دستِ چوگان خوردہ ام

از چہ رو زحمت دہی ہر دم مراد خویش را
زاہدا من کے فریب باغ رضوان خوردہ ام

بر زمین چون نقش پائے حسن بیباک افتادہ ام
بسکہ در ہر کوچہ سنگ از دست طفلان خوردہ ام

اینقدر دانم کہ ہر دم مے تپد دل در برم
وین ندانم کز کدامی مژہ پیکان خوردہ ام

سینۂ مجروح را صد زخم باشد در نہان
از نگاہت نے ہمین زخم نمایان خوردہ ام

عاشقا ہرگز نخواہم من سلامت برد جان
زانکہ تیر کارگر زان نوکِ مژگان خوردہ ام

بحر مضارع

ازبسکہ آہ و نالہ و فریاد مے کنم
خود را ز گوشۂ قفس آزاد مے کنم

از شوقِ خون همی به تنم جوش می زند
هر گه که یادِ خنجرِ جلّاد مے کنم
چون دستِ دل بدامن وصلت نمی رسد
خود را بیاد هجر تو دل شاد میکنم
دایم بیاد قد تو اے سرو گلعذار
در باغ دل تصورِ شمشاد میکنم

عاشق دگر نماند چه تاب و توان مرا
از دستِ دوست شکوهٔ بیداد میکنم

بحر هزج سالم

زبس چون لاله زخم داغ عشق اندر جگر دارم
فضائے گلشنِ رویش مدام اندر نظر دارم
گل داغ است اندر گلشنِ او هر نفس تازه
زبس بستانِ دل را روز و شب از گریه تر دارم
چه می پرسی که حالم چون بود در هجر آن گلرو
دل پر خون و رنگ زرد و آهِ پر شرر دارم
بآب دیده خط آب خاک از لوح دل شستم
که من در عالم تجرید سر مشقِ دگر دارم
گہے احوال جانان راز بادِ صبحدم پرسم
گہے از شوق دل صد شکوه از مرغِ سحر دارم
دریغا وقت مردن هم ببالینم نمے آید
نمیدانم نمیداند که من عزم سفر دارم

زبس **عاشق** غم و رنج جهان بنموده دل تنگم
چو عنقا خویش را پوشیده از چشم بشر دارم

بحر مضارع اخرب مقبوض مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

بر چهره زلف دلدار دیدم ندیده بودم
خورشید در شبِ تار دیدم ندیده بودم
جز آهوے دو چشمش از بهر صیدِ دلها
آهوے مست خونخوار دیدم ندیده بودم
غیر از خط چو عنبر بر خدِّ لاله رنگش
عنبر فراز گلنار دیدم ندیده بودم
بیمار جز دو چشمش کز مژه داشت خنجر
خنجر بدستِ بیمار دیدم ندیده بودم
دل در شکنج زلفش میگفت با دو صد غم
خود را چنین گرفتار دیدم ندیده بودم

عاشق بغیر آن ترک کز غمزه کشت ما را

ترک چنین جفا کار دیدم ندیده بودم

ردیف نون بحر ہزج سالم

ربود آخر به شوخی آن مه گلگون عذار من
دل و دین و توان و صبر و آرام و قرار من

من آن صیدم که از بس لاغری صیاد را هرگز
نباشد رغبتے تا آنکه بنماید شکار من

چرا اینجا نمایم شکوه از جور رقیبان چون
مرا از بزم بیرون کرد چشم اشکبار من

شدند آخر بلائے جان من دردا ز بیتابی
دل پر پیچ و تاب و آهِ سردِ یار بار من

ز خجلت جمله را انگشت حیرت در دهان باشد
اگر آید دمے در مجمعِ خوبانِ نگار من

اگر این سان بود هر لحظه پویان در پئے دلبر
مرا از خود جدا سازد دل امیدوار من

عجب نبود که سوزد این تن مجروح را عاشق
تپش دارد مثال برق چون دل در کنار من

بحر رمل مقبوض مکفوف

یا رب این سنگ دلانے که برد دل رم شان
بود آن روز که یک لحظه بدام آرم شان

با خبر باش دلا دیرِ مغانست اینجا
غیر فیضِ ازلی نیست کسی محرم شان

زخمهائے که ز پیکان نگه دارد دل
نمک آن لب درپاش بود مرهم شان

کے توان وصلِ بتان را بکف آوردن چون
نرسد دست بدان طرّهٔ خم در خم شان

عاشق چون تو بسے کشته تیر نگه اند
که ندارند بتان هیچ به گیتی غم شان

بحر رمل مقبوض فَعِلاتُ فاعلاتن فعلات فاعلاتن

چه خوشست آه و ناله به فراق ساز کردن
در دل بروئے جانان ز نشاط باز کردن

چه توان نمود آخر که مقدّر اینچنین شد
ز من این نیاز بردن ز تو کبر و ناز کردن

نبود مرا جز از این بشبِ فراق کارے
همه لحظه شمع دل را ز الم گداز کردن

هله باخبر شو اے دل ز دو زلف مشکبیزش
که ز دزد واجب آمد به شب احتراز کردن

چه گذشت **عاشق** تو ز جهان چه گرد آخر
به جنازه اش رسیدن ز وفا نماز کردن

ردیف واو بحر مضارع

فارغ نیم دمے ز خیال خیال تو
عکسے بدیده نیست بغیر از جمال تو
در حسن دلربائی و انداز دلبری
خالق نیافرید کسے را مثال تو
دام بلا ز خط تو گسترد دست حسن
بہر فریب ہشت دران دانه خال تو
ملک وفا ز طرز نگاهِ تو شد خراب
گلزار جان بغمزه بود پائمال تو
دست از سرم بدار خدارا تو زاهدا
آخر به ننگ آمدم از قیل و قالِ تو
کسب کمال کرده آید و لے چه سود
کاخر همین کمال تو آمد زوال تو

عاشق دوباره حالِ خود اظهار کن بعجز
نشنید گرچه یار کنون عرض حال تو

بحر مضارع

اے سرو گلعذار من اے ماهِ مشکبو
خم خم شراب ده چه دهی ساغر و سبو
باز از نگاه یار شود پاره هر نفس
اے بخیه گرچه چاکِ دلم را کنی رفو
اے دل مکن سفارش من هم خدایرا
گر نزد یار باشدت این قدر آبرو
خنجر ز حلقم اے بت طناز برمگیر
باشد هنوز قطرهٔ خونیم در گلو
چون رو بطاق ابروئے دلدار آورم
اول کنم ز خونِ دلِ خویشتن وضو
تا راز عشق می نه شود کس آشکار
مستانه میکنیم به بزم تو هائے و هو
ما خویش را به شخص تو گم کرده ایم ازان
داریم در هوائے تو هر لحظه جستجو
از شهرِ خویش تا به آید نامدے برون
گشتے گر آفتاب به روئے تو روبرو

بجائے او بکنج دل و ما ز فرطِ شوق
در جستجوئے یار دویدیم چار سو
اشکے کہ ریخت دیدہ ز شوق شہ رسلؐ
داغ گنہ ز سینۂ دل کرد شستشو

عاشق ز تلخکامی ہجران و غم بود
از دستِ یار شربت دیدارم آرزو

ردیف ہائے ہوز بحر رمل مقبوض مکفوف

دلبرا تا رخ چون ماہ برافروختۂ
دل و جان من بیچارہ ز غم سوختۂ
ہر نفس زخم جگر باز ز ہم بشگافد
گرچہ از سوزن مژگان تو بسے دوختۂ
غارت جان و دل خلق کنی زانکہ مدام
لشکر ناز ز ہر گوشہ اندوختۂ
نیم بسمل ز چہ بگذاشتیم در دم موت
آخر این طرز جفا را ز کہ آموختۂ

در جہان زین سخن دلکش زیبا و لطیف
عاشقا کام خرد را بخدا توختۂ

بحر مضارع

فصل بہار شد بلہ ساقی شراب دہ
جام و صراحی و گل و نقل و کباب دہ
از ہجرِ یار سوختم از تشنگی دلا
گر نیست آب خون جگر جائے آب دہ
ساقی حساب دہ کہ مستی بکار نیست
برخیز و چند جامِ پیہم بے حساب دہ
اے دل اگر کہ یار بپرسد ز حالِ من
من شرم میکنم تو بعجزش جواب دہ

عاشق چہ غم خوریم ازین پس بجائے غم
جامی ببانگِ بربط و چنگ و رباب دہ

بحر رمل سالم

سرمہ تا از عشوہ دران چشم شہلا کردۂ
فتنۂ از غمزہ گوئی تازہ برپا کردۂ
خود ز خود شرمندہ گردی گر بگویم جملہ را
این ہمہ جور و جفا کاے شوخ با ما کردۂ

اینچنین کز اشک داری ہر نفس جیحون روان
در ہمہ عالم مرا اے چشم رسوا کردۂ
چون توان شد نا امید از فضل تو ای فیض حق
کز ظہور رحمت خود قطرہ دریا کردہ

نیست عاشق بس فقط شیدای عشق روی تو
ہمچو او در عشق صدہا را تو شیدا کردۂ

ردیف یائے تحتانی بحر مضارع

اے سرو ناز نو گل رعنائے گیتی
مد نگاہِ شوقِ تماشائے گیتی
اندر برم چو نیست ترا یک نفس قرار
آخر بگو دلا کہ تو جویائے گیتی
اے دیدہ شمع روے کہ ات آرزو بود
پروانہ سان فدائے سراپائے گیتی
از من بغمزۂ دل و دین را ربودۂ
از ناز باز در پے یغمائے گیتی
اے جان نگاہ نزع چرا می تہی چنین
پامالِ فوجِ شوق تمنائے گیتی
یادت بخیر باد درین روزہا دلا
اندر شکنجِ زلفِ چلیپائے گیتی
سرگشتہ می دوی ز چہ ای چرخ روز و شب
محو خیال عارض زیبائے گیتی
اے سرو از چہ بر لبِ جوئے چنین خموش
عکس خرامِ قامت و بالائے گیتی

عاشق چنین کہ آہ جگر سوز میکشی
یا من بگو کہ والہ و شیدائے گیتی

بحر ہزج سالم

مرا یاریست زیبا طلعتے شوخے سمن بوئے
نگارے زند طرارے مہ شیرین سخن گوئے
بہ رُخ چون مہر تابانے بغمزہ آفتِ جانے
بہ لعلِ لب روان بخشے بہ قد چون سرو دلجوئے
ادیبے نکتہ سنجے دلفریبے رہزنِ دینے
ادا فہمے ستمگارے بتے زُنّار گیسوئے
جفا جو ترک طنّازے سراپا ناز و اندازے
دل آزارے سخن سازے بہم پیوستہ ابروئے
انیس و مونس جانے بلائے دین و ایمانے
شفائے چشم گریانے نگارے عنبرین بوئے

فنا سازد تن و جانے بسوزد جسم سوزانے
گہے از تیر مژگانے گہے از چشم جادوے

ز عشقش **عاشق** گریان بود ہر لحظہ در افغان
بہر جائے بہر سوئے بہر شہرے بہر کوئے

بحر مضارع

یاد آنکه در ہوائے تو فریاد کردمے
طرز جفا و جورِ ترا یاد کردمے
ہر صبحدم ز شوق تمنائے بوئے تو
صد عجز و لابہ با نفس باد کردمے
یاد آن دمے کہ صحن فلک پُر صدا شدے
چون نالہ در فراق تو بنیاد کردمے
یاد آن دمے کہ با سگِ کوئے تو از نیاز
اظہار عجز و شکوۂ بیداد کردمے
گاہے خیال شوق شہادت نمودمے
گاہے فغان ز دستِ تو جلاد کردمے
اے خوش دمے کہ بے رُخ آن ماہِ مہروش
از دودِ آہ صد فلک ایجاد کردمے
دردا کہ رفت عشق تو از سینہ ام برون
کین خانہ را بعشقِ تو آباد کردمے
چون ناوک فراق تو در سینہ مے نشست
خود را بیاد سوزش آن شاد کردمے

عاشق اگر نہ عشق بُتان داشتم بدل
خوداز بند عقل کے آزاد کردمے

بحر رمل سالم

چون نسیم از کوئے آن سیمین بدن آید ہمی
تازہ جانی در تنِ بیجانِ من آید ہمی
چون خورم خون جگر در ہجرانِ شیرین ادا
یادم از آن رنج ہائے کوہکن آید ہمی
شمع را شرمندہ سازد بزم را خوشبو کند
آن نفس کان ماہرو در انجمن آید ہمی
شور محشر گردد از ظلم تو در گیتی عیان
دست فریادم برون چون از کفن آید ہمی

عاشق این طرز نواسنجی ز تو آموختہ
ورنہ کے این نغمہ از مرغ چمن آید ہمی

بحر رمل مقبوض مکفوف

شب ہجر آمدہ اے نالہ و افغان مددے
اے تف سینہ و ای دیدۂ گریان مددے
باز آوردہ بہم زخم جگر لب امروز
یک نفس اے خلش ناوک مژگان مددے
خواہم امروز کنم سوز غم عشق نہان
چہ شود گر کنی اے مرغ سحر خوان مددے
خواہم از چہرہ کنم پاک غبار کلفت
خوش بود گر کنی اے چشم درافشان مددے

دارد امید کہ بر روضہ ات آید عاشق
گر کنی از کرم اے شاہ شہیدان مددے

بحر رمل مسدس

تیر مژگان بر دل زارم زدی
آتش اندر جان افگارم زدی
یاد آن روزے کہ از ناز و ادا
طعنہ بر چشم گہر بارم زدی
بلبلا زن نالۂ جان سوز عشق
شعلہ اندر چشم بیمارم زدی
زان گرہ کانداختی در چین زلف
صد گرہ اے شوخ در کارم زدی

عاشقا منصور سان در کوئے عشق
عاقبت دیدی کہ بر دارم زدی

بحر رمل مقبوض مکفوف

باز در سینہ نہ بینم ز دل خود اثرے
چہ شود گر دہی اے یار مرا زان خبرے
بردہ از یک نگہ از من خرد و صبر و قرار
دلبرے ماہ رخے عشوہ گرے سیمبرے
ترک طناز بتے شوخ کمان ابروئے
آفت جان و دلے غیرت و رشک قمرے
بچہ پرواز کنم خانۂ صیاد خراب
گر نماندہ است مرا ہیچ نہ بالے نہ پرے
خواب در چشم من از دست تو ناید یکدم
گر اے نالہ ندا ز شب ہجران سحرے
چہ شود گر کہ دل خستۂ ما شاد کنی
گہ گہے اے مہ گلچہرہ بہ لطفے نظرے

عاشق خسته نباشد که بدیدم دوشش
اوفتاده به صد افغان بسر رهگذرے

بحر ایضا

بے خبر زین همه اسرار جهان نیست کسے
گرچه در محفل رندان نگران نیست کسے
همه ذرات جهان عکس وجود ازل اند
پس چه گوئی که درین عرصه عیان نیست کسے
بجز از من که دل و دین بهوایش دادم
واقف از رمز سر زلف بتان نیست کسے
همه از پرتو ذات تو چو پیدا شده اند
بجز از شخص تو در کون و مکان نیست کسے
گرچه در منظر جان هم همه عکس رخ تست
لیک در خانهٔ دل جز تو نهان نیست کسے
بجز از مه رخ طناز ز چین گیسو
آفت دین و دل و تاب و توان نیست کسے

قصهٔ عشق چسان شرح نماید عاشق
که به تشریح و بیان قابل آن نیست کسے

بحر هزج سالم

بهار و سبزه و گل بے تو اے گلرو خرابستی
دل اندر آتش هجران تو دایم کبابستی
چو دیدم سایهٔ گیسوے او بر عارضش گفتم
که بر خورشید رخشان از چه مشکین نقابستی
مرا معلوم شد از گردش چشم سیاه او
که این دور فلک را از چه دایم انقلابستی
خیالے داشتم با خود که اندر سینه دارم دل
کنون چون نیک دیدم یکدو قطره خون نابستی
چه باک از داغ عصیان من اے دل بیکران باشد
چو میدانم که فیض و رحمت حق بے حسابستی
روان دارم ز بحر دیده دریائے به هجر او
که این نیلی فلک بر هر سر موجش حبابستی
ازان خواهم که بینم ماه نور از سر رغبت
که خنگ شافع روز جزا را چون رکابستی
ز روے حضرتش شد جلوه گر روز ازل تابے
کنون بینم که بر این چرخ گردون آفتابستی
اگر خواهی که دانی چیست عصیان و ثواب اے دل
خلاف او گنه باشد ولائے او ثوابستی

چه سان محروم دانم خویش را از فیض نگاهش   چرا از وی عرش و فرش لوح و کرسی فیضیابستی
ترا گر احمد بے میم گویم هم روا باشد   که اندر دفتر ایجاد فرد انتخابستی
مدام اصحاب پاکش را ثنا از جان و دل گویم   که فردوس برین را حب ایشان چار بابستی

گرت رضوان دهد در خلد جا بر فرق خود شاید
چو اندر دهر عاشق خاک کوی بوترابستی

ولادت گهر عز و شان مبارک باد   فروغ شمع و مه و بزم جان مبارک باد
زهے نشاط زهے خرمی زهے عشرت   سرور و فرحت اهل جهان مبارک باد
ازان گلے که فروغش درین چمن افتاد   فغان و ولولهٔ بلبلان مبارکباد
بسینهائے غمین آن نشاط در گنجید   که تا رسد بزبان شد فغان مبارکباد
باین نشاط که باز آمد عشرت رفته   بدین نوید که شد تازه جان مبارکباد
عجب مدار که رقصید بر آسمان زهره   که نغمه شد بلب عرشیان مبارکباد

بسوئے عاشق دلخسته کن هما نظرے
که کرده ورد زبان هر زمان مبارکباد

حالات بارش کوه آبو

زمین آب و فلک آب و جهان آب   دل و جان و تن و چشم و زبان آب
تو گوئی مشتق از آب است آبو   که هر جا بنگری بینی روان آب
زبس تاثیر آب اینجا بود عالم   چکد هنگام گفتار از بیان آب
حرارت گشته ست اینگونه معدوم   که گشته آفتاب از شرم آن آب
ز نیشش کیک‌ها از هر بن مو   روان باشد همی فواره سان آب
ز نمناکی خاک این کهستان   عجب نبود که گردد استخوان آب
اگر کس فی المثل آتش فروزد   فرو ریزد ز اخگر هر زمان آب

زبس بارد ہمی باران پیاپے تو گوئی گشتہ صحنِ آسمان آب
روان از ہر کران دایم بود سیل چو باد از ہر طرف باشد دوان آب
بکف چون خامہ گیرم بہر تحریر مدامم ریزد از کلک دہان آب
چو چشم عاشق اندر ہجر ہر دم
چکد از پر و بال طایران آب

مادہ ہائے تاریخ مصنفۂ عاشق

قطعۂ تاریخ وفات مرزا آغا جان صاحب خسرِ عاشق

۱
بحرِ ذخّارِ خلق و لطف و کرم حضرتِ قبلہ واجب التعظیم
باوقار و سخنور و باعلم بود دانشور و عقیل و فہیم
مرزائے لطیف آغا جان چون بدار الغنا بملک قدیم
رفت و اسبابِ رحلتِ خود بست یافت از فضل ایزدی تکریم
چونکہ رضوانش ہمعنانی کرد ساخت جایش بتکیہ گاہِ نعیم
خواستم چون ز غیب سالِ وفات گفت ہاتف کہ آہ رنج عظیم
سنہ ۱۲۷۹ ہجری

ایضاً ولہ

۲
از محرم سابع و یوم الاحد یکشنبہ مرد آغا جان شریف و نیک رائے
شصت سال از زندگانی کام یافت شد بسوئے جائے اصلی رہگرائے
از خرد جستیم چون سالِ وفات گفت ہاتف مرد آغا ہائے وائے
سنہ ۱۲۷۹ ہجری

قطعۂ تاریخ

۳
۱۱ شعبان سنہ ۱۲۹۵ ہجری روز دوشنبہ مطابق ۲۶ اگست سنہ ۱۸۷۸ء زوجہ عاشق بمقام شہر سرسہ از صدمہ برق بنماز ظہر فوت شد و بہ درگاہ خواجہ عبد الشکور صاحب رحمۃ اللہ علیہ دفن نمودہ شد

آن عفیفہ کہ جان بصاعقہ داد یافت آرامگاہ علیین

بود در طاعت یگانه که رفت
جان پاکش بسوی خلد برین
سال رحلت چو خواستم ز سروش
گفت جایش بود بهشت برین
سنه [illegible] هجری

مادهٔ تاریخ وفات حسرت آیات دختر عاشق بمقام شهر سرسه که از صدمهٔ شکستن سقف بتاریخ هفتم رمضان سنه [illegible] هجری مطابق نوزدهم می [illegible]ع وفات یافت

قطعه

ای دختر من بر سر تو سقف بیفتاد
گشتی تو شهید این همه آثار نجات است
پرسید چو از عاشق دل سوخته سن
تخلص حزین عاشق
لخت جگرم بود همین سال وفات است
سنه [illegible] هجری

ابیات بطور مرثیه

نیلی بسر نموده چرا معجر آسمان
دارد مگر عزای شهنشاه انس و جان
بارد چنین سحاب چرا هر زمان سرشک
گرید یقین بماتم عباس نوجوان
با گبر و بت پرست و یهودی کسی نکرد
ظلمی که با حسین نمودند کوفیان
والله هزار و نهصد و پنجاه زخم داشت
آن تن که در جهان بدی از پنجتن نشان
از ناقه خویش را بزمین زد به اضطراب
زینب چو دید نعش برادر بخون تپان
گفت ای گلو بریده کجا این روا بود
نعش تو پایمال و منم زنده در جهان
عمامهٔ نبی بسرت بود آن چه شد
انگشت تو برید ز ظلم از چه ساربان
جز جای زخم بر بدن اطهر تو نیست
هر جا که بنگرم همه تیر هست یا سنان
خیز ای حسین و یک نظر از لطف کن بمن
هستم چنان اسیر و گرفتار شامیان
طفلت سکینه بی پدر و نوحه گر ببین
گر سیلی ستم شده نیلی رخش چنان
نعش تو چون گذارم و تنها روم به شام
یا رب کجاست مرگ دهد یکنفس امان
زینب به نوحه بود که آواز خسته
آمد برون ز تلی شهنشاه انس و جان

کاے بنت مرتضیٰ بجز از صبر چارہ نیست
داد ترا خدائے ستاند ز دشمنان

عاشق خموش باش مکن نالہ بیش ازین
کین رنج را کران نبود ہیچ در جہان

دیگر ابیات بطور ایضاً

نوائے فکر طبعم باز غم اندر نوا دارد
اگر در سر ہوائے ذکر دشت نینوا (یعنے کربلا) دارد
سرشک غم ز حسرت خامہ ام بارد چرا ہر دم
یقین یاد از مصیبت ہائے آل مصطفےٰ دارد
فغان از ظلم کوفی داد از بیداد شامی ہا
ہنوز این نوحہ را ختم رسل در کربلا دارد
سرے کان زیب دوش مصطفےٰ بُد از چہ رو چرخش
چہل منزل فراز نیزۂ اہل جفا دارد
نمی دانم چرا ہر آفتے کز آسمان زاید
قضا آنرا برائے انبیا و اولیا دارد

قطعہ

گہے حلقوم اکبر را بزیر تیغ تیز آرد
گہے دست از تن عباس شیر افگن جدا دارد
گہے آل نبی را در غل (طوق) و زنجیر مے آرد
گہے بنت علی را سر برہنہ بے ردا دارد
گہے سازد شہید خنجر بیداد قاسم را
گہے سجاد را بیمار و محتاج دوا دارد
حسن را گاہ سم قاتل اندر کام جان ریزد
وزان روح علی (حضرت زین العابدین) را مبتلائے صد بلا دارد
حسینؑ تشنہ لب در کربلا میگفت با یاران
چرا آخر یزید این ظلم را با ما روا دارد
چرا خواہد نماید اہل بیتم را اسیر آخر
اگر قتل مرا شمر لعین بس مدعا دارد

دعا کن تا بمحشر از محبان علی باشی
ترا تاثیر اے **عاشق** اگر رمز دعا دارد

رباعیات بحر ہزج مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

رباعی

عالم ہمگی بود چو نقشے بر آب
آن حاصل عمر و زندگانی دریاب

خواهی شوی از زسیر گیتی آگہ   از پیر مغان بہ پرس واز بادهٔ ناب

رباعی بحر ہزج

۲ بے غم نشد آنکہ غمگسارے نگرفت   بے یار بماند آنکہ یارے نگرفت
از گردش روزگار ایمن نہ نشست   آنکس کہ سر زلف نگارے نگرفت

رباعی بحر ایضا

۳ عالم ہمہ مظہر وجود اند و صفات   ہم ذات صفات خود بود و مظہر ذات
باشد چو فنا بہ ذات خود عین بقا   پس راہ فنا جو کہ بود عین حیات

رباعی بحر ایضاً

۴ طرف چمن و بہار با بادہ خوش است   وصل بت گلعذار با بادہ خوش است
گر موسم پیری است و گر عہد شباب   بگزشتن روزگار با بادہ خوش است

بحر ہزج رباعی بحر ایضاً

۵ بے سوزش عشق زندگانی ہمہ ہیچ   عیش و طرب و عمر و جوانی ہمہ ہیچ
بے وصل نگار و طرف گلزار و بہار   واللہ کہ عمر جاودانی ہمہ ہیچ

رباعی بحر ایضا

۶ از مکر و فریب و زہد و مستی خوشتر   وز شرک و نفاق خود پرستی خوشتر
از دانش و فہم و علم بے رسم و عمل   آگہ نہ شدن ز رمز ہستی خوشتر

رباعی

۷ تا چند بہ عشق مے توان بود صبور   یک لحظہ چو دل نگردد از فکر تو دور
در ہجر اگر چہ عین وصل ست مرا   لیکن چہ کنم چو خود ز خویشم مہجور

رباعی

۸ عصیان مرا بودے از حد و شمار   معنی نہ شدے عیان ز لطف غفار

این پرده دری عبث بود اے زاهد
خوانی چو خدائے را بقرآن ستّار

رباعی بحر سریع - فاعلاتن مفاعلن فعلات

۹ آوخ کان نگار رعنا و دلکش
برد از من قرار و طاقت و هوش
ای افسوس ۱۲
دل بنالد ز غم کران فریاد
عقل فریاد میکند خاموش

رباعی

۱۰ خوش دل چه شوی ز دولت و مسکن خویش
آگه چو نئی ز آمد و رفتن خویش
از سرِّ وجود کے خبردار شوی
گم گشته ز حیرتی چو اندر تن خویش

رباعی

۱۱ سرخوش ز مے عشق تماشائے بتان باش
وز محنت این چرخ جفاجو بامان باش
در دیرِ مغان باش غلام از غمِ دوران
بیخود ز خود و واقف اسرار جهان باش

رباعی

۱۲ چون عیبِ کسان بود ترا طرزِ معاش
باشد که کنی عیوب خود را خود فاش
خواهی شوی ار ز نیک و از بد آگه
پس آئینه وجود خود می باش

رباعی

۱۳ عاری ز غم گردش ایام و جهان باش
عاکف بدر صومعهٔ پیرِ مغان باش
خالی و فارغ
مقیم
عاقل نشود شیفتهٔ دهرِ دنی نژاد
عنقا صفت از دیدهٔ این خلق نهان باش

رباعی

۱۴ از قیدِ زمانه گشت آزاد دلم
تا دیده بروئے دوست بکشاد دلم
اندر غم او اگرچه ویران گردید
ویرانه چو گشت گشت آباد دلم

رباعی

۱۵ چون روئے ترا بدیدم از دست شدم
دیوانه شدم چیست شدم مست شدم

دیوانہ وست ونیست گرگشتم لیک	در مذہب عشق تا ابد ہست شدم

رباعی

عشق است مگر خمیرۂ آب وگلم	کاصلا نہ شود بغیر آن شاد دلم
جان و دل و دین اگرچہ کردم صرفش	ہم باز زکم متاعی خود خجلم

تمت بالخیر

تقریظ دیوان ہائے اسرار عاشق وافکار عاشق اُردو وترانۂ عشق فارسی از فکر آسمان جاہ ناثر عدیم المثال شاعر باکمال جناب مولوی عبدالحلیم صاحب دہیدی کاشانی المتخلص بہ عاصم ساکن حال کلکتہ

تقریظ

کردم نگاہِ شوق چو بر دفترِ وجود
عشقست جسم وجان جہان عشق تار وپود

بلے عذریست کہ مشت غبارِ من از ہوائے عشق بر باد است۔ یعنی تو گوئی من با عشق وعشق با من مادر زاد است فلہٰذا الحکم العشق شعبۃ من الجنون از شام ازل تا صبحِ محشر بہ وادی عشق مجنون وار مشغول شبگیرم۔ ہمانا گمانم اینست کہ در حیات از دولت عشق شاہ وبعد از ممات بسرمایہ الفت میرم۔ روزے در فکر آن بودم کہ سرانجام عشق چیست۔ ودر حقیقت سزاوار عاشقی کیست۔ نگہ بر آسمان افتاد ورقے دیدم کبود کہ گاہ از ابر خاکسترے پیشود وگاہے از صفا چون صفحۂ دریائے نیل چشم بر فلک کشودم۔ طبقے دیدم پر جواہر کہ گاہ از کواکب پر گوہر است وگاہے از تیرگی چون پیکر بیل سیہ اگر صبح است داغ دل او چون مہر از شرق تا غرب تابان است۔ واگر شب است زخمہائے سینہ اش چون ثوابت وسیار گہے بہ جنوب وگہے بہ شمال نمایان است

بر ہوا نگاہے کردم ہمچون ہوش مجنون یافتم پریدہ ۔ و از کثرت سرگردانی عشق دامن از جمعیت برچیدہ ۔ بر زمین تا نظرے کردم بساطے یافتم ماتمی کہ قطرات اشک از شبنم بروئے آن ریختہ است ۔ داغ خون از گل و لالہ بر دامنش ۔ و دود آہ چون سرو ز ہر گوشہ اش انگیختہ ۔ خلاصہ از زمین تا آسمان ہر کجا نظارہ کردم ہمہ عشق دیدم و الفت ۔ و چار سوئے عالم ہر سمتے کہ رو آوردم تمام الفت یافتم و محبت ۔ گفتم کہ درین عشق آباد چہ کارے باید کرد کہ دل خوش بشود ۔ و چہ شغلے پیش باید گرفت کہ رنج از تن برود ۔ رفیقی گفت کہ اسرار عاشق را بجوے و قصۂ از افکار عاشق بگوی گفتم اسرارِ عاشق مگر ترانہ ایست بر زبان ما افتادہ ۔ و افکار عاشق مگر غنا گر لب بہ ہر محفل کشادہ کہ آن را بجویم و بخرم و تا این بویم و حظے ببرم ۔ گفت خیر ہر دیوان فصاحت عنوان ملکِ فصاحت است و نتیجۂ فکر ملکِ آسمانِ بلاغت ۔ افکار عاشق و ترانۂ عشقیت کہ عود ہندی را دران با سوز فارسی پروردہ اند ۔ و انجمنیست کہ دران شیرین لبان ایران را با سبز خطان نمکین ادائے ہندوستان یکجا کردہ ۔ و جامع این مجموعہ مولوی منشی **محمد اقبال حسین** صاحب دہلویست کہ معتمدِ ریاست بیکانیر است و پشت وکالت آن ریاست از انفاس او قویست ۔ آفتاب داغ یعنی دیوان اردوئے داغ دہلوی را از ابتدا تا انتہا قافیہ بقافیہ جوابے گفتہ است والحق اگر داغ از انصاف نگذرد خواہد گفت کہ دُر سفتہ است در تعریف این صحیفۂ کامل بیشتر ازین نمی توانم گفت کہ اگر داغ داغے بر دل معنی گذاشتہ بود مرہم فکر عاشق آنرا پاک بنہفت کہ ہر بیتے از دیوانش لب معشوقیست ازین ترانہ لبریز ۔ لختے بر دل از گزرد ہر کہ زنیشم ۔ ہر مضمر عشق زبان عاشقیست ازین نغمۂ نمک ریز ۔ من قاش فروشے دل صد پارۂ خویشم ۔ سپاس رفیق گذاردم و افکار عاشق از دست دل سپاردم ۔ ترانۂ عشق بر زبانست و شوق محبت شعلہ فشان حالا مشغول آنم کہ فارغ از ہر دو جہانم

بر رفیقان سلام باید گفت - دل گفت کہ تاریخ ختم این ہر دو کتاب را بنویس گفتم
بسم اللہ بگیر -

عاشق کہ غزلہائے گہر بار رقم کرد
رنگینی لطفش بہ نگر چون گل صد برگ
عاصم ز سر جوش پے سال نوشتم

ہر مغیلش از مرتع تحقیق غزالست
شیرینی معنیش بہ بین آب زلالست
گر معجزہ نبود کہ عجب سحر حلالست
سنہ ۱۳۰۸ ہجری مقدسہ

تقریظ من نتائج فکر شاعر نبیل فاضل جلیل جناب حکیم محمد حسن صاحب متخلص بہ حسن خلف جناب حکیم سید منور علی خان صاحب مرحوم آشفتہ تخلص دہلوی

یا رب سبزہ را بہ شادابی - سرو را بہ موزونی - گلہا را برنگ و بو - نرگس را بہ شوخ چشمی بنفشہ را بہ مرغولہ موئی - مرغان را بنوا سنجی - فوارہ را بہ سرکشی - آب را بہ روانی نسیم را بہ خنکی - مہر را بدرخشانی - ماہ را بنور افشانی - عاشقان را بنالش و تذلل - معشوقان را بناز و تغافل - ہندیان را برسیدگی - فارسیان را بنمکینی - افغانیان را بخونخواری - ترکان را بہ یغمائی - عرب را بشرمگینی - فرنگ را بشوخی - لکھنو را بکلام جوئی - دہلی را بہ دلربائی - روز وصل را بکوتاہی - شب مفارقت را بہ درازی - نثر را بہ نمکینی نظم را بہ شیرینی - شعر را بہ نغز گفتاری - زہاد را بہ ستودہ کرداری - مضطر لاابالی خرام را بہ مستانہ نوائی - بیخود عنان گسستہ را بہ شوریدہ خیالی - علوی زیبا مشرب را بہ سبحہ گردانی - حسن دل افسردہ را بپارسائی (توان ستود) اما نبات ریزہ کلامے از شکرستان خیال طوطی شکر خائے نکتہ دانی نورس حدیقہ معانی گلبن ترانہ ریزی بلبل شیراز قدسی فکر فغانی نوا نخشی ہمراز - بداوری گاہ فصاحت و بلاغت مدعی صادق مولانا محمد اقبال حسین عاشق ریزد - وطیب زعفران زار الفاظیکہ از مزرعہ فکرت این نافہ کشائی نفحات سخن بہ گلکدہ لطافت مضامین و نزاکت معانی ہمرنگ نسرین و ہمبوئے یاسمن خیزد چون

ستایش توان کرد) زہے سلاست زبانے کہ بروانی گنگ وجمن ماند وخہے شوخی طبیعتے کہ سیہ چردگان خیالات ہندی را ہم پہلوئے نازو پیکران نظم پارس گرداند لوحش اللہ وعلیک عین اللہ۔ تودہ ہائے جواہر گران بہائے کلامت را نذروبازوئے سنجیدنی واہم ونہ در معرض مدح طلاقت ورشاقت این پاکیزہ نظم الفاظ گفتنی حسن ہیچگاہ کور سواد اگر نہ بادہ سرائی سرے ودر ہرزہ نوائی سودائے داشتی در بدایت کار بہ عجز تحریر تقریظ درآمدے وبہ واماندگی خود معترف گشتے این فضول کہ بکار رفت جز ضیافت طبع مخدوم غرضے دیگر درمیان ندارد۔ سخن آفرین مطلق این عجوبہ نمائی کارگاہِ خیالی را بر تماشائیان نظر باز مبارک ومیمون گرداند واین (ترانۂ عاشق) را بمسامعِ شنوایان آگندہ گوش بصد حسن قبول رساند بمنہ وکرمہ فقط

تقریظ از نتائج فکر فاضل جلیل کامل نبیل تاثر بے عدیل ناظم بے تمثیل جناب مولوی نظیر حسن صاحب سخا کہ برعایتِ خاص رسا تخلص می کنند۔

مسطورہ مہملہ محررۂ گمراہ عرصۂ علم وکمال رسا کہ کلمۂ اسم اول او حاصلِ آسا ودوار (نظیر ۱۲) وکلمۂ (نظیر ۱۲) دوم اسم ولد اول مولا اسد اللہ آمدہ۔ (حسن ۱۲)

دورِ (زمانہ ۱۲) گل ودل آمدہ سپردہ (دامن ۱۲) کلالہ را
در دور آر کاسۂ (پیالہ) راح (شراب) دو سالہ را

گلِ کلاہِ عروسِ کلام حمدِ ملک العلام کہ ادراکِ رسا وحواس عطا کردہ وعطرِ طرّہ حوراءِ اسلام مدحِ رسولِ علاہ السلام کہ راہِ وصالِ حور ووصولِ ارم وا کردہ (گشادہ) ما وحمدِ داور وما ومدحِ سرور محال او را کہ محررِ عطرِ مدعا جز حملۂ ہر سامع مالد (محال دیگر) سگالد مہرِ ورود (مہربان ۱۲) الا گوہر سرگروہ اہل کمال سرآمد ملوکِ کلام حال سلالہ دودۂ آدم حراءِ امادِ عروس سحر الاعطار دسمار سطور مرام موسار طور کلام آوحدِ عصر اکمل دہر

که اسم والا و وسم معلا را در سه کلمه مصرح آورده ام اول آمد کار دوم ولد دوم
اسد کردگار سوم واله دلیلا را ادام الله سعه و کرمه کراسه سرو او کرد آورده و الله داد
کلام داده و دریا دریا گوهرها آماده همه مرصع و همه معطر همه مسرود همه عرعر هر سلسله
کاکل حور لالا آرم والا مهر سهر داد دل آرا لالا اسم سعد و اسماء سطر سطر مرسله لالا لولو لالا
کلمه کلمه طره حور لالا لمعه طور دائره دائره ماه لامع لالا مهر ساطع حاصل کلام لائح گردد که همسر
او معدوم و همکار گردآور لا معلوم داور کردگار عدام محمد کار و دور سما مددگار گردار

تقریظ دیگر از جناب ممدوح بالا

یزدان دانا فراز و پست آرا خرد دان راز کشا آسمانان پیکر نما تنستان دا بر دانستان
پیوند نشیمن مام را بفرازین باب هستی بند سه گانه پور آفرین همه دان همه بین که بن بودش
در یابش از خردی توانش بیرون و چیستیش را باز کشا و از فرلودی دانش آفریدون
فروز یابش همه اروند گوهر گوهر نه تاو نه کسی او را انباز نه همسر پایسنه بود جاویدمان سراسر
اشکار همه نهان را سپاس ؛ و به بشت و خشوران و خشور فرجیشوران فرجیشور - نخستین
گوهر پسین داور سراسر خوبی و کران تا کران بهی هستی را گرانی برایه شائسته بودان را
شایستگی سرمایه محمد مصطفی برین آفرین و یزدانی آباد بر تخمه پاکزاد و یاران راست نهادش باد
- درین فرخ روزهای فرجستگی اندوز والا گوهری فرازیده فرهنگ راچار یابش آرا
رازها را پرده کشا گرامی زاب بافره و فرتاب سامری افسونها را روان موسوی فرجودها را
همه دان سرآمد سخنوران روزگار ستوده گفتار هوشنگ دانش کوش جاماسپ پایه سامان
نمایه فرزانگی آراسته فرهی پیراسته تبجار محمد اقبال حسین یا کار ریاست بیکانیر عاشق
مولع کرجاویدان سپهر و اخترش بکام وارغوانی باده بفروغانی جامش هموار باد و مهر دانش
نوازش سخن افسون بنازش بجار سوی گیتی تابش یارد لاویز چامها را به بر بست تازه
بدیوانی نگاشت و پایه پیوسته از نشیب پراگندگی بفراز یکجائی برافراست شگرف

بر دو سرو دہار اسرمۂ چشم بینش و سترگ گفتہ ہا را دیہیم تارک آفرینش گرداند جمالش
نقش و نگار
ہمہ رنگ بست جادو جانی و چکا مہالش چون بیام وحی آسمانی چمنے بر آراستہ کہ ارم داغ رشکش
بقصایۂ ۱۲
بر دل دارد و نسے ازمے پرداختہ کہ مینو در برش گہانمایان ممدوح ۱۲ نماید شیوا بیانی کہ چون یوسف
خامہ از چاہ دوات ۱۲ آمیہ بنگارش خامہ بر اورنگ نامہ نشست آرش آمدہ و تازہ بزلیخائیش کمر بست
ساختہ ۱۲
وہ وہ نامہ ساخت خرد پسند بہ بہ دستنبوی پرداخت فرجد پیوند خوبان آتشپارا بیکرکشی
کرد مہوشان بر سرو دہار اعیسی دمشی بجز دان چشم روشنی جاودانی بخشید و دانش پژوہان
را گنجہائے شادمانی ہرچند من ہیچدان بستہ زبان را چہ یارا کہ سخن در ستایش گستری آن نامہ
و چامہ نامہ نظم آرا سرایم و باین نادانی خود را در گروہ دانایان دانمایم پس یعنی خواستم کہ برائی دور کردن
چشم چیزے بپائین این فروغانی نامہ بچسپانم و نبشتہ و نگاشتہ خود را سپند خوبی چہرہ و دوشنش
دانم یزدان ہمہ توانا این ہمہ از رنگ و بانیش مرجع ثانی ۱۲ را از چشم زخم انظر بد ۱۲ روزگار جاویدان نگاہدارد مرجع و لیس نقطہ یعنی ۱۲

تمت بالخیر

تقریظ جناب فاضل نبیل و شاعر بے عدیل حضرت مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب ہیڈ ڈاکٹر شفاخانہ اجمیر شریف شاگرد رشید حضرت غالب المتخلص بہ طالب ۔

بسم اللہ الرحمان خلق الانسان علمہ البیان سبحان اللہ کیا شان لیس کمثلہ شئی کا شان ہے کہ مرتبۂ لا تدرکہ الابصار احاطۂ دریافت اور دائرۂ شناخت سے برتر ہے اور افکار ذوی العقول المعقول تصویر حقیقت سے سراسر مہجور اور کنہ ذات اور کشف تجلیات شیونات اور فتوحات میں کمتر ہم کیا اور ہمارے فکر کیا۔ جب حضرت لولاک لا احصی ثناءً علیک فرمائیں مگر اِلاَّ ما عَلَّمتَنا کو یاد دلائیں۔ تونے مائدہ کرم بفحوائے کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف بچھایا فخلقت الخلق ہم کو مدعو بنایا۔ تیرا خوان اور تیرے مہمان۔ جو کھلایا وہی کھایا۔ اور جو دیا وہی لُٹایا تونے معنی کو صورت صورت کو آئینہ آئینہ کو تجلی تجلی سے اپنے شیفتوں کو تجلی

فرمایا اور اللہ نور السموات والارض کہکر رشتہ بتایا تونے ہر ذرہ کو صفت خاص اور اُس صفت کو اسم اسم کو ہیئت مخصوصہ سے منسوب کرکے گوشوارہ اللہ لا الٰہ الا ہو لہ الاسماء الحسنی کا زیب گوش او نقطہ موہومہ جزء لایتجزی کو حسب مراد آمیزش نقوط سے ہم آغوش کیا پھر نقطہ سے حروف حروف سے کلمہ کلمہ سے کلام کلام کو ربط معانی معانی کو جانون کی دلستانی عطا فرمائی ۔ اور ایسی ایک شے کو جو لم یکن شیئاً مذکوراً تھی نطفہ سے مضغہ مضغہ سے گوشت گوشت سے استخوان اور اسکو تناسب اشکال بلا قیل و قال بقول حضرت سعدی ۔ دہد نطفہ را صورت چون پری ۔ کہ کردست برآب صورت گری ۔ و گر خلعت وفضلناہم علی کثیر ممن خلقنا کا پہنایا اور نفخت فیہ من روحی سے قوہ قوہ سے فعل مین لایا تاکہ یہ گنجینۂ معانی بنے اپنی کہے اور اور کی سُنے اس طرح سے حکمت مخفی عیان ہو اور سینہ بسینہ تکمیل ہو پھر جو مبدا تھا وہی معاد ہو اس طرح اتحاد ہو ۔ زہے بزم وصال و خہے فضل و کمال كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ صاحب لولاک لما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کہ منسوبان بارگاہ رفعت بتوقیع وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفُ الرَّحِيْم بہرہ یاب عزت ہین خدا کا کلام معجز نظام محمد کا منہ اور خدا کی زبان وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى جسکے ہاتھ مین یہ علم ہو بھلا کیون نہ افصح العرب والعجم ہو مصرع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین **حافظ** گرچہ دوریم از بسا ۔ قرب ہمت دور نیست ٭ بندۂ شاہ شمائیم و ثنا خوان شما ٭ اے شہنشاہ بلند اختر خدارا ہمتی ٭ تا ببوسم ہمچو گردون خاک ایوان شما **مؤلف** بھلا پھر خیال یار مجھے ٭ سوئے صحرا و کوہسار مجھے ٭ پھر جنون شباب کا ہے جوش مئے الفت کا ہے خمار مجھے ٭ حضرات بقائے نام کا شوق زندگانی جاودانی کا ذوق کسکو نہین یہ خیال کافۂ انام مین ایسا ساری اور دلون مین ایسا جاری ہے کہ اُس سے گریز نہین بے نام و نشان جینا کسیکو دلپذیر نہین بقول حضرت سعدی ہر آنکو نماند پسش یادگار ٭ درخت وجودش نیامد ببار ٭ لوگ اسی توقع پر مرتے ہین جینے کا دم بھرتے ہین زمانہ کی

زجر و عار سر دھرتے ہین مطلع ہی سے مقطع کا خیال ہے ربع مسکون کا یہی حال ہے اولاد کی تمنا عمدہ صنائع کی بنا اسی اعتماد پر ہے اختراع بدلیات اسی اسناد پر ہے کہ جب قصیدۂ حیات تمام ہو ہماری یادگاری اطناب انام ہو مگر جو نام حسن کلام اور نظم نظام سے مرصع اور مسجع ہے اوسکی تقطیع محال ہے بلیغ افراد بشر کا یہی مقال ہے بلکہ یہ اور مستزاد ہے کہ وہ اپنے محل سخن کا عماد ہے سخندان اُسکے پیچھے ترجیع خوان ہین ہر جگہہ اُسکے کلام مسمط کے بیان ہین - غرض نقشی است کزما یاد ماند - گریہ خیال اور مقال ایسا معشوق طناز ہے کہ اُسکی مواصلت مین ہر پیر یا جوان تشبیب خوان کب صاحب راز و نیاز ہے اسکے چاہنے والے ہزارون جانون پر کھیل گئے خطائے منکر اور بدمزاجیان جھیل گئے اسکی تضمین کے سبب صاحب عتاق ہوئے اور اسکی تجنیس سے بدنام کنندۂ نکونامے چند کے مصداق بلہوس سمجھتے ہین کہ یہ ہمارا انتقام ہے جو عروس سخن ہمسے رام ہے یہ محض تلمیح ہے اور تقبیح وہ اُنکے وصال سے دور ہے مگر ایک چڑیل جسکا نام جہل مرکب ہے انکے گلی پڑی ضرور ہے ہمجنس کہ ہم بھی لطیف خطائین طائف ہیجے مگر اسکی تصحیف سے خائف بر کیا کرین دنیا مین عالم خیال عجب بے مثال ہے کہ زندگی بغیر اسکے شاق ہے جسکو دیکھو اسکا مشتاق ہے یہ تنہائی کا یار ہے شب ہجران کا غمگسار ہے ناکسون مین کس ہے بے بسون مین بس ہے ہاتھ مین دامن یار ہے ویرانون مین گلزار ہے شوق بے اُسکے بیکار ہے اور تمنا بے مددگار معجون کا کیف ہے شیوہ شاہدون کا سیف ہے کہین سوز ہے کہین ساز ہے اور کہین ناز ہے اور کہین نیاز بغیر اسکے زندگی حرام اگر کوئی جیا بھی تو گمنام یہی مایۂ بساط ہے اور یہی فرش نشاط خلوت مین جلوت کا نگہبان فرحت اور انبساط کا غزلخوان متاع بہجت اور سرور ہے یہ وہ نشہ ہے کہ نااہلون سے کوسون دور ہے شیرازہ بند دیوان ہستی ہے اور نغمہ سنج پیش دستی بادۂ شبانہ کی مستیان اسی سے بھاتی ہین خواب نوشین سحر کی انگڑائیان اسیکے باعث دلکو لبھاتی ہین جو سامان خواب مین نہ دیکھا ہو یہ پیدا کردے جو راز مشکل اور معما لاینحل ہو

اُسکو ہویدا یاس اسکے پاس نہین کسی سے اسکو ہراس نہین زندگی کیسی ہی تلخ کیون نہو اسکے باعث خواب شیرین سے زیادہ آسان کیونکہ اسکو تکلیف کا نہ وہم نہ گمان۔ کیا کیا اشکال عجیب اور غریب تمثیل اور تشبیہ مین لاتا ہے اُن سے اپنی کہتا اور اُنکی سنواتا ہے بچھڑون کو ملاتا اور اُنکو راہ پر لاتا اسی سے سوجھتا ہے آواز قلقل صدائے بلبل وہ کسی کا قابو مین نہ آنا وہ اُٹھ کے چلا جانا وہ ملاقات کی گھاتین وہ شوق کی باتین وہ لب ساغر کا مُنہ لگانا وہ ہچکیان لینا خود بھی رونا اور اونکو رُلانا وہ روزن دیوار سے تاکنا وہ نقاب مین نگاہ شرمگین سے جھانکنا وہ ہجوم آرزو وہ شیرین لبونکی میٹھی میٹھی گفتگو وہ بیقراریان وہ بیتابیان وہ شب ہجران کی درازی وہ فراق مین جانگدازی وہ شب وصل کا جلد سحر ہونا وہ مرغ سحر کا چلانا اور شمع محفل کا جھلملانا وہ جگر کی خراش وہ غمزون کی تراش وہ حیا سے پیغام وہ مجاز مرسل سے کلام وہ رنگین استعارات وہ کنایہ اور اشارات غرضکہ جہانتک سوچو یہ سب حضرت خیال کی بدولت انسان کو حاصل ہے یہ ہر شئے کو اور ہر شئے اسکو شامل ہے دنیا مین عجب نعمت ہے بغیر اسکے زیست مستعار اکارت ایک روز بندۂ درگاہ انھین حضرت کے ہمراہ ایک وادی ناپیدا کنار جسے گذرنا دشوار ہے جسکا نام میدان کلام مشہور انام ہے جا نکلا دیکھا عجب قیامت خیز گویا میدان رستخیز ہے جسکا اُور ہے نہ چھور ہر فرد بشر حیران ہے عجب میدان ہے ایک جانب اتھاہ سمندر روان یون تو بے تعداد مگر کہنے کو اُنیس بحور اُسکے ساتھ دوان عقل دنگ قافیہ تنگ تھا کہ یہان نہ اپنا کوئی ردیف ہے نہ حریف اولا اس میدان کا قطع کرنا محال بہران دریاون سے سالم جانا کیا مجال یہ ایسی مدید اور طویل ہین کہ انکے پار جانے سے پرند تک مقصور رہین آدمی تو ایسے بحر بسیط سے بالکل معذور ہین مگر مشارکت سے شاید منسرح ہو تنہائی مین محض رجز اور اضطراب کرنے سے کب فرح ہو یہی رمل بیابانی اور اسی بحر قریب کا پانی اور تمھاری زندگانی۔ محوی چہ نوا سنا

ہمنوایان رفتند ؎ بیگانہ نشیمن کہ آشنایان رفتند ؎ ایام خزان رسید و گلہا ہمہ ریخت ؎
از صحن چمن نغمہ سرایان رفتند ؎ اسی حیص و بیص مین تھا کہ ایک مشاکل کی آواز ہزج
یعنی ترنم کی کانمین آئی تازہ جان پائی سمجھا کہ یہ کوئی متدارک کامل ہین یا میرے حال مین شامل
ہین قدم سریع اُٹھائے کہ کہین امن ہاتھ آئے یہ میدان منقطع ہو اور یہ بحر مجتث باعث زندگی
جدید ہو کہ تقارب روز عید ہو (حافظ) آن کیست کز روی کرم با من وفاداری کند ؎ برجای
بدکارے چو من یکدم نکوکاری کند ؎ چون من گدائے بے نشان مشکل بود یار فلان ؎
سلطان کجا عیشش نہان با رند بازاری کند ؎ دلبر کہ جان فرسود ازو کام دلم نکشود ازو ؎ نومید
نتوان بود ازو باشد کہ دلداری کند ؎ غور سے جو دیکھا تو میرے حبیب لبیب ترجیع بند معانی
ترصیع جواہر نکتہ دانی تجنیس قدسی صفات توشیح مکارم اخلاق و برکات مربع نشین مسند عزت مسدس
پیرائے شش جہت تبیین کلام توضیح نظام قلب زدائے کدورت استوا پرداز رجعت مخزن
علوم مہذب عموم احترام آفتاب نظام ماہتاب احتشام روز روشن صبح گلشن صراح مضامین برہان
ہمایین قاموس گوہر صحاح جوہر مفتاح سخندانی نجم فیض رسانی تلویح عطا تحفہ ضیا چمنستان کرامت
نگارستان فطانت خطبہ فرحت مصدر حشرت خرمن اتحاد چشمہ فیضان و داد رشتہ اشعار
معارف گفتار کشاف اشارات مؤید تحقیقات قانون شفا روضۃ الصفا بلبل ہزار داستان گلشن فیضان
تعویذ حب و ایمان جلوہ باغ اخوان گلدستہ بند نازک خیالی شمع محفل عدیم المثالی تقویم و مسند آرای
عنوان پاسداری محیط علم بحر حلم معیار حسن گفتار محک درست اشعار افصح الفصحا ابلغ البلغا
کحل الجواہر عینین منشی **محمد اقبال حسین** صاحب تخلص عاشق وکیل ریاست بیکانیر
ادام اللہ اقبالہ و حشمتہ لا زال شموس رافتہ و محبتہ اُس پار کھڑے مجھکو بلاتے ہین کہ اِدھر آ
کیون زحافات مین ہم سے بچھڑنے سے آفات مین ہے مینے عرض کیا کہ اے میرے ممدوح
میری کیا مجال اور کہان سے لاؤن ایسے پر و بال جو شہباز کی طرح مواج بحور کو قطع کرون
اور آگے قدم لون فرمایا اے انجان دیکھ ہمنے ان پر عبور کیسا آسان کیا ہے ایک پل بنایا ہے

اس دشوار گذار کو شاہراہ بنایا ہے ـ یعنے بچشم حیرت دیکھا کہ ایک عمارت جسکو فصاحت اور بلاغت کے ستونون پر قیام ہے اُسکی تاسیس کو قیامت تک دوام ہے اصول سہ گانہ پر تعمیر اور ہر ایک شئی اُسکی بے نذیر ہے ہشت ارکان اُسکے اوتاد ہین بڑے خوبصورتی کے اُستاد ہین گویا ایک دوسرے کا ردیف ہے پل کیا ہے باغ رضوان کا حریف ہے پھر تو شوق مین قدم یہ کہتی ہوئی اُٹھایا کہ ع خرم دل آنکسے کہ صحبت تو بایار علی الدوام دارد ؎ اور جناب ممدوح کی بندشون کو خیال مین لایا سبحان اللہ سبحان اللہ دیوان عام ہے گذرگاہ انام ہے آثار زندگانی کی نشانی ہے عاشق اور معشوق کی کہانی ہے ابر نیسانِ معانی ہے غنچہ کشائے طبع جہانی ہے یا اخبار حیات کی جاودانے ہے دریائے عمیق سخندانی ہے گلشن پیرائے صانع ہے فرحت افزائے طبایع ہے ہر نکتہ موزون ہے شمشیر زبان افسون ہے نکہت گل ہے نقارۂ آفرین بلبل ہے گنجینۂ صلاح ہے نوائے فلاح ہے بزم افروز حسن و عشق ظلمت زدائے کفر و فسق ہے سرور دل ہے بادشاہ منزل ہے بلبل بوستان ہے نواسنج گلستان ہے سحر سنج ہے نوائے گنج ہے گلشن مہر کہن ہے چمن سخندان دلنشین ہے مایۂ امید ہے نوید جاوید ہے آرامگاہ خداوند و بندہ ہے نیرنگ ساز گریہ و خندہ ہے منزل فضائل ہے محفل خصائل ہے طوطی گفتار عندلیب خوش ہنجار جاگی گفتگو وسیلہ معشوق موبمو چمنستانِ بیان مربی اخلاق و مہربان نقش نگین اثر رنگ چین عنوان محبت مضمون مروت صورت طراز دقایق واللہ کہ از ہمہ فایق آبشار نیرنگی شمع افروز خوبیرنگی سکۂ اسرار نہانی سیار الفاظ و معانی نیرنگِ خیال مضمون وصال بہار تمنائی طالب مطلوب مسرت افزائی عاشق و محبوب دُرافشان ہے از نگین شاہد ناز دام صیاد و صید مرجع تحسین و امید صراف نقد و قلب خازن بزم وصل شاہد ہوش ربا مراتِ جلوہ نما سحر عشاق و بتان خزینۂ گوہر و گنج زر نہان بہزاد حسن افزائی گفتار شعراء حیرت فزا نزہت انتما مصورِ خیال تصویر مقال کسوت خوبی جلوۂ محبوبی غرض کیا کیا کہون ۔ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ؎ دیوان تو دیوان داغ کا جواب ہے

مگر حق یہ ہے کہ یہ لاجواب ہے ماہ کامل اسکے گرد گردان ہے ہر ایک مطلع سے خورشید عیان ہے مقطع حاسدون کا دندان شکن ہے ہر غزل غزالان صحرائی سی زیادہ پرفتن ہے اسکو وہ جانتے جنکو مذاق سخندانی ہے ورنہ گھامڑ کے آگے تو رام کہانی ہے ۔ اے حفیظ بس کر آگے نہ ہوس کر انکا پایۂ سخن تیرے فکر سے زاید ہے تجھپر الزام مرتبہ ناشناسی کا عائد ہے ۔ قطعۂ تاریخ اختتام تقریظ تحریر کر اور جناب ممدوح کے حق مین دعا تسطیر کر ۔

قطعہ

ہر چند کہ بادہ اوج مستی بخشد
یکروزہ بود و باز پستی بخشد
روحے کہ بہ بخشدت کلام عاشق
راحیست کہ با تو روح ہستی بخشد
تو حرف دعا بگو حفیظ بہ حق
تا ہست خداش تندرستی بخشد
سنہ ۱۳۱۲ ہجری
بخشد ہمہ اسباب کہ او مے خواہد
ایمان دہد فراخ دستی بخشد

قطعہ مادۂ تاریخ اُردو حضرت معظم بالا

جناب خضر کو عمر ابد جو تھی منظور
گئے تلاش مین حیوان کے چھوڑ کر انسان
ملی حیات تو انکو فقط وہ بے سود
ہوئی جو کنج خموشی مین جاکے وہ پنہان
ہمارے پاس نہ آئے کہ ہم بتا دیتے
کہ آپ دیکھ لین عمر ابد کا ہے یہ نشان
وہ کیا ہے یعنی کہ دیوانِ عاشقِ صادق
جبین مہر پہ حرفون کی جسکے ہے افشان
جو دیکھین مانی و بہزاد اسکے لفظون کو
مثال دیدۂ تصویر وہ بھی ہون حیران
اگر شبیہہ گلی بھی سُنے تو پھر وہ بھی
بسان زہرہ برقص آید و شود پران
بحیر تم کہ چہ افسون دمیدہ است عاشق
ندید چشم فلک اینچنین نگارستان
ترے سحاب فصاحت سے پھر ہوا شاداب
چمن سخن کا پڑا تھا جو مثل خارستان
تمہاری جلوہ طرازی سے حضرتِ عاشق
زمین ہے ساری گلستان بساط ہے بستان
عجب فصیح و بلیغ آپکا کلام ہے یہ
کہ جس سے بحر خجالت مین غرق ہے سحبان

دیا ہے تمنے عروس چمن کو وہ جلوہ
کہ جسکو دیکھ بھڑک جائین پیر اور جوان
سجا ہے اسکو اگر مین لکھون عروس چمن
گل سخن کو ہے جس سے حیات جاویدان
ترے کلام سے مُردون مین جان آتی ہے
تو وہ کلیم مسیحا صفت ہے سحر بیان
بجز نوشتۂ تقدیر کچھ نہین باقی
محال طبع رسا سے تری ہوا امکان
تری طراز سے احباب کو ہے ذوقِ طرب
ترے سخن سے گریزان نہین مگر شیطان
نوائے بلبل شیدا نہ کیون اسے کہیئے
نسیم گلشنِ اقبال سے ہے یہ شادان
اسے تو طائر عرش آشیان سمجھ لیجے
مقدر آپ سے دنیا مین آگیا مہمان
کلیدِ گنج سخن گویمش و مے گویم
ہمائے عرش نشین عندلیب خوش الحان
بروے اہل طراز و سلوک داعیہ ہم
کشودۂ تو در از باب ہائے باب جنان
ہمین کہ گفتم و گویم ز وصف بس نبود
نوید راحتِ جان نسخۂ ہمہ درمان
الا کہ باز معانی ہمی پرد در شوق
کہ تا شکار کند ہر کہ راست روح روان
چکد ز کلک نگار تو حرف چون طاؤس
شود بکاغذِ دیوان چو دلبرِ رقصان
الٰہی تا کہ زمین و زمانست مہر و نجوم
الٰہی تا کہ روانست جوئے کاہکشان
ہمیشہ رایت اقبال باد بر اوجش
ہمیشہ بخت معین باد دولت و سامان

خموش طالب خستہ کہ از تو کے آید
ثنائے فکر رسا آمد آمد اہل زبان

سنہ ۱۳ ہجری

تقریظ از نتیجۂ فکر آسمان پیمائے نظیری نظیر فاضل نبیل شاعر جلیل جناب سید محمد اقبال حسین صاحب المتخلص بہ بسمل خیرآبادی وکیل و معتمد ریاست ٹونک متعین ریذیڈنسی راجپوتانہ مقام کوہ آبو

جو سُنایا بخت نے سُنتا رہا
جو دکھایا چرخ نے دیکھا کیا

عاشق مآل بیندیش کی بے سروپا باتین سنین ۔ معشوق جفاکیش کی برملا صلواتین سنین

ہجر یار کی راتین دیکھین۔ حسن و عشق کی وارداتین دیکھین۔ اب خدا نہ سنوائے۔ حضرت عاشق کا دیوان۔ عشق خانمان سوز ننگ و نام دشمن کی داستان۔ اب اللہ نہ دکھائے۔ معشوق پردہ نشین کا جلوہ حسرت و ارمان کا ناحق و ناواجب بلوہ۔ سُنا جو سنا اور دیکھا جو دیکھا۔ ہائے وہ بھرے پُرے زخم دل جو پروائی کی ایک نہین سنتے تھے۔ ہمارے مخدوم جان نواز کرم بے انباز۔ طریق مہر و وفا مین صادق منشی محمد اقبال حسین صاحب عاشق کی متواتر نمک افشانی سخن کے ہاتھون از سر نو ہرے ہو کر رِسنے لگے ہین۔ اور ہمارے وہ ارمان مضمحل جو نا امیدی کی بدولت اپنے حصول مطالب کی جان کو رو بیٹھے تھے ایک معشوق عاشق نواز کی پیہم نظارہ بازیون سے خبردار ہو کر خندہ دندان نمائے ناکامی پر دانت پیسنے لگے ہین۔ کیون نہو۔

دکھایا جب خدا نے مال پھر جی کیون نہ للچائے
پرائے دل پہ کسکا زور کوئی کیون نہ للچائے

مگر کیا ہوتا ہے۔ اپنی اپنی قسمت۔ اپنا اپنا بھاگ۔ اپنی اپنی کنگری اپنا اپنا راگ۔ دولت سخن وہ دولت نہین جو کسی کے بانٹے آئے۔ اس گلشن ہمیشہ بہار مین کسی نے پھول چنے کسی کے پلے کانٹے آئے۔ کہان بلبل و گل کے دلی لگاؤ۔ کہان گلچین و باغبان کے مغائرانہ برتاؤ۔ کہان عاشق و معشوق کی بیحجابیان۔ کہان غیر آرزومندون کی بیتابیان۔ کہان سرو و صنوبر کی ہمسری۔ کہان بیچاری غیر جنس قمری۔ کہان نرگس و لالہ کی نگاہ بازیان۔ کہان سبزۂ نا آشنا بیگانہ روش کی دراندازیان۔ کہان نسرین کا ہنسنا۔ کہان شبنم گریان کا ترسنا۔ کہان شاخون کا میل۔ کہان پامال و سرنگون بیل۔ کہان گنجان درختون کا باہم شورا۔ کہان زہر نصیب دھتورا۔ کہان چشمون کی روانی۔ کہان ڈبرون کا گندلا پانی۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ اب اگر بسمل آرزو دل اپنی گرما گرم تمنا کو۔ آب سرشک چشم مایوس کے چھینٹون سے ٹھنڈا کرے تو کیا کرے۔ ہان

یہ دعا کرے کہ اللہ تعالی جناب عاشق معشوق نواز کی خیر کرے کہ جنکے کلام شیرین کے طفیل مین کسی کے حسن دلفریب و جانستان کی حواس رُبا شہرتین سُن لیا کرتے ہین ۔ اور باہمی معاملات کی ہو بہو تصویرین دیکھکر شوریدہ طبعانِ ولولہ پسند سر دُھن لیا کرتے ہین ۔ جہان اُس غارتگر دین و دل کی عصمت کا بیان آتا ہے ۔ جی لوٹ جاتا ہے ۔ جس جگہ اُس صوتگرِ شوخی و انداز کی بیباکانہ ادا کا اظہار ہوتا ہے ۔ کوئی کانٹا سا دل مین چبھتا ہے اور تھ لیا کہین ع حسرت آتی ہے کہ یہ شخص ہمین کیون نہ ہوئے ۔ سال حال کے راز و نیاز کا خاکا ۔ جسے ہمنے دیدۂ تصور سے خوب تاکا یہ دیوان ہے ماشاء اللہ کیا بیان ہے ۔ پیارین بندشین اَلّڑہ معشوقون کو چوٹیان گوندھنا سکھاتی ہین ۔ دلاویز ترکیبین پردگیانِ پردۂ دار کو تڑپا تڑپاتی ہین ۔ اَچھوتے مضامین کی یکرنگی پر نوعروسانِ چمن بہار کے جوبن وارنیکو جی چاہتا ہے ہر مصرع سالم البحر دوسرے مصرعۂ قایم الوزن سے چولی دامن کا ساتھ نباہتا ہے اختراعی محاورات جو طبع جودت آشنا نے نذر ناظرین کئے ہین سب سے جُدا ہین ۔ معانی الفاظ دوست پر نگاہ کیجے تو موافق مطالب و خلاف مدعا ہین ۔ سمجھنے والا سمجھے کہ مینے سمجھ لیا مگر پوچھیے تو گریبان ندامت مین مُنہہ ڈالکر جیب ہو رہے ۔ جاننے والا جانے کہ مین جان گیا لیکن جانچیے تو سوائے خموشی کچھ نہ کہے ۔ انصاف یہ ہے کہ اگر روح غالب داد دے تو داد ہے ۔ ورنہ فریاد ہے ۔ اس دیوان کو دیوان وہ کہے جو دیوانہ ہو ۔ مین تو یہ کہونگا کہ یہ دیوانِ عام ہے جسمین حضرتِ عاشق نے عاشقان جانباز کا دربار عظیم قرار دیکر ایک پریوش معشوق بوالعجب کی خوبیون کا مژدہ سنایا ہے ۔ یا خلوت خانۂ خاص ہے کہ جسمین خود بدولت نے کسی شاہد زیبا کو اپنا ذریعہ حصول مطالب گردان کر نقاش خیال سے فوٹو کھچوایا ہے ۔ اور ابجد خوان مکتبِ صال کو نتیجۂ حسن و عشق دکھایا ہے ۔ ہمارے نزدیک یہ دیوان دیوان کائنات مین انتخاب ہے ۔ سبحان اللہ ۔ اور اپنے نزدیک آفتاب داغ کا جواب ہے واہ واہ ۔ اگر آفتاب داغ اپنی عالم افروز روشنی کے دامن سے افکار عاشق کے فروغ کو چھپانا چاہے محال ہے کیونکہ دونو حضرات

شہر دہلی کے باشندے ہین دونو کی ایک بول چال ہے آن آفتاب داغ و افکار عاشق مین یہ فرق لا کلام ہے کہ گر محوشی اشک اُسکا معجزہ ہے اور تحریک خندۂ بیساختہ اسکا کام ہے اب سخنوران نازک خیال انصاف فرمایئن کہ جو ہنستے کو رُلائے وہ اچھا - یا جو رُوتے کو ہنسائے وہ اچھا - چونکہ طول کلام سبب کم توجہی طبع انام ہے اسلئے یہ تقریظ تمام ہے اور میرا سلام

تقریظ ریختۂ خامۂ نادر مثال شاعر نازک خیال افتخار الشعرا مولوی سید افتخار حسین صاحب متخلص بہ مضطر برادر عزیز حضرت مولانا بسمل خیرآبادی

اُس کے روئے آتشین ہائے پالا پڑ گیا
شکل گیسو میرا گورا رنگ کالا پڑ گیا

اے خرمن صبر و شکیبہ کے رکھوالو - اپنا اپنا مال سینتو سنبھالو - آج ہوا کے تیزی کی بے تحاشا رفتار کے رنگ ڈھنگ بُرے ہین کوئی فتنۂ خوابیدہ جگانے والی ہے - دیکھو وہ زرد زرد پتے جنکی طبیعی عمر بہار کی لذتون مین اور قیام یکجائی کی حالتون مین کوئی شاخ بے کیفی و جُدائی - آجتک نہین پیدا ہوئی تھی - آپ ہی آپ اپنے قدیم مقامون کو چھوڑ چھاڑ کس بے برگی و بینوائی سے اُڑی چلی جاتی ہین - ہو نہ ہو کوئی آفت تازہ آنیوالی ہے - بگولون کو نہین معلوم کس افتاد کی پڑی ہوئی ہے جو مارے مارے پھرتے ہین - ذرّون پر خدا جانے کیا بن گئی ہے کہ پریشان حال اپنے سُردن کی اُتارے پھرتے ہین شاخون پر کیا گزر رہی ہے کہ خود بخود ٹوٹے جاتی ہین رگ گُل پر کیا بیت رہی ہے کہ نبضین چھوٹی جاتی ہین مہر فلک کے چہرۂ نورانی پر اسقدر غبار چھا ہے کہ کسی کم سن حسین گھروندا کھیلنے والے کے گالون پر بھی نہو گا - اور مسافران دشت غربت کے بکھرے بکھرائے بالون پر بھی نہو گا - سُنا بھی مینے کیا کہا - اے وہ دیکھو دیار سخن کیجانب سے کیسی کالی آندھی اُٹھی ہے خدا خیر کرے - کہین ایسا نہو کہ اس بلائے آسمانی کا زور تمہارے واسطے باعث شور ہو جائے اور اُس شبہا فرو خواب کا جسے تمنے اپنا سرمایۂ حیات قرار دے رکھا ہے اور جسکے طفیل سے اپنی زندگی راحت طلب کی ہزارون راتین سکھ چین سے بسر کر چکے ہو اور کرو گے

بہور ہو جائے ۔ کوئی آفت ہو سہی نہین جاتی ۔ مثل مشہور ہے کہ بُری گھڑی کہہ کے نہین آتی ۔ آدمی کچھ کھو کے پاتا ہے ۔ گھڑی کے بان کوئی لینے نہین جاتا ہے ۔ اگر تمہاری غفلت بیجا اپنے والیون سے باز نہ آئی ۔ تو دیکھ لینا بنے بنائے کھیل بگڑ جاینگے ۔ اور اب سے دور لینے کے دینے پڑ جاینگے ۔ سُنا گیا ہے کہ اقلیم سخن کے محلۂ نظم آباد مین ایک دشمنِ جان شعرائے حال ۔ آتش مزاج و تیز مقال لذت دنیا و دین سے سیر ۔ قلب فنون و علوم قابض تا قابو دہ کون حضرت معظمی و مکرمی منشی محمد اقبال حسین صاحب عاشق وکیل بیکانیر متعینہ رزیڈنسی کوہ آبو کی گرما گرمی سے آگ لگی ہوئی ہے ۔ مبادا کہ اس آتش سوزان کی شوخ شرر چنگاریان ہوا کے گھوڑون پہ سوار ہو کر تمہارے ارمان و امید کی کچی پکائی کھیتیون مین آپڑین اور دانی دانے کو چٹ کر جائین ۔ اے حسرت و آرزو کے شہر آباد مین بسنے والو اپنے خیالات خام کے کچے گھرون کو اور ناکامی و یاس کے سوکھے ساکھے چھپرون کو دیکھو بھالو ۔ اب سرشک پیہم کا پورا بند و بست رہے ۔ شگاف زخم جگر کے نالے بند کر دو کہ اب نہ بہے ۔ چھوٹی بڑی تمناؤن سے کہدو کہ اگر اپنی جان کی خیر چاہین تو خم آبلۂ دل مین پانی بھرے تیار رہین ۔ بلکہ پھپھولون کے گھڑون پر ہاتھ دھرے ہشیار رہین اگر کوئی شرارۂ آہ حضرت عاشق آچکے تو فوراً ٹھنڈا کر دینا ۔ ہر ایک جنس کی سنبھال رکھین ہر ایک چیز کو ٹھکانے دھر دین ۔ تمکو تو یہ حکم دیتا ہون اور مین جا کر اپنی جھونپڑی کی خبر لیتا ہون ۔

چلو مضطر چلین دیکھین تماشا گھر کے جلنے کا
کہ ہمکو بھی ہے شوق بے تماشا گھر کے جلنے کا

لیکن گھر مین دو دلنے بھی نہین جلیگا کیا خاک ۔ اُس ویران کدۂ بے سر و سامانی کی گئی گذری حالت کا پوچھنا ہی کیا ۔ اُسکی بنیاد ایسی گہری پڑی تھی کہ پردہ داری معاملات کیواسطے چار دیواری بھی نصیب نہوئی ۔ اور خواب شیرین کی دور بلا ۔ ایکدن شب فراق کی آزار نما بیداری بھی نصیب نہوئی مگر خیر ۔ جیسا ہے پھر اپنا گھر ہے ۔ یہ کہا اور قدم بڑھایا ۔ خدا خدا کر کے گھر تک پہونچے ۔ دیکھا تو

کوئی سلامتی مین کہرام مچا ہوا ہے کوئی روتا ہے کہ ہائے میرا مال جل گیا کوئی پیٹتا ہے کہ ارے میرا لال جل گیا۔ کوئی چلاتا ہے کہ پانی لاؤ۔ کوئی کہتا ہے ادھر بجھاؤ کوئی کہتا ہے اُدھر بجھاؤ۔ غرضکہ ایک غدر ہے کچھ تو آگ ہے اور کچھ ہوائے تند ہے۔ ہم ایک چالاک و طرار اپنے مطلب کے آشنا اتنا سنتے ہی چھو ہو گئے۔ اور حضرت عاشق و معشوق در بغل کے در دولت پر جا ڈٹے۔ اور کہنے لگے۔

ترے عشق مین ای بت شوخ نظر گھر پھونک تماشا دیکھ لیا
اب اور کہان جائے مضطر گھر پھونک تماشا دیکھ لیا

غرض ہان کچھ چند روزہ قیام مین وہ آگ لگانیکا مصالحہ ہاتھ آگیا۔ اور آتش بے دود کا پرکالہ ہتھے چڑھ گیا۔ درحقیقت جناب عاشق نے عجیب نسخہ بہم پہونچایا ہے کہ جسکے نظارہ سے مردم دیدۂ گریان کے تن بدن مین آگ لگ جاتی ہے۔ وہ کیا۔ (افکار عاشق) عمر معشوق کا تخمینہ کہون تو بیجا ہے۔ دولت حسن یار کا خزینہ کہون تو بیجا ہے۔ چشم بد بین مین خاک۔ ایسی ایسی بلند پروازیان فرمائی ہین گویا اڑتی چڑیا پر جال ڈالے ہین۔ ماشاء اللہ کیا ہاتھ پانو نکالے ہین۔ کیون نہو کسکے دیکھنے والے ہین۔ حسن بندش آپ کے گھر کا غلام ہے۔ مصرعہاے مختلفہ کو خلعت ہمچشمی عطا کرنا آپ ہی کا کام ہے۔ کنایہ اور رمز وصال کو اس صفائی سے ظاہر کیا ہے گویا وفادار معشوق دریچۂ آئینہ دار کی اوٹ سے کسی کو بلا رہا ہے۔ شدائد فراق یار کو اس خوبی سے باندھا ہے جیسے کوئی دشمن جانی کسی نازک بدن آدمی کا گلا دبا رہا ہے۔ دیوانگان زلف کی وحشتین۔ پریشان کم سن کی دہشتین۔ چشم بیمار کے بیمارون کی دوائین۔ زخمیان تیغ ابرو کی دردناک صدائین۔ عزاداران کشتۂ جفا کی ناکامیان۔ رہروان کوئی محبت کی بدنامیان۔ عالم غربت کا تفصیلی حال۔ کشور حسن و عشق کی صاف بول چال۔ حیرانی عشاق کا نمونہ۔ حسن دلکش کی شہرت کا گلگونہ۔ عاشق کی کہانی۔ معشوق کی اُٹھتی جوانی۔ اسی دیوان پر قربان اسی کے حسن بیان پر صدقے۔ اگر جان مضطر امانت پروردگار نہوتی تو وہ رند ہزار شیوہ ضرور اُس شاہد دلنواز پر نثار کر دیتا۔

لیکن وہ بیچارہ ڈرتا ہے کہ کہین اس عالم جوانی و پریشانی مین ــ یکے نقصان مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ کا مصداق نہ ہو ــ ورنہ وہ ابتک مدت کا لذت وصال چکھ چکا ہوتا ــ اور چڑھے ہوئے دریائے شباب مین پائے طلب بغرض حصول صدف مراد رکھ چکا ہوتا ــ اب بھی کچھ نہین گیا ہے (یار زندہ و صحبت باقی) سچ تو یہ ہے کہ عجب دلربا دیوان فرمایا ہے ــ بھلا آفتاب داغ کا ایسے سے مقابلہ کیا ــ کہان داغ ــ کہان چراغ ــ کجا آفتاب کجا اسکا جواب ــ اللہ تعالی حضرت عاشق کے حوصلے کو ترقی عطا فرمائے ــ کہ غمگینانِ عزلت نشین ــ و افسردگان حزین کے جی بہلانیوالے آپ ہی ہین ــ اور وقت بے وقت کام آنیوالے آپ اللہ بس باقی ہوس ــ

تقریظ جناب شاعر بے مثال ناثر باکمال مولوی محمد عبد الحی صاحب جوڈیشل افیسر دربار سرہی ــ

برقع برخ افگندہ و ہر سو نگرانند
فریاد کہ این پردہ گیان پردہ درانند

معشوقہ پردہ نشین ہر دل عزیز کے ذوق خود نمائی نے مارا ــ عاشق مدعا نافہم کی سادگی و صفائی نے مارا ــ ہائے ــ ع سانس دیکھے تن بسمل مین جو آتے جاتے ــ اور جلاد نے چرکا دیا جاتے جاتے ــ مطلوبۂ شہرت پسند شیرین حرکات کی جرات جلوہ فروشی نے مارا ــ طالب مطلب ناشناس کی مدہوشی و خود فراموشی نے مارا ــ آہ ــ

ٹھنڈا ہوا جو کشتۂ الفت تو شوخ نے
اک چلتے چلتے اور بھی ٹھوکر رسید کی

ادھر دیکھیے تو بظاہر منہ پر نقاب ــ مگر انتہا کے بے تکلف اور بلا کے بے حجاب ــ ادھر دیکھیے تو فورِ شوق مین غضب کی بیقراری اور ستم کا اضطراب ــ ادھر حسن لاثانی کی بدولت وہ تغافل و استغنا کہ کیسے دم پر ہی کیون نہ بن آئے مگر وہ لب جان بخش نہ کھولین ــ ادھر جوش وحشت کے ہاتھون یہ بیباک سری و ہرزہ سرائی کہ کیسیکا منہ ہی کیون نہ بھر جائے مگر یہ اپنی ہی ہانک لگائین اور اپنی ہی بولی بولین ــ ادھر بناوٹ کی شرم اور دکھاوے کی حیا سے یہ مد نظر کہ کسیکی چشم تصور بھی حسن مہوش تابانک نہ پہونچے ــ ادھر مَن اَحَبَّ شَیئًا اَکثَرَ ذِکرَہٗ کا مصداقِ تام بننے کی ہوس مین

یہ بیخودی کہ صدمۂ رقابت سے لینے کے دینے ہی کیون نہ پڑجائین مگر یہان حسن سراپا مین کوئی دقیقہ باقی نہ رہے ۔ وہان نظارہ بازی کا لپکا ۔ یہان سخن سازی کا چسکا ۔ اُدھر نئے نئے ناز اور نرالی ادائین ۔ ادھر جنون خیز تقریرین اور وحشت انگیز صدائین ۔ انکو سب زیر نظر ۔ انکو خیر نہ خبر ۔ انکو ہر ایک سے ساز ۔ یہ انھین کے دلدادہ عشوہ و انداز ۔ وہان اُمنگون کا زمانہ اور ولولون کا سن ۔ یہان اختر شمری کی راتین اور دم شماری کے دن ۔ المختصر ۔ او بتاراجِ دلم مائل و من مائل او ۔ او بفکرِ دگر و من بخیالِ دگرے ۔ الحاصل ۔ یہان دلمین خیال اور ہے وہان مدنظر اور ہے حال طبیعت کا اِدھر اور اُدھر اور ۔ حیرت تو یہ ہے کہ یہ بتائین ۔ اور ایسین نباہ ۔ ایسا تخالف اور باہم رسم و راہ ۔ اور پھر حیرت کیون نہ ہو ۔ آخر ہم بھی اُسی ہوش ربا تجلی کے محو دید مین ۔ اور اُسی تیغ ادا کے شہید ۔ اُسی شعلہ رو کے مائل مین اور اُسی خنجر ابرو کے گھائل ۔ اور باایں ہمہ ۔ گوش مایوسِ پیام و چشم محروم جمال ۔ ایک دل اُس پر یہ ناامیدواری ہائے ہائے اور اگر احیاناً کبھی نصیب جاگے بھی ۔ تو اسطرح کہ یہی کہتے رہگئے ؎ ایک ہی جلوہ دکھا کر مجھے دھوکے مین نہ ڈال ۔ دل کہے یار ہی تھا مین یہ کہون یار نہ تھا ۔ صاحبو ۔ کچھ سمجھے کہ وہ معشوقۂ لاابالی خرام کون ہے ۔ اور وہ عاشق بیہوش و خرد باختہ ذوق کلام کون ۔ وہ معشوقہ ۔ معشوقۂ سخن ہے ۔ جسکے فراق و اشتیاق مین ہم کیا ایک زمانہ جان بیچتا ہے ۔ اور وہ عاشق ۔ حضرت عاشق وحید زمن ہین جنکی ہمنفسی گوئی و خوش نصیبی پر باایں ہمہ اتحاد و دعوی نیاز بیخود خود غلط کو بھی رشک آتا ہے ۔ ناظرین ۔ اگر میری الجھی ہوئی تقریر نے اب بھی اصل مطلب سمجھنے کا موقع نہ دیا ہو ۔ تو یہ سُنیے کہ کاتب نیاز سرشت کی شفیق یگانہ و رفیق فرزانہ منشی محمد اقبال حسین صاحب وکیل معتمد راج سرکار بیکانیر متعین ایجنٹی راجپوتانہ جو دلدادہ جمال شاہد سخن اور اس گئے گذرے زمانہ مین یکتائے عصر و وحید زمن ہین ۔ اُنھون نے اُسی محبوبۂ عالم آشنا اور مطلوبۂ شیرین ادا پر کچھ ایسا پھندا مارا ہے کہ ہم ۔ اور ہم ایسے سیکڑون کشتۂ غم سر پیٹتے اور خاک اُڑاتے رہگئے ۔ وَ نِعمَ ماقیل ؎ تھے سبھی دنیا مین مشتاق عروسان بہشت ۔ اُسکے سر سہرا رہا جو فکر سامان مین تنہا رہا ۔ بارے شکر ہے کہ اُنکے کلام فصاحت التزام کی بدولت ترسی ہوئی آنکھونکو کبھی کبھی وہ جلوۂ نورانی نظر آجاتا ہے ۔ جسکے ذوق و شوق مین ہم ایسے زبون حالون ۔ اور نارسا طبیعت والون کا کلیجہ تلملاتا ہے ۔ چنانچہ ابھی ابھی حضرتِ ممدوح کا پہلا دیوان اسرار عاشق حلیۂ طبع سے محلی ہوکر نظر افروز عالم ہوچکا ہے ۔ اور اب دوسرا دیوان افکار عاشق و ترانۂ عشق مطبوع ہوکر

سرمۂ چشم اہل بصیرت ہوتا ہے ؏ ہے جلوۂ بہار سخن شورش آفرین یار ۔ بجا ہے جو دل وحشت پناہ کو گو اگرچہ از خود رفتگان تجلی حسن عالم سوز اس پیہم جلوہ فرمائی سے (ہینتائی) بیحد ممنون ہین ۔ مگر حضرت عشق سے کوئی اتنا پوچھے کہ حضرت ۔ کیا اسرار عاشق نے سرمستان بادۂ سخن کو از خود رفتہ کرنے مین کوئی کسر اٹھا رکھی تھی ۔ جو اب افکار عاشق و ترانۂ عشق آمادۂ ہوش ربائی ہے ۔ کیا آپنے یہ نہین سُنا بے پردہ پس چلمن یکبار تم آ بیٹھے ہو یہان تاب نظر کسکو کیون جلوہ گری اتنی ہو کیا مشتاق نگاہین اور حسن دوست طبیعتین اُسکے نظارۂ جمال سے فارغ ہو گئی تھین ۔ جو یہ ناطورۂ نظر فریب محو خود نمائی ہے ۔ کیا کوئی یہ نہین کہہ سکتا ۔ ہم بھی جگر کو تھام لین دل کو سنبھال لین تو تھم تھم کے رخ سے زلف چلیپا اُٹھایئے ہو بیخود آشفتہ خیال و سراپا ملال ان دیوان فصاحت عنوان کی ثنا و صفت مین اسکے سوا کہے تو کیا کہے ۔ اور لکھے تو کیا لکھے ۔ کہ یہ دیوان ہین یا کسی کشتۂ حسرت کا نہ نکلنے والا ارمان ۔ یہ کلام ہے یا ناسور کہن کے لئے نوید التیام ۔ الغرض حُسن خود نما کی تجلی سے صیقل کیا ہوا آئینہ ہے تو یہ ہے ۔ اور عاشق و معشوق کی سادگی و عیاری کے خزینہ ہے تو یہ ۔ مصرع مصرع اگر قامت موزون سے دوشادوش ہے ۔ تو فقرہ فقرہ حُسن تبسم سے ہم آغوش ہے مطلع مطلع اگر ہمتا با ماہتاب ہے ۔ تو مقطع مقطع روکش آفتاب ۔ تعقید کا نام ہے نہ اغلاق کا نشان ۔ فصاحت کی مملکت ہے تو بلاغت کا جہان ۔ نثر مین نظم کی موزونی ہے ۔ تو نظم مین نثر کی روانی ۔ کسیکی موت ہے تو کسیکی زندگانی ۔ اور ان خوبیون کے سوا زلف معنبر کی نکہت ۔ رخسار منور کی رنگت ۔ مژگان سرمہ سا کی درازی ۔ چشم سحر آفرین کی فتنہ پردازی ۔ بینی زیبا کی خوش آئینی ۔ تبسم کی نمکینی ۔ تکلم کی شیرینی ۔ تیغ ابرو کی برش و تیزی ۔ گیسوئے مشکین کی غالیہ سائی و عنبر بیزی ۔ لب جان پرور کی معجز نمائی ۔ گلوئے مصفا کی صباحت و صفائی ۔ سینۂ انداز خزینہ کا اُبھار ساعد و بازوئے سیمین کی بہار ۔ موئے میان کی نزاکت ۔ ساق صندلین کی لطافت ۔ کف پائے نازک کی رعنائی و زیبائی ۔ خرام ناز کی شوخی و محشر آرائی ۔ غرض سر کی تا کف پا ۔ ایک ایک خوبی ۔ ایک ایک ادا ۔ ہر شعر کے حرف حرف مین پنہان ہے ۔ اور

نقطہ نقطہ سے عیان - جس نے یہ کلام ہوش ربا سنا اُس نے سب کچھ دیکھا - جس نے یہ نسخۂ فرحت افزا پایا - وہ چلا اُٹھا کہ دنیا مین آکر اب کچھ دیکھا - عاشقانِ معشوقۂ سخن اگر بیخود اسیرِ محن آپ مین ہوتا اور حضرتِ عاشق کا کلام تاب تکلم نہ کھوتا - تو خدا معلوم وہ کیا کچھ کہتا اور آپ کیا سنتے - اور اب تو سوا اسکے کچھ کہتے بنتی ہے نہ لکھتے - کہ -

حبذا دیوانِ عاشق جس سے ہے
ہر سخنور غرقِ بحرِ انفعال
بندشین نادر ہین ترکیبین نئی
تازہ مضمون سب سے بیگانہ خیال
دنگ ہون عرفی بلاغت کا یہ رنگ
ہون خجل سعدی فصاحت کا یہ حال
اسکے ہر فقرے مین آتا ہے نظر
اک سراپا ناز کا دلکش جمال
دل دکھاتا ہے اگر ذکرِ فراق
پر چکین دیتی ہے امیدِ وصال
انکا مصرع قامتِ موزون کا عکس
انکا نقطہ عارضِ خوبان کا خال
نظم کا کیا تذکرہ سچ تو یہ ہے
نثر مین بھی یہ روانی ہے محال
ہجر مین پڑھیے اگر اسکو تو ہو
ہر غزل پر مرثیہ کا احتمال
وصل پیش نظر رکھیے تو ہو
رنجشِ بیجا سے بھی رفعِ ملال
کیون نہ کہیے اِنکو معشوقون کی شان
کیون نہ کہیے اِنکو عاشق کا کمال
کیون نہ لکھیے اِنکو ماہِ بے کلف
کیون نہ لکھیے اِنکو مہرِ بے زوال

از سرِ صنع و ذکا ہے یہ کلام
بے نظیر و بے عدیل و بے مثال

۱۷۹۳
۹۰
۱۸۹۰ء

تقریظ من نتایج فکر بلند شاعرِ یکتا نازِ زمن جناب حکیم سید محمد حسن خانصاحب متخلص بہ حسن خلف جناب حکیم سید منور علی خان صاحب مرحوم آشفتہ تخلص دہلوی -

لو اور سنو سمجھ بوجھ والون کو کیا سوجھی ہے - کیا لعل اُگلے ہین کہ - الف اختراعہائے بہتان تا

تہمت جیم جنون حائے حماقت خائے خرافات دال دروغ ذال ذلت رائے رسوائی زائے زبونی سین سفاہت شین شماتت صاد صرع ضاد ضلالت طائے طامات بمعنی بیہودہ گوئی ظائے ظلمت عین عصیان غین غوایت گمراہی فائے فسق قاف قباحت کاف کدورت گاف گناہ لام لغویت میم ملاہی نون نکبت واو وبال ہائے ہذیان یائے یاوہ کی باہمی آویزش و ہم آغوشی کے نتائج سے جو نوبچگان الفاظ تیار اور دوشیزگان معانی نقاب کشا ہوتے ہین وہ حلل نظم سے ہر ہفت اور پیرایۂ موزونی سے آراستہ ہوکر لوطیان امارد ہوا و ہوس کا دل گدگداتے اور عشاق فساق کی قوائے شہویہ اور چراغ کامجوئی کو اُکساتے ہین یعنی شعر و شاعر کے لغو خیالات شعر عار (منہی عنہ) ہین ہم اِس امر کو تسلیم اور اِس قول کو مردود نہین سمجھتے کلام ہے تو اتنا ہے اور بحث ہے تو اتنی ہے کہ اسکو کلیۃً ٹھہرا کر گدھے گھوڑے کو ایک لاٹھی ہانکنا اور اچھے برے کو ایک گھاٹ اُتارنا منافی آئین انصاف ہے۔ قوت ممیزہ اسی غرض سے بخشی گئی ہے کہ کھرے کھوٹے کو پہچانین پاک و ناپاک کو چھانٹین برے بھلے کو الگ کرین اگر جائز و ممنوع مین تفرقہ اور گدلے نتھرے مین تمیز نہ کی تو ضعف اجتہاد ہے۔ سخافت رائی ہے۔ اندھیر ہے۔ ظلم ہے۔ قباحت ہے۔ اے اہل الرائے ہوش مین آؤ اپنے حواس کا صدقہ اُترواؤ۔ (نحن مافیہ) کو بغور سنو اور دیکھو کہ بو العجب تماشا گاہ حسن و عشق۔ پاکیزہ گو مبرا از فجور و فسق ابر طوفان بار موزونی خیالات عجیبہ ابو البشر موالید غریبہ شاعر نغز گفتار نادرہ بند سحر کار نظم مین صفدر تنومند ریاض سخنوری مین نخل باسق مولانا محمد اقبال حسین عاشق کی شاعری اور اُنکے نتائج طبع وقاد اس سے مستثنی ہین اور کیون نہو اُنکا دیوان معانی دقیقہ کی جان مضامین رشیقہ کی روح و روان اُنکا کلام دل آویز شیوہ بیانی کی دستاویز ماشا اللہ۔

الف الفت بائے بیتابی تائے تپش جیم جفا حائے حسن خائے خفقان دال درد دل ذال ذوق رائے رقابت زائے زاری سین سوزش شین شوق صاد صعوبت ضاد ضعف طائے طنز ظائے ظلم عین عشوہ غین غمزہ فائے فغان قاف قلق کاف کاہش گاف گریہ لام لجاجت میم ملال نون ناز و نیاز واو وصال ہائے ہجر یائے یاس کے عناصر حروف نے باہمی آمیزش و کنار و بوس سے جب صورت زیبا پائی تو یہ سحر حلال۔ لعبت فصاحت و بلاغت تمثال۔ حجالہ طبع سے جلوہ آرا ہوکر بہار نظارہ سے نظر افروز ناظرین و نوید چہرہ کشائی سے ذریعہ اہتزاز سامعین ہوا۔ سمیع بصیر اس

یادگار اعجوبۂ روزگار کو نقل بزم سرخوشان بادۂ معانی و گلدستۂ نظر فریب ارباب سخندانی فرماوے۔ اور مصنف کو دیر گاہ سلامت رکھکر ہر سال افکار نو بنو و خیالات تازہ بتازہ سے احباب نوازی کی توفیق دے تا حسن آنجہ خوان آسیمہ کار ہرزہ نوا کو ہدیۂ تقریظ جدیدہ کی پیشکشی مادام الحیات نصیب ہے آمین ثم آمین فقط

سراسیمہ و پریشان ۱۲

قطعہ تاریخ از نتائج فکر شاعر نازک خیال وحید عصر حضرت حکیم محمد عمر صاحب فصیح خلف الصدق جناب حکیم محمد یحیی بیگ صاحب ملازم [illegible]

اے زہے دیوان عاشق واہ واہ
لطف سے ہر ایک مالا مال ہے

اسکا ایک اک شعر ہے زیب کلام
اسکا ہر مصراع حسن قال ہے

اسکے لفظون مین محبت ہے بھری
عشق بازی کا سراسر حال ہے

ہے کہین وصف گل رخسار یار
اور کہین توصیف خط و خال ہے

پھر چمک نکلا ستارہ عشق کا
عاشقی کا اوج پر اقبال ہے

فکر مین تاریخ کے تھا کو فصیح
اِس قدر کس واسطے اہمال ہے

کہہ بھی دو جھٹ پٹ زروئے آفرین
گوہر نظم عجایب سال ہے

سنہ ۱۳ ہجری

مادۂ دیگر از جناب موصوف مخازن الفصاحت

سنہ ۱۳ ہجری

تقریظ از نتیجۂ فکر رسا میان محمد بخش صاحب متخلص بہ ضبط شاگرد حضرت داغ

کدھر گئے جوہر سخن کے دیکھنے والے اور گوہر کلام کے پرکھنے والے۔ کہان ہین نشست الفاظ کی داد دینے والے آئین اور رشستگی اور روانی پر مٹنے والے آج ایک مرقع خیال بیمثال رات دن کی بول چال شجر شاعری کا نہال تازہ بلاغت و فصاحت کی کان بے اندازہ رنگین مزاجون کی جان عاشقون کا ایمان معشوق خیالی کی تصویر حضرت عاشق کی تحریر پر تاثیر کو دیکھکر اپنے جلے دلون کے پھپھولون کو پھوڑین جلد ادھر دوڑین اور اس گل گلزار سخن کی بو جسکی مشک ختن ہے گفتگو ہے سونگھین۔ اور حضرت عاشق کی جادو بیانی کی داد دین اپنی مرادین اسکو پڑھکر آباد ہون

اور ہمارے دلکو شاد کرین عاشق کے رنگین ارشاد پر اپنی آنکھون سے صاد کرین اور بیساختہ یہ کہین کہ سبحان اللہ اس دیوان بے خزان کا ہر نقطہ گوہر ناسفتہ ہے اور ہر دایرہ شمس و قمر کا ہالہ معشوق بے وفا کے کان کا بالا آتش کا پرکالہ زاہد چند سالہ کو بے چین کرنے والا اور ہر شعر ارمان کیطرح جان و دل مین جگہ پانے والا ہے یہ دیوان نہین ہے حضرت عاشق اور معشوق طرحدار کی گفتگو دو بدو ہے - نہین نہین معشوق باوفا کا انداز اور طرحدارون کے ناز کا حلیہ بنایا ہے بے رحمون کو جلایا ہے نرالا گل کھلایا ہے زور شور طبیعت کا دکھایا ہے جسکو دیکھکر ہر کوئی کہتا ہے کہ یہ دیوان نہین راز و نیاز کی باتون معشوقون کی ملاقاتون کا فوٹو ہے کوئی کہتا ہے کہ نہین یہ وظیفہ شیفتہ ہے کوئی کہتا ہے کہ نہین صوفیون اور درویشون کے لئے عالم بالا پر جانیکا زینہ ہے کوئی رنگین دل کہتا ہے کہ تم سب جھوٹے ہو یہ میرے معشوق کی انگشتری کا نگینہ ہے کسی طامع نے کہا کہ واہ یہ تو مضامین کا دفینہ ہے کسی سوختہ دل نے پکار کر ندا دی کہ حضرت عاشق کے جلے دل کا پھپھولا ہے جو یون پھوٹکر بہا ہے کوئی بولا کہ تو نے دیکھا نہ بھالا ارے دیوانے یہ تو سحر سامری اور جمشید کا منتر ہے کسی نے کہا کہ نہین یہ جنتر ہے کسی کی زبان پر ہے کہ یہ حضرت عاشق سراپا کمال نازک خیال کے اقبال کی اعجاز بیانی ہے کوئی کہہ رہا ہے کہ کیون نہو عاشق حضرت غالب کی برگزیدہ نشانی ہے خدا کی مہربانی ہے جو یہ کلام ہمکو نصیب ہوا اب یہی کہنا ہے کہ اللہ تعالی اس کلام اور کلیم کو تا قیامت سلامت رکھے فقط

قطعہ تاریخ

دوست دشمن ہین شاد پڑھنے سے	ہے وہ عاشق کا دل پذیر کلام
یون تو ہر کوئی شعر کہتا ہے	پر نہین ایسا دل پذیر کلام
تجھکو تیری قسم ہے سچ کہنا	ایسا دیکھا ہے چرخ پیر کلام
مجھکو تاریخ کا جو دھیان آیا	یون لگا کہنے چرخ پیر کلام
اسکی اے ضبط ہے یہی تاریخ	چھپ گیا آج بے نظیر کلام سنہ ۱۳۱۸ ہجری

تمام شد

غلطنامہ دیوان افکار عاشق عرف شاہد نظام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۳	رکیتو	رہ کیتو	۶۶	۱۱	خازہم	نمازہم
۸	۵	بہا ہی	بہارہی	۶۶	۱۳	کی ہینگی نمازہم	کی پڑہین گے نمازہم
ایضاً	۱۷	جا ہی	جاتی	۶۸	۱۴	غم ریج	غم و رنج
۱۰	۱۳	جینی جی	جیتے جی	۶۹	۱	اُن کو چل	اُن کو چلی
ایضاً	۱۹	کرنا نہ ہو	کرتا نہ ہو	۷۳	۱۰	جو قابل ہین	جو قابل ہین
۲۱	۱	کریبان	گریبان	۷۷	۱۲	مجرم	محرم
۲۲	۱۳	انکی جانبار ہون	انکی جانباز ہون	۷۸	۲	ملاقاتون	ملاقاتون
۲۲	۱۹	ادہی	سروہی	۷۸	۹	ترہی	ریزی
۲۳	۲	عجب	غضب	۷۹	۱۴	لو تم	تو تم
۲۷	۱۰	دل پر	دل پہ	۷۹	۱۲	جانا	جانان
۲۸	۱۸	پہ آرزو	بہ آرزو وہ بہی	۸۲	۱۵	آکرہ ہی	آکر رہی
۲۹	۸	یان ہی کا	یان ہی	۸۶	۱۴	عاشق جانبار	عاشق جانباز
۲۹	۱۰	اُٹہہ گیا ہی	مر گیا ہی	۸۹	۷	دعا دیتی ہین	دوا دیتی ہین
۲۹	۱۵	یو برملا	یون برملا	۹۳	۷	جو تھے	جو تھی
۳۱	۶	طالب دیدار	طالب آزار	۹۳	۱۴	قیامت ہی	قیامت ہی
۳۲	سطر اول از یہ شعر جسکا باقی رہگیا		اک تم کہ جان لینے پہ طیار ہو سدا اک مین کہ اپنی جان سے بیزار ہی رہا	۹۶	۹	ندون کو	رندون کو
				۱۰۰	۱۳	لاؤ جی جام	لاؤ جی اک جام
۳۳	۵	پہوڑا ہی	تہوڑا ہی	۱۰۰	۲۰	بی جگر کوئی	بے جگر کوئی
۳۸	۲	تو جای گا	لو جاتی	۱۰۵	۸	مین ہی ہون	مین ہی تو ہون
۳۸	۸	سکہ رواغ	سکہ و داغ	۱۱۰	۲	سمنہ	سینہ
۳۸	۱۱	مالیوس	مانوس	۱۱۲	۱۱	لو اپنی	تو اپنی
۳۸	۱۸	حسین فتی	حسین تفتی	۱۱۷	۱۱	ور	ور مین
۴۵	۱۸	کہدیا ہی	کہدیتا ہی	۱۱۸	۹	لائی ہوم	لائی ہو تم
۴۷	۶	کہہ رہی پاس	کہہ رہی ہی	۱۲۲	۶	آ کی کی	آئی کی
۵۱	۱۰	اران	اڑان	۱۲۳	۳	دعا کری	دغا کری
۵۴	۱۹	یہ وہ نغمہ	یہ ہے نغمہ	۱۲۳	۷	دعا کری	دغا کری
۵۶	۲	پہشان	پشیمان	۱۲۳	۹	کہدین کے	کہدین گی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۸	۱۳	گیا جھگڑا چکا	مر گیا جھگڑا چکا	۱۹۳	۸	بیخودی و دیدین	بیخودی دیدمین
۱۴۶	۶	دوات مجھی	دو بات کا مجھی	۱۹۳	۱۲	بہر لکا ہی	پہونکا ہی
۱۴۸	۲	کہولا ہی	کہونا ہی	۱۹۳	۱۳	جہوٹی لو بنانا	چہوٹی کو بنانا
۱۵۳	۱۹	ای صیا	ای صبا	۱۹۷	۵	عرش	عرس
ایضاً	۲۱	اور جو کہلا ہی	اور جو کہلوا ہی	۲۰۱	۲۰	دل ما جو	دل ربا جو
۱۵۴	۸	آسنی غم تابے	آسنی غم نامی	۲۰۳	۱۷	فیض شکر	فیض شکرؔ
۱۵۴	۱۴	امید صبر	امید وصل	۲۰۴	۱۷	لاباده	لایاده
۱۵۶	۱۵	سی ہنہین	سی کیہون نہ ہنہین	۲۰۶	۲	چیره	چهره
۱۵۷	۱۰	جلالی	جگالی	۲۰۶	۱۳	نیایا	نبایا
۱۵۸	۱۱	ہمسی بڑ کے	ہمسی بگڑ کے	۲۰۸	۱۸	ارزومند	آرزومند
۱۵۸	۱۵	دلکشی کہ - ل	دلکشی کہیل	۲۰۹	۱۵	کہی	کہئی
۱۵۹	۲۱	جو ہوکی	جو بہوکی	۲۱۰	۹	نظر آیا	نظر آنا
۱۶۲	۱۶	ملند	مانند	۲۱۰	۱۳	سے سی	سی ہی
۱۶۶	۳	ہی سیب	ہی زینت	۲۱۱	۲	جہکانا	جہکاتا
۱۷۱	۱۹	شرکرا ہون	شرر آہون	۲۱۱	۱۹	پیامہری ئی	پیامبرئی
۱۷۲	۱۳	عورت	صورت	۲۱۵	۱۱	آورگان	آوارگان
۱۷۹	۱۳	باٹ کاٹ دی	بات کاٹ دی	۲۱۷	۱	کلرجون	گلرخون
۱۸۲	۷	کیا بتی تہی	کیا بجی تہی	۲۲۰	۱۲	خیر	غیر
۱۸۲	۱۶	ہ وتا ہوا	دوتا ہوا	۲۲۳	۵	عم کو ہی	غم کو ہی
۱۸۲	۱۹	منہ	منہہ بیخودی	۲۲۵	۱۸	بادہ خواہی	بادہ خواری
۱۸۳	۵	کچہ گنیا	یہ گنیا	۲۲۶	۵	باند دہون	باندہون
۱۸۴	۲۰	مین رکھا ہی	مین رکہتا ہی	۲۲۶	۱۸	تند جو ہو جائی گا	تندخو ہو جائی گا
۱۸۵	۱۳	سمت جان	سخت جان	۲۲۷	۹	خوش ارمان	جوش ارمان
۱۸۶	۱۴	کہرن	کہون	۲۲۹	۳	مراج پایا	مزاج پایا
۱۸۷	۲۰	پتھی ہین	پیٹھی ہین	۲۳۲	۵	مناطره	مناظره
۱۸۸	۱۷	ره لفت	راه الفت	۲۳۳	۱۰	- ہی شمش	ہرہی شمش
۱۸۹	۱	گلشن پہ پروانہ	گلشن کا یہ پروانہ	۲۳۴	۱۰	شب وصل	شب ہجر
۱۸۹	۴	ار عل رہی	ابر وچل رہی	۲۳۴	۱۷	من نہین دہ	مین نہین وہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۵	۴	زلف کو	زلف کی	۲۴۸	۱۴	نے بود جائی	نی بود جائے
۲۳۶	۴	عیب سے	غیب سی	۲۴۸	۱۵	حق نگر	حق نگر
۲۳۷	۷	ایماموتو	ایماہوتو	۲۴۸	۱۹	اندریں لب فروبستن	اندریں رہ لب فروبستن
۲۳۹	۸	نگر	نگرد	۲۴۹	۲	عشقست نے برگیت	عشقست بی برگیت
۲۳۹	۱۱	ولدارگان	ولدادگان	۲۴۹	۴	نہ لبتانی	بہ لبتانی
۲۳۹	۱۱	بی نیاری	بی نیازی	۲۴۹	۶	حور غلمان	حور و غلمان
۲۴۰	۴	خرازبیخودی	جزازبیخودی	۲۴۹	۸	زرخواندی	ارخواندی
۲۴۰	۵	برآسائی	برآستانی	۲۴۹	۱۲	کوآتش	کوآتشی
۲۴۰	۱۹	خانقش	خالقش	۲۴۹	۱۵	ارز ور باشد	آرزو باشد
۲۴۱	۵	قالیض اجودش	فالیض الجودش	۲۵۰	۲	چنان اوشن	چنان روشن
۲۴۱	۱۱	بیاش باشد	بیان پاشد	۲۵۰	۶	طفل ذنت	طفل ذات
۲۴۲	۳	فاروق انظر	فاروق اعظم	۲۵۱	۲	بارغ	بارخ
۲۴۲	۵	روح نبود	روح بنمود	۲۵۲	۶	ازہر	ازبہرت
۲۴۲	۱۱	آفردگار	آفریدگار	۲۵۳	۱۳	آنبوترک حدامکانی	آنسوترک ازحدامکانی
۲۴۳	۳	نہ نے نمود	نہ می نمود	۲۵۳	۱۹	برلبطق	برلطق
۲۴۳	۷	ذوالنون	ذوالنورین	۲۵۴	۷	شکر زیر است	شکر ریز است
۲۴۳	۱۸	باز دہد	باز زہد	۲۵۴	۱۷	حورعلین	حورالعین
۲۴۴	۲	تیزکام	تیزگام	۲۵۴	۲۰	نورہبین	نورجبین
۲۴۴	۳	خاموش وعجز منعطت تمام	خاموشی وعجز منعطف نمائیم	۲۵۴	۲۱	کجاپایۂ جامت	کجاپایۂ جاہت
				۲۵۵	۲۱	نبود اندر ارل	نبود اندر ازل
۲۴۵	۲	نبل بقیدی	نیل بقیدی	۲۵۶	۱۱	در راہ جنت	در راہ محبت
۲۴۵	۷	نہ چنا پایال	نہ چنان پایال	۲۵۶	۲۰	کرنا بجروی	کزنا بجزوی
۲۴۶	۱۱	شعرراکم ازشعر	شعرراکم ازشعیر	۲۵۷	۱۱	ہیچۂ	ہیچہ
۲۴۶	۱	حاصر	حاضر	۲۵۹	۱۹	قیص	فیض
۲۴۷	۷	آذر دانا ستی	آذر و مانا ستی	۲۶۰	۳	شخصی وجن	شخص وجنس
۲۴۸	۲	نی سطروف	نی مظروف	۲۶۰	۱۰	ازغوان	ارغوان
۲۴۸	۳	موجود بود	موجد بود	۲۶۰	۱۶	عم	غم
۲۴۸	۱۱	نواذ وجب	نوان از وہم وجیب	۲۶۱	۲۰	درخش فرط سیاہی	درخش نذو

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۲۶۲	۹	باثد	باشد
۲۶۳	۲۱	جائۂ	جامۂ
۲۶۴	۶	بتخص لو بازید	بہ تخص تو بازید
۲۶۵	۱	صوت بزار	صوت هزار
۲۶۵	۱۰	ساز	سار
۲۶۵	۱۳	زجاے	نہ جاے
۲۶۵	۱۷	از بہ مثل	ار بہ مثل
۲۶۶	۶	از چو	ازل چو
۲۶۷	۱۶	از تیر نگنی	از نیر نگنی
۲۶۷	۱۷	جاروت	جاروب
۲۶۹	۲	غلط زچه	غلطه زچه
۲۶۹	۸	آمد بگزشت	آمدو بگزشت
۲۷۰	۱۲	عاشق پہ	عاشق چه
۲۷۰	۱۵	ببینی از	ببینی ار
۲۷۱	۱۹	خیال وصال	خیال وصل
۲۷۸	۲	بچمن تو غزلخوان	بچمن رو تو غزلخوان
۲۷۸	۹	نگرفته تنگ	نگرفته رنگ
۲۸۰	۱۴	من حال	من زحال
۲۸۱	۱۵	شکر خند	شکر خنده
۲۸۵	۱۴	قرار نفس	قرار زلفش
۲۸۶	۴	ہر سر	ہر سحر
۲۸۹	۱۳	زمانی کو	زبانی کو
۲۹۰	۵	کہ اگہ	کہ ناگہ
۲۹۱	۵	لب ملت	لب منت
۲۹۲	۱۹	رشک گرم	اشک گرم
۲۹۳	۱۳	نہ فاغ عشق	نہ داغ عشق
۲۹۳	۱۴	داغ اندر داغ	داغ اندر راغ
۲۵	۵	آنکہ نداد خبر	آنکہ ندارد خبر
۲۹۷	۶	از سرم	از شرم
۲۹۷	۱۵	نقش پای جس	نقش پاے جس
۲۹۸	۳	بیاد قد تو	بیادِ قدّ تو
۲۹۹	۸	ہر لخطہ پویان	ہر لحظ پویان
۲۹۹	۱۶	عاشق چون تو	عاشقا چون تو
۳۰۰	۹	آخر بہ تنگ	آخر بہ تنگ
۳۰۰	۱۰	کردہ اید ولی	کردۂ ای دل ولی
۳۰۰	۱۹	نشود کس آشکار	نہ شود بر کس آشکار
۳۰۰	۱۹	میکنم	میکنیم
۳۰۰	۲۰	تو کم کردہ ایم	تو گم کردہ ایم
۳۰۰	۲۱	از شر خویش	از شرم خویش
۳۰۱	۱	مار فرط شوق	ما ز فرط شوق
۳۰۱	۱۵	دہ گہ	در گہ
۳۰۲	۶	مد نگاہ	مدِ نگاہ
۳۰۲	۱۰	ای جان نگاہ نزع	ای جان بگاہ نزع
۳۰۳	۶	نفس باد کردمی	نفسِ باد کردمی
۳۰۴	۶	رارد امید	دارد امید
۳۰۴	۹	زام زدی	زارم زدی
۳۰۵	۱۹	کہ جنگ	کہ خنگ
۳۰۶	۶	دمہ و برم جاں	ہمہ بزم جہان
۳۰۶	۹	بینا اے	بینہ ہاے
۳۰۶	۱۷	باثیر	تاثیر
۳۰۶	۲۰	نشاکی	نماکی
۳۰۶	۲۱	فروز یرد	فرو ریزد
۳۰۸	۶	شتی	گسستی
۳۰۸	۷	بسمل	بسمل
۳۰۸	۱۶	تہ سہ یاستان	تیراست یاسان
۳۰۸	۱۸	گرہ بیم	گر بہ بین
۳۰۸	۱۹	بر سام	بہ شام
۳۰۸	۲۰	ز حق شہنشاہ	ز لطف شہنشاہ
۳۰۹	۱۴	روح من را ختلاے	روح علی را ابتلاے
۳۱۰	۱۵	زہد وستی	زہد مستی
۳۱۰	۲۱	از خدہ شمار	ار حدّ و شمار
۳۲۴	۱۷	سید محمد اقبال حسین	سید محمد حسین

گلستان ناگری۔ ترجمہ پنڈت مہر چند صاحب اس کتاب کے ترجمہ میں پنڈت صاحب نے لفظی با محاورہ نثر کیجگہ نثر اور نظم کیجگہ نظم کے ترجمہ کرنے میں وہ کوشش بلیغ فرمائی ہے جسکی عام شائقین جسقدر ستائش اور قدردانی کریں بجا ہے اس ایڈیشن میں بغرض اظہار عمدگی ترجمہ اور واسطے آسانی امتحان ترجمہ ایک کالم میں اصل مضمون فارسی اور دوسرے کالم میں ترجمہ بخط دیوناگری رکھا گیا ہے اس کتاب کی کمیابی اور ضرورت سے عام لوگ واقف ہیں۔ عہ

مجموعہ کاغذات کارروائی۔ اسمیں طریق و قواعد تعلیم ابتدائی اور خط و کتابت دستاویز و تحریر تمسک وغیرہ و قواعد تحریر جملہ کاغذات ہر سہ عدالت دیوانی و فوجداری و مال عرضی دعوی و جملہ درخواست درمیانی اور طریق لینے دینے اظہارات و سوالات جرح کے کرنیکا اور اپیل وغیرہ نیز نگرانی حکم اقتناعی و نظرثانی وغیرہ نہایت مفصل مع شرح مندرج ہے مصنفہ لالہ گردھر لال صاحب ہیڈ کلرک ۳؍

سبعہ معلقہ کی شرح اردو۔ جسکو سید ابو الحسن صاحب لکھنوی نے واسطے فائدہ امیدواران امتحان یونیورسٹی پنجاب و کلکتہ کے تالیف فرمایا ہے یہ شرح جس درجہ کی ہے اور شروح سے مقابلہ کرنے پر اسکی عمدگی معلوم ہوگی ۱؍۸

خلاصۃ الرمل۔ یہ رسالہ نہایت ہی پرانے اور عمدہ نسخہ سے ترجمہ کیا گیا ہے جسمیں اصول رمل اور طریق دریافت حال کو اس عمدگی سے بیان کیا ہے جیسا کہ ہو سکتا ہے۔ ۲؍

بھگت لیلا۔ یہ اُن لیلاؤن اور ستت اور بھگتون کی بھگتی سے پر ہیں جو وقتاً فوقتاً بھگتون نے اپنی بھگتی سے نتائج حاصل کرنیکے لئے اور اُنکی رنج تکلیف کے لئے لیلائیں ظاہر ہوئیں ہیں اور وہ ستت درج ہیں جو شایان وقت ہوئے ہیں۔ ۱؍

پاٹھوا پکار سٹیک۔ یہ کتاب سررشتہ تعلیم پنجاب میں داخل ہے۔ کہ جو ابتدائی تعلیم میں نہایت مفید ہے ۲؍

رامائن تلسی داس جی۔ بخط دیوناگری معہ کوشش اُن اُن الفاظ کے جو عام فہم نہیں ہیں۔ اور مشکل ہیں عہ

ساد ہو سما چار۔ از تصنیف مرزا احمد اختر صاحب اسمیں فقرائے اہل ہنود کے ہمراہ کرشن اور کرم دہرم کا بیان ہے ۱؍

تذکرۃ الفقرا۔ اسمیں ہفت گروہ اور چودہ خانوادہ اور جو گروہ اُنسے ہیں سلسلہ وار معہ سنہ وفات اور جائے مزار ہر ایک بزرگ کے نہایت تشریح سے لکھے گئے ہیں معہ ہفت رقعہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری۔ ۳؍

ایضاً معہ ساد ہو سما چار ۴؍

مجموعہ تصوف۔ اس ذخیرہ میں پانچ رسالہ ہیں اول رسالہ میں اصطلاحات صوفیہ درج ہیں دوسرا نکات فقرا میں تیسرا آداب فقرا میں اور چوتھا سوالات ہدایتی میں پانچوان بیان الانفاس میں ہے۔ ۴؍

سلاسل فخریہ۔ حضرت مولانا فخر الدین کے پانچ سلسلون کا بیان ہے۔ یعنی قادریہ۔ نقشبندیہ۔ سہروردیہ فخریہ۔ چشتیہ۔ وغیرہ

جمال العارفین۔ شرح رسالہ حق نما۔

مقامات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی اسمیں ملفوظات اور انکے لائف نہایت شرح مندرج ہیں۔ ۸؍

مرقات۔ یعنی ترجمہ مفتاح الجنان اردو ہر سہ حصہ جو مجموعہ حدیث مسائل ضروریہ و اعمال مجربہ کا ہے۔ ۱۲

RARE BOOK
NOT TO BE IS[SUED]
Checked
1987

خاتمہ

افکار عاشق

المعروف

شاہ نظام

الحمد للہ کہ انطباع دیوان افکار عاشق تمام ہوا۔ اور اسکا نتیجہ حسن انجام افکار عاشق حضرت داغ دہلوی کے دیوان دوم موسوم بہ آفتاب داغ کا جواب ہے۔ یہکا ہر شعر انتخاب ہے۔ اسمیں یہ التزام کیا گیا ہے کہ آفتاب داغ کی اول سے آخر تک کل غزلوں کا جواب بحیر قافیہ تضمین دیا گیا ہے الفاظ کی چستی اور معانی کی درستگی قابل داد۔ خیالات کی بلندی اور مضامین کی جدت پسندی لائق صد آفرین۔ شعر کو شعر سے مقابلہ کرتے وقت ناظرین ملاحظہ کرسکینگے کہ آفتاب داغ کو افکار عاشق سے کیا نسبت ہے کیونکہ آزادی کے سامنے قافیہ کی پابندی مشکل ترین صنعت ہے آفتاب داغ کا جواب دے کر افکار عاشق نے اور ترقی کی یعنی حضرت منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی کے دیوان موسوم بہ **مراۃ الغیب** پر پہلی غزل سے اختتام ردیف الف تک ہر غزل قافیہ بقافیہ لکھی پھر ایک قصیدہ موسوم بہ **مناظرہ زلف و رخ** حضرت امیر کے قصیدہ **مناظرہ شانہ و آئینہ** کے جواب میں قافیہ بقافیہ تحریر کیا اور باوجود پابندی قوافی طائر مضامین کو ایک انوکھی ترکیب سے تسخیر کیا۔ چونکہ دکن ہمیشہ سے قدردان سخن ہے اسلئے یہ قصیدہ بہ نظر خدام عالیمقام اعلیٰ حضرت سکندر شوکت کیوان دستگاہ آصف جاہ نواب مستطاب **حضرت میر محبوب علیخاں صاحب** بہادر نظام دکن دام اقبالہ و ضاعف اجلالہ پیش کیا گیا ہے۔ امید کہ بمقتضائی ع آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند ❖ آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند ❖ اسکو ایکبار نگاہ افتخار سے عزت بخشی جائے

الراقم

محمد اقبال حسین عاشق

مژدہ طبع دیوان ہزار عاشق

ہر دو عالم قیمت خود گفتہ		نرخ بالا کن کہ
ارزانی ہنوز		

چلبلی طبیعت اور پاک خیالات والے کہاں ہیں؟ ادھر آئیں۔ حضرات خوش فکر اور نازک خیالی کے شیدا کدھر ہیں؟ ایک نظر دیکھہ جائیں! کہ یوسف مصر شیوا بیانی و ماہ کنعان نکتہ دانی کا جلوہ فی الواقع قابل دید ہے اور اسکی میٹھی میٹھی اور پیاری پیاری زبان کی ہر بات لائق شنید ہے

بہار گل نظم ہے آج پر		
ریاض سخن طالب داد ہے		یہ دعوی
ہے سچا ہر ایک شعر کا		زمین سخن
مجھسے آباد ہے		گر انصاف کیجے
چشم شناس کا عکس		
رسالہ کی خوبی پہ جوں		
صاد ہے		یعنی

ناظم عدیم النظیر طوطی شیریں مقال حضرت منشی محمد اقبال حسین صاحب عاشق معتمد ریاست بیکانیر کا پہلا دیوان الموسوم بہ ہزار عاشق بہمہ جہت مرتب و مزین ہے دیوان کیا ہے معانی نغز کا دفتر اور محاورات اردوئے معلی کا مخزن ہے۔ زبان کی صفائی اور شیرینی محاورات کی نمکینی دیکھنے کے لائق ہے۔ مضامین کی رنگینی خیالات کی پاکیزگی اور بلند پروازی کی جسقدر توصیف کیجائے بجا ہے ہر ایک غزل بقعۂ نور ہے اور ہر ایک شعر آبحیات حضرت عاشق کو مرزا اسد اللہ غالب سے فیض تلمذ حاصل ہے اور مشق سخن کامل علاوہ کمالات کے اردوئے معلے آپکی مادری زبان ہے اور طبع مقدس مضامین بلند کی کان۔ غرض یہ دیوان بہمہ صفت موصوف ہے اور ہماری غرض صرف آپکی ایک نگاہ انصاف پر موقوف ہے۔ ضرور ملاحظہ فرمائے۔

المشتہر سبحانی پرشاد و گردہاری لال دہلی دریبہ کلاں

الف لیلہ شہرزاد

گو آجتک چند الف لیلہ طبع ہو چکی ہیں مگر اس الف لیلہ کی اشاعت نئے خوش ڈھنگ سے ہوئی ہے اول تو اسمیں بڑی خوبی یہ ہے کہ اسکی زبان دہلی کی روزمرہ سے بھری اور بامحاورہ ہے دوم اسمیں بڑی بات یہ ہے کہ یہ اس الف لیلہ عربی کا ایک سلیس بامحاورہ ترجمہ ہے جو خلیفہ ہارون الرشید کے زمانہ میں تیار کیگئی تھی۔ سترہ قصہ اور الف لیلاؤں سے اسمیں زیادہ ہیں جو بطور ضمیمہ کتاب کے آخر میں لگائے گئے ہیں تاکہ ناظرین کو علیحدہ معلوم ہوں دوسرے ایڈیشن میں انکو جہاں کا تہاں لگا دیا جائیگا خط پاکیزہ چھاپہ عمدہ کاغذ دبیز ہے قیمت مع محصول ۱۲؎

الف لیلہ دنیازاد

اس مشہور عربی الف لیلہ کے ساتھ جو عام مشہور ہے اور جسکو الف لیلہ شہرزاد کہنا چاہیئے الف لیلہ دنیازاد بھی ملی ہے اسکی بھی چار جلدیں ہیں جنمیں تحریر ہے تو یہ ہے کہ جسطرح یہ الف لیلہ ترکی کو دریافت نہیں ہوئی تھی اسمیں جتنے قصص ہیں وہ بکمال پر مذاق اور نتیجہ خیز ہیں۔ دیباچہ میں لکھا ہے کہ جب شہرزاد تمام قصے کہہ چکی اور اسکی جان بخشی ہوگئی شہریار کو قصہ سننے کی عادت پڑگئی تھی دو تین راتیں بہت بے چینی سے گذاریں آخر ایک شب بیگم شہرزاد سے فرمایا تمہاری بہن دنیازاد کو بھی بہت سے قصے یاد ہونگے اگر وہ بیان کریں اجازت چاہو تو میں بخوشی دیکھتا ہوں شہرزاد نے بادشاہ کی خواہش کو اپنی بہن دنیازاد سے بیان کیا اسنے یہ خوشی منظور کرلیا۔ اور قصہ بیان کرنے شروع کئے۔ اسکے مضمون سے شہریار ایسا خوش ہوا کہ ایکدن دنیازاد کو آدھی سلطنت بخشدی اسمیں تصویریں بہت نفیس جو بنوائی گئی ہیں جنکا ڈھنگ یورپین تصویروں سے ملتا ہے خط پاکیزہ چھاپہ عمدہ ہے قیمت ۱۲؎

المشتہر بلونت پرشاد و گردہاری لال دہلی دریبہ کلاں